محسن غفاری

جلد ۲

ابلیس نامه

آیات • روایات • حکایات

ترجمہ: حجۃ الاسلام السید حسنین رضوی کراروی

اعوذ بک من همزات الشّیاطین

(قرآن کریم)

ابلیس نامه

یا

شیطان کے قصّے

آیات ☆ روایات ☆ حکایات

﴿ جلد دوّم ﴾

ابلیس نامہ-جلد دوّم

مؤلف : دانشمند محترم جناب محسن غفاری

مترجم : السید حسنین الرضوی الکراروی

تعداد : ہزار ۱۰۰۰

سنہ اشاعت : ۲۰۰۳

ناشر : العلم پبلی کیشن (زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی)

پتہ : ۱۳۲، زینبیہ امام باڑہ، حسینیہ مارگ، ممبئی-۳،

فون: ۲۳۴۶۱۰۱۹ / ۲۳۴۱۳۲۲۷

قیمت : -/۵۰ روپے۔

ملنے کے پتے:

۱۔ زینبیہ اسلامی سینٹر، ۱۳۲ حسینیہ مارگ، ممبئی-۳

۲۔ حیدری کتب خانہ، امام باڑہ روڈ، ڈونگری، ممبئی-۹

۳۔ الایمان بک سینٹر، حضرت عباسؑ اسٹریٹ، امام حسینؑ چوک ڈونگری ممبئی-۹

۴۔ ادارۂ نشر پیغام کربلا، غازی پور، گوگوان، مظفرنگر، یوپی۔

۵۔ جناب زین العباس صاحب شریف آباد کراری، کوشامبی، یوپی۔

۶۔ جناب زیارت حسین رضوی صاحب، A-32، کریلی کالونی، الہ آباد، یوپی۔

۷۔ جناب عین الرضا رضوی (حسین صاحب)، حمام والی گلی، عباس نگر، مفتی محلّہ، لکھنؤ۔

سمہ تعالیٰ

فہرست

	حرف آغاز	۱۱
	ہدیۂ سپاس	۱۳
	پیغام	۱۵
۱۲۳	ابراہیم ادھم اور شیطان (توکّل)	۱۹
۱۲۴	بھگوڑے شیطان (خدا پر بھروسہ کرنے والے)	۲۰
۱۲۵	آدمؑ وحوّا اور شیطان (عبرت)	۲۱
۱۲۶	جنید بغدادی کی شیطان سے گفتگو (بہانہ بازی)	۲۷
۱۲۷	داستان ہابیل وقابیل اور شیطان (حسد)	۲۸
۱۲۸	شیطانی کینہ (فریب اور جھوٹی قسم)	۳۰
۱۲۹	کفر کی جڑیں (حسد، حرص، غرور)	۳۱
۱۳۰	آتش پرستی (جہل)	۳۳
۱۳۱	بڑھیا اور شیطان (فتنہ پروری اور چغل خوری)	۳۴
۱۳۲	شیطان سے بھی بڑے لوگ (چغل خور اور مکّار)	۳۷
۱۳۳	شیطانی جال (غرور وافتخار)	۳۸
۱۳۴	اچھے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت (علم بلا عمل)	۴۰
۱۳۵	شیطان کی شکارگاہ (عقاید اور احکام)	۴۲

۱۳۶	آئینۂ جمال انسان اور شیطان (شیطان سے بدتر)	۴۵
۱۳۷	شیطان سے دین کی حفاظت (مخلوقات سے دوری)	۴۵
۱۳۸	چاردریا (عزلت اور گوشہ نشینی)	۴۶
۱۳۹	شیطان کا فرار (خدا کے لیے ناراض ہونا)	۴۷
۱۴۰	حضرت یحییٰ کی شیطان سے گفتگو (شیطان کے جال)	۴۸
۱۴۱	شیطان کی شکل وصورت (شیطان کا حلیہ)	۵۰
۱۴۲	حضرت عیسیٰ اور شیطان کی گفتگو (غرور اور مدح وثناء)	۵۱
۱۴۳	شیطانی افکار (وجود خدا)	۵۴
۱۴۴	شیطانی فکر (خدا کا خالق)	۵۵
۱۴۵	رحمانی اور شیطانی فکر (حق وباطل-اچھائی اور بُرائی)	۵۷
۱۴۶	خنّاس ابلیس کا بیٹا (شیطانی دل)	۵۸
۱۴۷	شیطانی اور رحمانی قلب (ہدایت اور گمراہی)	۶۱
۱۴۸	شیطان میدان محشر میں (شفاعت)	۶۳
۱۴۹	شیطان اور مربّی گری (رہبر کے بغیر معاشرہ)	۶۵
۱۵۰	شیطان کی راہیں (صراط مستقیم)	۶۶
۱۵۱	شیطان کے سپاہی (بُرا دوست)	۶۸
۱۵۲	ابلیس کا سوار اور پیادہ نظام (گناہ ومعصیت)	۷۰
۱۵۳	شیطان کی جگہیں (مکان اور بُری جگہ)	۷۱

۱۵۴	بت پرستی (جہالت)	۷۲
۱۵۵	یغوث نامی شیطان (بت شکنی)	۷۳
۱۵۶	درخت پرستی (نادانی)	۷۵
۱۵۷	جنگ بدر میں شیطان کی موجودگی (اسلام سے جنگ)	۸۰
۱۵۸	آتش پرستی کا دوسرا واقعہ (گمراہی)	۸۲
۱۵۹	آفتاب پرستی (ضلالت)	۸۴
۱۶۰	ماربدوش ضحاک (شیطانی آدمی)	۸۷
۱۶۱	شیطان اور معاویہ (شیطانی ایجنٹ)	۹۲
۱۶۲	شیطان کی دلیل (قیاس)	۹۶
۱۶۳	ابوحنیفہ سے امام صادق علیہ السّلام کا مناظرہ (تفسیر بالرّائے)	۹۸
۱۶۴	حضرت آدمؑ اور شیطان ملعون کی خدا سے درخواست (وسوسہ اور توبہ)	۹۹
۱۶۵	ابلیس کے نکالے جانے اور ملعون ہونے کی وجہ (استکبار)	۱۰۳
۱۶۶	شیطانی بہانے بازیاں (حجت خدا، ارادہ اور اختیار)	۱۰۴
۱۶۷	جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کی آہ وبکا (الٰہی تدبیر)	۱۰۶
۱۶۸	عقل مند چرواہا (شیطان سے حفاظت)	۱۰۷
۱۶۹	شیطانی منصوبہ (عبادتوں کا غرور)	۱۰۸
۱۷۰	شیطان کا مردہ (شیطان کا مکر)	۱۱۰
۱۷۱	شیطان کا فریب (توبہ میں تاخیر)	۱۱۱

١٧٢	ابلیس کی قسم (توبہ)	١١١
١٧٣	شیطان کا دل (استغفار)	١١٢
١٧٤	تین طرح کے لوگوں سے شیطان کا تعلق (استغفار اور توبہ)	١١٤
١٧٥	شیطان عرفہ کے دن (بخشش و مغفرت)	١١٦
١٧٦	شیطان حج میں (صحرائے عرفات)	١١٨
١٧٧	شیاطین اور ماہ رمضان المبارک (روزہ)	١٢٠
١٧٨	خالق و مخلوق اور شیطان (انسان کا دل خدا کا باغ ہے)	١٢٢
١٧٩	دل خدا کا گھر ہے شیطان کا آشیانہ نہیں (خدا کا پسندیدہ دل)	١٢٦
١٨٠	ابلیس انسان کا دشمن ہے۔ (دوستی اور دشمنی)	١٢٧
١٨١	لعنت بر شیطان (عمو اور غلی)	١٢٨
١٨٢	شیطان سے دوستی (دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ)	١٣٣
١٨٣	جہنم میں شیطان کا ہم نشین (واجبات کا ترک)	١٣٦
١٨٤	خدا، بندہ اور شیطان (شیطان کی خواہشات)	١٣٨
١٨٥	شیطانی نفس (انسان نما شیطان)	١٣٩
١٨٦	شیطانی رذایل (زبان کی آفتیں)	١٤١
١٨٧	شیطان کا استاد (جھوٹ)	١٤٢
١٨٨	ابلیس کی نصیحت (زہد اور خدا کا خوف)	١٤٣
١٨٩	ابلیس کی نصیحت (زہد اور بے رغبتی)	١٤٤

١٩٠	فضیل بن عیاض اور شیطان (تفرقہ اور بدگوئی)	١٤٦
١٩١	دعوتِ شیطان (شک و تردد)	١٤٨
١٩٢	دل شیطان کی جگہ نہیں ہے۔ (ذکر خدا)	١٤٩
١٩٣	شیطان اور پانچ گدھوں کا بوجھ (٦ بُری عادتیں)	١٥١
١٩٤	دانشوروں کیلیے شیطان کی خطرہ کی گھنٹی (خود پسندی)	١٥٣
١٩٥	معصیت کا سبب (غرور)	١٥٤
١٩٦	حضرت علی علیہ السلام اور حسن بصری (کج فکری)	١٥٥
١٩٧	ابلیس کے جرائم (قناعت اور حبّ علی)	١٥٨
١٩٨	شیاطین غدیر خم میں (نفاق)	١٦١
١٩٩	عید غدیر میں شیطان کی نالہ و فریاد (پیمان شکنی)	١٦٣
٢٠٠	غدیر خم میں شیطان کی سازش (علی کے شیعہ اور محبّ)	١٦٥
٢٠١	معراج کا ایک واقعہ (شیطان اور سچے شیعہ)	١٦٧
٢٠٢	شیطان کی بیعت (دین میں تفرقہ)	١٦٨
٢٠٣	آخرت کا عذاب (ستم گر اور منافقین)	١٧١
٢٠٤	حضرت علی کی شیطان سے جنگ (حرام زادہ)	١٧٣
٢٠٥	حضرت علی کی شیطان سے جنگ (دشمن علی)	١٧٥
٢٠٦	حضرت علی کو شیطان کی خوش خبریاں (اہلبیت کے دوست اور دشمن)	١٧٦
٢٠٧	حضرت علی کی شیطان سے گفتگو (دشمنانِ اہل بیت)	١٧٨

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۰۸	اولاد کے نطفہ اور مال میں شیطان کی شرکت (مال حرام)	۱۷۹
۲۰۹	شیطان کی شرکت کی علامتیں (فحش، زنا، سودخوری، بے دینی)	۱۸۳
۲۱۰	شیطان عالم برزخ میں (انسان کا ہم زاد و ہم راہی)	۱۸۵
۲۱۱	استعاذہ (خدا کی پناہ)	۱۸۸
۲۱۲	جنوں اذیّت و آزار (فی امانِ اللہ)	۱۹۱
۲۱۳	انسان کی ولادت کے موقع پر شیطان کا نعرہ (انسان دشمنی)	۱۹۴
۲۱۴	مرنے والے کے سرہانے شیطان کی حاضری (تلقین)	۱۹۶
۲۱۵	موت کے وقت شیطان کی موجودگی (شیطان کا بندہ)	۲۰۰
۲۱۶	شیطان اور دینوی تعلق (نہ توڑو نہیں کہوں گا)	۲۰۲
۲۱۷	شیطان اور شہادتین کی تلقین (قرض کی رسید)	۲۰۳
۲۱۸	میّت کے سرہانے شیطان کا آنا (ایمان اور اعتقاد کا چور)	۲۰۴
۲۱۹	شیطان اور انکر و منکر (عالم قبر)	۲۰۵
۲۲۰	روح مومن کے قبض ہونے پر شیطان کی فریاد (ایمان و اعتقاد)	۲۰۶
۲۲۱	حزن وملال اور خوشی کی وجہ (فقر و فحشاء)	۲۰۷
۲۲۲	شیطان کی شادی (ابلیس کی اولاد)	۲۰۹
۲۲۳	شیطان کی شادی (شیطان اور اس کی اولاد سے دوستی)	۲۱۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۲۴	شیطان اور جن کے وجود کی حقیقت (وجودی اشکال)	۲۱۲
۲۲۵	شیطان کا مقام اور اس کے آلات (مختلف شعبے) * شعر : ابلیس نے عربی میں شعر کہے ہیں۔ * کاہن (ساحر) : شیطان کا ایک گندا کام۔ * مزامیر : سازو آواز اور ناچ کود۔ * شراب : تمام برائیوں کی جڑ۔ * عورتیں : حرام نگاہ، عورتیں، شیطان کے جال۔ * راہ طریق : ہر راستہ پر تاک لگا کر بیٹھتا ہے۔ * جھوٹ : خباثتوں کا مظہر۔	۲۱۶
۲۲۶	شیطان اور نشہ آور مشروب (شراب کی مستی)	۲۲۴
۲۲۷	شیطان اور شراب خوار (نشیلے مشروبات کے اثرات)	۲۲۶
۲۲۸	حضرت سلیمانؑ اور شیطان کی سازش (سحر و جادو)	۲۲۹
۲۲۹	شیطان کے نام اور القاب (رجیم، ابلیس، اہریمن، دیو)	۲۳۱
۲۳۰	لیلۃ الجن (مسلمان مبلّغ جن)	۲۳۵
۲۳۱	امام صادقؑ اور جنّاتوں کا گروہ (شیعہ جن)	۲۳۷
۲۳۲	واقعۂ کربلا (مددگار جن)	۲۳۸
۲۳۳	ایک خدا رسیدہ عالمِ دین کے ساتھ شیعہ جن کا سفر (زیارت امام حسینؑ)	۲۴۰
۲۳۴	مسلمان شیطان (ہام بن قیس بن ابلیس)	۲۴۱
۲۳۵	مسلمان جن (شیطان پنجتنؑ سے توسّل)	۲۴۳
۲۳۶	شیطان کی آرزو (رحمت الٰہی کی لالچ)	۲۴۵

بسمہ تعالیٰ

حرف آغاز

زینبیہ اسلامی سینٹر اپنی علمی، ادبی اور مذہبی خدمات کے سبب آج ہندوستان کے معروف اداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ کی نشریات و اشاعات ملک و بیرون ملک میں ہمیشہ سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی "ابلیس نامہ" گذشتہ دنوں شائع ہوکر مذہبی اور علمی حلقوں میں مقبول ہوچکی ہے۔

زینبیہ اسلامی سینٹر کی یہ کتاب سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں مکروہات اور خراب عادات سے اجتناب کے مقصد کے تحت لکھی گئی ہے۔ انداز تحریر اس قدر دلچسپ ہے کہ پڑھنے والے پوری کتاب کا مطالعہ کیے بغیر نہیں رہتے۔ شدید ضرورت تھی کہ اس کتاب کو اردو والوں میں متعارف کرایا جائے تاکہ اردوداں مذہبی طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکے۔ حجۃ الاسلام مولانا سید حسنین رضوی کراروی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اپنی بے پناہ مذہبی، تبلیغی واداراتی مصروفیات کے باوجود نہایت عمدہ سلیس اور عام فہم اردو میں اس کا ترجمہ فرمایا۔ دینی رجحان کو فروغ دینا، قرآن واہلبیتؑ کی تعلیمات سے لوگوں کو متعارف کرانا اور نئی نسل کو دینی و دنیوی تعلیمات کی طرف مائل

کرنا مولانا کے تبلیغی مقاصد میں شامل ہیں۔ ''ابلیس نامہ'' کا ترجمہ بھی ان کے ان ہی مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ جس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ پہلی جلد کے منظر عام پر آتے ہی دوسری جلد کے لیے مومنین کی فرمائشیں آنے لگیں۔ اللہ کا شکر اور اہلبیت علیہم السّلام کا کرم ہے کہ جلد اوّل کی طرح سے ہی جلد دوم بھی شان وشوکت کے ساتھ شایع ہو رہی ہے۔ بلاشبہ عزیزم رضی رضوی کی خصوصی دلچسپیوں اور ذمّہ داریوں کے سبب طباعت و اشاعت کے سارے مرحلے آسان ہوجاتے ہیں اللہ بطفیل امام زمانہؑ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔ ناانصافی ہوگی اگر اس مقام پر برادرم شبیب رضوی کا شکریہ ادا نہ کروں کیوں کہ موصوف کی غیر معمولی دلچسپی کے باعث ہی یہ کتاب آپ تک پہونچ سکی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ ربّ کریم حجۃ الاسلام مولانا سید حسنین رضوی کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور زینبیہ اسلامی سینٹر ان کی تبلیغی و قلمی خدمات سے فیض اٹھاتا رہے۔ ہمیں امید ہے کہ ''ابلیس نامہ'' کی دوسری جلد بھی پہلی جلد ہی کی طرح عوام وخواص میں پسند کی جائے گی۔

والسّلام

جاوید رضوی

بسمہ تعالیٰ

ہدیۂ سپاس

''ابلیس نامہ'' کی پہلی جلد شائع ہوکر مؤمنین کے ہاتھوں میں پہونچ گئی اور بحمداللہ توقع سے کہیں زیادہ اسے مقبولیت حاصل ہوئی، جن دوستوں اور کرم فرماؤں نے خطوط، ٹیلی فون اور ملاقات کے ذریعہ اپنی پسندیدگی کا اظہار اور حوصلہ افزائی کی ہے ان کا میں بے حد شکرگذار ہوں البتہ اس لیے نہیں کہ انھوں نے کتاب کی تعریف کی ہے بلکہ اس لیے کہ انھوں نے اسے پڑھنے کے لائق سمجھا اور اس کے لیے وقت نکالا۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم نے جس طرح انھیں اس کتاب کے مطالعہ کی توفیق دی ہے اسی طرح اس کے مضامین کے سانچے میں اپنی عملی زندگی کو ڈھالنے کی بھی توفیق مرحمت فرمائے۔

قلم وقرطاس کی وادیوں کے سفر کے انتہائی خشک اور تھکا دینے والا ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا جو لوگ اس سے سروکار رکھتے ہیں ان سے یہ مشکلات ڈھکی چھپی نہیں ہیں کہ مضامین اور مقالات کی شکل میں اپنے مافی الضمیر کی تدوین اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ دوسروں کے خیالات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں جملہ نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے قلم بند کیا جائے۔

لیکن یہ ساری تگ ودو صرف اس لالچ میں ہے کہ شاید کتاب کا کوئی ایک اقتباس کسی غافل دل کے اسلوب حیات کو تبدیل کرنے اور اس میں انقلاب

لانے کا سبب بن جائے جس کے طفیل خدا کی تھوڑی بہت خوشنودی حاصل ہوجائے کیوں کہ "رضوان من اللہ اکبر" اس کی برائے نام رضا بھی زندگیوں کے عنوان بدلنے کے لیے کافی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہماری یہ حقیر کوشش اس کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرے اور دوسروں کے ساتھ خود ہمیں بھی وساوس شیطانی اور اس کے مکر وفریب اور حیلوں سے بچنے کی توفیق کرامت فرمائے اور ہماری اس کتاب کو اس داستان کا مصداق نہ بنائے جس کا تذکرہ ابلیس نامہ کی پہلی جلد کے آغاز میں (خودنمائی کے ذیل میں) ہوچکا ہے۔

ربّنا تقبّل منّا انّك انت السّمیع العلیم

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

السید حسنین الرضوی کراروی

زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی۔۳

۶/اگست ۲۰۰۳ء مطابق ۷/رجمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ

بسمہ تعالیٰ

پیغام

لوگوں کو شیطان کے بارہ میں جاننے اور اس کے ہتھ کنڈوں سے واقف ہونے کی جستجو رہتی ہے اور اس موضوع سے متعلق بہت سے سوالات ان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے جواب کے لیے وہ ادھر اُدھر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انھیں اطمینان حاصل نہیں ہوتا، "زینبیہ اسلامی سینٹر" نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے موضوع میں مکمل کتاب "ابلیس نامہ" کی اشاعت کا ارادہ کیا ہے جس سے بڑی حدتک معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی خوداعتمادی کو قوّت ملے گی۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم ادارہ کو مزید دینی خدمت کی توفیق دے اور لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

آمین!

ڈاکٹر سید اختر حسن رضوی

(ایم پی، راجیہ سبھا)

ابلیس

حکایات اور قصّے

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

ابلیس اور اس کی عداوت سے ہوشیار رہو۔

۱۲۳۔ ابراہیم ادہم اور شیطان: (توکل)

ابراہیم ادہم کہتے ہیں: خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے حج کے قصد سے مکّہ کے لیے نکلا اور ایک صحرا سے گذر رہا تھا کہ زادِراہ کی کمی کی وجہ سے تین دن بھوکا رہنا پڑا اور کوئی چیز کھانے کی نصیب نہ ہوئی۔ ایسے وقت میں ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے کہا: اے ابراہیم تونگر ہوتے ہوئے تم نے خدا کی نعمتوں کو کیوں چھوڑ دیا اور تھوڑے سے زادِراہ کے ساتھ کیوں سفر اختیار کیا کہ اس طرح بھوکا اور پیاسا رہنا پڑے کیونکہ ٹھاٹ باٹ سے، زیادہ زادِراہ کے ساتھ بھی حج کیا جا سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں: جب میں نے شیطان کی یہ باتیں سنیں تو ایک بلندی پر چلا گیا اور آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے عرض کیا: خدایا تو نے اپنے اس ملعون دشمن کو اپنے دوست کے راستہ میں قرار دیا ہے تا کہ وہ مجھے گمراہ کر کے ہلاک کر ڈالے اور مجھے دوزخ کا ایندھن بنا دے لہٰذا تو ہی میری فریادرسی کر کیونکہ اگر تو نے اس سلسلہ میں میری مدد نہ کی تو میں یہ راستہ طے نہیں کر سکتا۔ اس وقت میرے کانوں میں ایک آواز گونجی اے ابراہیم جو کچھ تمہاری جیب میں ہے اسے باہر نکال دو تا کہ غیب سے ہماری قدرت کا ظہور ہو، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو چاندی کے چار سکّے پڑے ہوئے تھے جسے میں بھول گیا تھا۔ میں نے وہ سکّے نکالے اور انھیں باہر پھینک دیئے جیسے ہی ابلیس کی نظر ان سکّوں پر پڑی وہ

بھاگ نکلا اور خدا نے غیب سے میرے لیے کھانے پینے کا انتظام کردیا۔ ۱؎

۱۲۴۔ بھگوڑے شیطان: (خدا پر بھروسہ کرنے والے)

آیۃ اللہ شہید دستِ غیبؒ کہتے ہیں: اے انسان تو دنیا و آخرت میں تنہا زندگی گذارنے سے عاجز ہے اگر تیرے پاس تکیہ گاہ ہو تو کوئی خطرہ اور کوئی مشکل تیرے اندر تزلزل نہیں پیدا کرسکتی کیونکہ تیرے پاس تکیہ اور وکیل ہے اور خدا سے بڑھ کر کون وکیل ہوسکتا ہے۔ وہ بہترین وکیل بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

"نعم الوکیل نعم المولٰی و نعم النّصیر"

اگر انسان اس سے پُر امّید ہو تو ہر خطرہ اور مشکل جو بھی اسے پیش آئے گا وہ اسے دور کرے گا کیونکہ اس کا وکیل مضبوط ہے اور اس سے تمام خطرات دور کرے گا اور جس چیز کی مصلحت ہوگی وہ اس تک پہونچائے گا۔ روایت میں ہے کہ صبح کے وقت جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلنا چاہتا ہے تو شیاطین دروازہ کے پیچھے انتظار کیا کرتے ہیں اور جب وہ باہر آکر "توکلت علی اللہ" خدایا تجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے کام پر جا رہا ہوں کہتا ہے، تو شیاطین بھاگ نکلتے ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو شیطان اپنے حوالی موالی کے ساتھ اس کے راستہ میں کھڑا ہو جاتا ہے جب بندہ کہتا ہے: "بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم" تو اس پر موکّل دونوں فرشتے کہتے

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۰۲، شیخ عطار۔

ہیں کہ یہ جان لو کہ تم میری پناہ میں ہو اور جیسے ہی کہتا ہے "امنت باللہ" تو وہ کہتے ہیں بے شک تیری ہدایت و راہنمائی ہوئی ہے اور جب "توکلت علی اللہ" کہتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تیری حفاظت کریں گے، اس وقت شیطان اور اس کے ساتھی فرار کرتے ہیں۔ ۱؎ اور کہتے ہیں ایسے شخص کے سلسلہ میں کیا کہا جاسکتا ہے جسے پناہ دی گئی ہو، جس کی ہدایت کردی گئی ہو اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی گئی ہو۔ ۲؎

۱۲۵۔ آدمؑ و حوّا اور شیطان: (عبرت)

جس گھڑی خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ پر مامور کیا اور ان سب نے سوائے ابلیس کے آدمؑ کو سجدہ کرتے ہوئے حکم خدا کو انجام دیا صرف شیطان نے غرور کرتے ہوئے حسد کی وجہ سے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا اور ہمیشہ کے لیے درگاہ الٰہی سے مردود قرار دیا گیا اور جب خدا نے اس سرکشی کی وجہ اس سے پوچھی کہ سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ تو اس نے کہا: میں ان سے بہتر ہوں کیوں کہ تو نے مجھے آگ سے اور انھیں خاک سے پیدا کیا ہے، اپنی اس گفتگو سے اس نے اپنی وہ خصلت اور صفت جو اس کے اندر شعلہ ور تھی ظاہر کردی اور اپنا غرور و تکبر نہ چھپا سکا۔

حضرت علیؑ نے خطبۂ قاصعہ میں اسی سلسلہ میں فرمایا: خداوند عالم نے ابلیس

۱۔ استعاذہ ص ۱۶۳-۱۶۴۔

۲۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۳۱۷، عدۃ الداعی ص ۲۱۸۔

کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے عبرت حاصل کرو کہ اس کی بہت زیادہ عبادتیں اور
بہت زیادہ کوششیں ایک گھڑی کے غرور میں ضائع ہو گئیں، جس شیطان نے چھ
ہزار سال خدا کی عبادت کی تھی اور ان برسوں کے بارہ میں بھی پتہ نہیں کہ وہ
دینوی سال تھے یا آخرت کے سال۔[1]

شیطان نے جب یہ دیکھا کہ اس کی وہ تمام کوششیں، رنج وزحمت جو اس نے
خدا کا قرب حاصل کرنے میں اٹھائی تھیں تباہ ہو گئیں تو وہ مایوس اور ناامید ہو گیا
اس نے کہا: پروردگارا! جب ایسا ہے تو پھر مجھے قیامت تک کی مہلت دے دے
اور زندہ رکھ خداوند عالم نے اس کی بعض خواہشیں پوری کیں اور اس سے فرمایا:
تجھے روز معیّن اور وقت معلوم تک کی مہلت دی گئی ہے۔ چونکہ اس نے اپنی بدبختی
اور ناکامی کی وجہ آدمؑ کو سجدہ کرنے کو پایا تھا لہٰذا آدمؑ اور ان کی اولاد کی دشمنی دل
میں رکھ لی اور اس کے اظہار کو روک بھی نہیں سکا۔ جب اس کی دعاء خداوند عالم
نے قبول کر لی تو اس نے اپنے دلی کینہ سے پردہ اٹھا دیا کہ اب تو میں گمراہ ہو ہی
چکا ہوں میں تیرے بندوں کے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا اور چاروں طرف
سے ان پر راہیں مسدود کر دوں گا اور انھیں ہر طرف سے بہکاؤں گا اور تجھے معلوم
ہو جائے کہ ان میں سے اکثر شکر گذار بندے نہیں ہیں اور اس کے لیے تمام
وسائل کو بروئے کار لاؤں گا اور ان کی نگاہ میں ہر طرح کے جرم اور برے کاموں
کو اچھا بنا کر پیش کروں گا اور انھیں وعدہ اور امیدوں کے جال میں پھنساؤں گا
البتہ وہ لوگ جو تیرے مخلص بندے ہیں وہ میرے گمراہ کرنے سے امان میں

۱۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۳۴۔

رہیں گے۔

خداوند عالم نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو شیطانی فریب کاری کا شکار نہ ہونے
سے خبردار کیا اور قدم قدم پر انھیں یاد دلایا کہ وہ شیطان کے شر سے جو ان کا کھلا
ہوا دشمن ہے ہوشیار رہیں اور شیطان انھیں راہ راست سے ہٹا کر گمراہ نہ
کر دے۔

خلقت حضرت حوّاؑ:

حضرت آدمؑ کی خلقت ہوئی اور خدا نے انھیں مسجود ملائکہ بنایا اور وہ اس
بلند مقام پر پہونچے کہ انھیں حق کی الٰہی خلافت کا ذمہ دار بنایا گیا لیکن زندگی
گذارنے کے لیے انھیں طرح طرح کی ضرورتیں لاحق تھیں اس کے علاوہ وہ
تنہائی کے شکار تھے انھیں بہر حال ایک ہمدم اور مونس کی ضرورت تھی جو انھیں قلبی
سکون فراہم کرتا اور تنہائی دور کرتا دوسرے اس خلقت آدمؑ کا مقصد صرف اور
صرف آدمؑ کی پیدائش نہیں تھی بلکہ خدا ان کے ذریعہ سے دوسری نسلوں اور بہت
سے انسانوں کو پیدا کرنا چاہتا تھا تا کہ اس نوع خلقت میں پائے جانے والے
اصلی اور واقعی گوہر جو اخلاص وتقویٰ کا مظہر ہوں انھیں نکال کر فرشتوں کو دکھلائے۔

خداوند عالم نے جناب حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور
جس طرح آدمؑ کو پیدا کر کے ان کے پیکر میں روح پھونکی تھی اسی طرح حوّا کو پیدا
کیا اور ان کے وجود میں آنے سے حضرت آدمؑ کو سکون حاصل ہوا اور تنہائی کی
وحشت سے انھیں نجات ملی اور انھیں جو کھانے پینے اور رہنے کی ضرورت تھی

اسے پورا کرنے کے لیے جنّت کو مباح قرار دیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اور
ہم نے کہا اے آدمؑ اب تم اپنی زوجہ کے ساتھ جنّت میں ساکن ہو جاؤ اور جہاں
چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے
والوں میں ہو جاؤ گے۔

(بقرہ/۳۵)

**تو ہم نے کہا کہ آدمؑ یہ تمہاری اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں
جنّت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ۔**

(طٰہٰ/۱۱۷)

حضرت آدمؑ و حوّا نے اس فرمان کی وجہ سے جنّت میں خلوت اختیار کی اور
بہشتی نعمتوں اور لذّتوں سے بہرہ مند ہونے لگے اور شیطان جس کی تمام تر
بدبختیاں اس کی نگاہ میں آدمؑ کی وجہ سے ہوئی تھیں ان کا کینہ اور بغض دل میں
لیے ہوئے تھا خود حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کو بہر صورت بہکانے میں لگا ہوا تھا
اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کی کمزوریوں کی تلاش میں لگا ہوا تھا
جب اسے اس مخصوص درخت کے سلسلہ میں خدا کی ممانعت کا پتہ چلا تو ایک
ہمدرد کی شکل میں انھیں نصیحت کرنے آ گیا اور کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں
ایک ہمیشگی کے درخت اور پرانی نہ ہونے والی سلطنت کی راہنمائی کروں؟ ایک
دوسری روایت کے مطابق دونوں کو مخاطب کر کے کہا:

تمہارے پردگار نے تم کو صرف اس لیے اس درخت سے نزدیک ہونے
کے لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے یا حیات جاودانی کے مالک نہ ہو جاؤ

اگر تم اس درخت سے کھا لو تو فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ اس جنّت میں رہو گے۔
اور اپنی اس بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لیے اس نے جھوٹی قسم کا بھی
اضافہ کیا کہ میں اس معاملہ میں صرف تمہاری خیر خواہی کے لیے زور دے رہا
ہوں۔

روایات میں ہے کہ شیطان پہلے آدمؑ کے پاس آیا اور انھیں جتنا فریب دینا
چاہا اور وسوسہ کیا اس کا ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا تو جناب حوّا کے پاس گیا اور
انھیں اپنی دل فریب باتوں میں لگا لیا اور پھر ان کے ذریعہ حضرت آدمؑ پر زور ڈالا
اس درخت کے بارہ میں زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے بعض لوگوں نے اسے
درخت گندم اور بعض نے انگور اور کچھ لوگوں نے عناب کا درخت بتایا ہے۔

بہر حال جس طرح بھی ممکن ہوا شیطان نے آدمؑ کو اس درخت کے قریب
جانے پر آمادہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ جنّت کی سکونت اور بہشتی نعمتوں کے
استفادہ سے محروم ہو گئے اور اس کے بعد خدا کی طرف سے ان سے خطاب ہوا، تم
دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اس کے
بعد اگر میری طرف سے ہدایت آ جائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ
گمراہ ہوگا اور نہ پریشان اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے زندگی
کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے وہ کہے گا کہ
پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جبکہ میں دار دنیا میں صاحب
بصارت تھا۔

اور یہ کہ آیا وہ جنّت کہاں تھی زمین میں تھی یا آسمان میں، جس کا بندوں سے

وعدہ کیا گیا ہے وہ تھی یا اس کے علاوہ کوئی اور جنت ہے وہ مادی تھی یا معنوی؟ اس کے بارہ میں خدا بہتر جانتا ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی تھا آدمؑ وحوا کو ملی ہوئی بہشتی نعمتیں چھن گئیں اور انھیں جنّت سے نکال کر مصائب و آلام سے بھری ہوئی دنیا میں اتار دیا گیا اور اس چیز کے ذریعہ شیطان نے بہت بڑا انتقامی حربہ انسانیت کے خلاف استعمال کیا اور اپنی دشمنی دونوں کے لیے ظاہر کردی۔ خداوند عالم اس داستان کو نقل کرتے ہوئے اولاد آدمؑ کو خبردار کرنا چاہتا ہے کہ ہوشیار رہو اور شیطان سے دھوکہ نہ کھاؤ اس نے جس طرح تمہارے ماں باپ کے فریب دے کر جنّت سے باہر نکلوا دیا ہے۔ اس مقام پر فرمایا:

یا بنی ادم لا یفتننّکم الشّیطان کما اخرج ابویکم من الجنّة۔ ۱

حدیث میں ہے کہ جب آدمؑ زمین پر اترے تو جبرئیلؑ ان کے پاس آئے اور پوچھا: اے آدمؑ کیا خدا نے تمہیں اپنی قدرت کے ذریعہ خلق نہیں فرمایا تھا اور تمہارے پیکر میں اپنی روح نہیں داخل کی تھی اور فرشتوں کو تمہارے سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا تو اس نے جو تمہیں فضیلت اور درجہ بخشا اس کے باوجود تم نے اس کی کیوں نافرمانی کی؟ آدمؑ نے جواب دیا: اے جبرئیلؑ! شیطان فریب کی راہ سے آیا اور اس نے میرے سامنے قسم کھائی کہ وہ دل سوزی اور مہربانی سے میرا خیر خواہ

۱۔ اعراف/ ۷، ۲۷ ۔ اے اولاد آدم شیطان تمہیں بھی نہ بہکا دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال لیا۔

ہے اور میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی خدا کی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ ۱

۱۲۶۔ جنید بغدادی کی شیطان سے گفتگو: (بہانہ بازی)

جنید بغدادی کہتے ہیں مجھے شیطان سے ملاقات کا شوق تھا ایک دن میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک بوڑھا دور سے آتا ہوا دکھائی دیا جب قریب آ گیا تو اسے دیکھ کر وحشت ہوئی میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تمہاری امید و آرزو شیطان ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: اے لعنتی تو نے آدمؑ کو کیوں سجدہ نہیں کیا۔

اس نے کہا: اے جنید! میں نے غیر خدا کو سجدہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

جنید کہتے ہیں میں اس کے جواب پر متحیّر رہ گیا کہ بات تو صحیح لگتی ہے لیکن اچانک میرے ذہن میں یہ بات آئی گویا کوئی مجھے آواز دے کر بتا رہا تھا کہ تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم خدا کے خالص بندہ ہوتے تو حکم خدا کو بجالاتے اور اس کے حکم سے سرکشی نہ کرتے اور اس بات کی ضرورت نہ ہوتی کہ تم اس بہانہ سے خدا کا تقرّب تلاش کرو۔

جب ابلیس نے یہ بات سنی تو ایک چیخ ماری اور کہا: اے جنید خدا کی قسم تم نے میری جان جلا دی اور یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ ۲

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء قصہ حضرت آدمؑ وحواؑ۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۳۔

۱۲۷۔داستان ہابیل وقابیل اور شیطان: (حسد)

خلقت کے بعد آدمؑ وحوا نے خدا کے حکم سے شادی کی اور ان سے بہت اولادیں پیدا ہوئیں جن میں سے ہابیل وقابیل بھی ہیں۔

کچھ دنوں بعد خداوند عالم نے آدمؑ کو وحی کی کہ نبوّت کی میراث، جانشینی، اسم اعظم اور وہ اسماء جن کی تعلیم میں نے تمہیں دی تھی اور ہر وہ چیز جس کی لوگوں کو ضرورت ہو ہابیل کے سپرد کردو۔ آدمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور جب اس بات کا قابیل کو پتہ چلا تو اسے حسد ہوگیا اور غصہ میں حضرت آدمؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا: بابا جان کیا میں ہابیل سے عمر میں بڑا اور اس منصب کے لیے موزوں نہیں تھا جو آپ نے یہ منصب ہابیل کے حوالہ کردیا جناب آدمؑ نے فرمایا: بیٹا یہ سارا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے منصب عطا کرتا ہے تم اگرچہ ہابیل سے عمر میں بڑے ہو لیکن اس نے ہی ہابیل کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا اگر تمہیں میری بات پر یقین نہ ہو تو دونوں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو جس کی قربانی اس کی بارگاہ میں قبول ہوجائے وہ دوسرے کی بہ نسبت اس منصب کے لیے خدا کی نگاہ میں زیادہ موزوں ہے اور قربانی کے اس کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی اس زمانہ میں پہچان یہ تھی کہ ایک آگ آکر اس قربانی کو خاک کردیتی تھی۔

قرآن کے بیان مطابق ہابیل وقابیل نے اپنی اپنی قربانی پیش کی قابیل چونکہ زراعت کرتا تھا لہٰذا اس نے تھوڑے سے ردّی قسم کے گیہوں کو خدا کی بارگاہ میں رکھا اور ہابیل چونکہ گوسفند وغیرہ پالتے تھے لہٰذا انھوں نے اپنے گلّے سے

ایک موٹی اور چاق وچوبند بھیڑ قربانی کے لیے جدا کی۔ اس وقت آگ آئی اور اس نے ہابیل کی قربانی کو خاکستر کردیا اور قابیل کی قربانی یونہی پڑی رہی، قابیل کو اس واقعہ سے زبردست جھٹکا گیا، شیطان نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور قابیل کے پاس آکر کہنے لگا:

اس ناکامی کی ابھی تو کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ ہابیل تمہارا بھائی ہے لیکن جب اس کے بعد تم دونوں کی نسلیں چلیں گی تو ہابیل کی اولاد تمہاری اولاد پر فخر کرے گی اور کہے گی کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہوگئی لیکن تمہارے باپ کی قربانی قبول نہیں ہوئی اگر تم ہابیل کو قتل کردو تو تمہارے باپ مجبوراً وہ عہدہ تمہارے حوالہ کردیں گے، اس طرح اس مردود نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر آمادہ کردیا جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن کریم کی سورۂ مائدہ آیت ۲۷-۳۱ میں پورے واقعہ کو بیان فرمایا ہے۔

آخرکار شیطان نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر آمادہ کرہی دیا اور حسد نے اپنا کام کیا اور عقل، بھائی کی محبت، خدا کا خوف اور ماں باپ کے حقوق وغیرہ میں سے کوئی چیز اس کی راہ نہ روک سکی اور اس نے عجلت میں بھائی کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اس کی تاک میں رہنے لگا یہاں تک کہ ہابیل اپنے کام میں لگے ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہابیل ایک پہاڑ پر سو رہے تھے تو قابیل آیا اس نے ایک پتھر اٹھایا اور ان کے سر پر پٹخ کر ان کا کام تمام کردیا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

"لا راحة لحسود"

'حاسد شخص کو کسی بھی صورت چین وسکون نہیں ہوتا' ۱

اس طرح قابیل شیطانی وسوسہ میں پڑ کر حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کے قتل کا مرتکب ہوا اور روئے زمین پر پہلا ناحق خون بہایا گیا۔ ۲

حضرت امیر المؤمنینؑ اپنے ایک جملہ میں فرماتے ہیں:

الحسد منقصه ابلیس الکبریٰ

حسد شیطان کا سب سے زیادہ کارگر حربہ ہے۔ ۳

۱۲۸۔ شیطانی کینہ: (فریب اور جھوٹی قسم)

ایک عارف نے کہا شیطان ملعون نے تمہارے ماں باپ آدمؑ وحوّا کے سامنے قسم کھائی کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے تو دیکھو اس نے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا لیکن شیطان نے تمہاری گمراہی پر کمر باندھ رکھی ہے۔

جیسا کہ خداوند عالم نے اس کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

فبعزّتك لاغوينهم اجمعين۔ ۴

'تیری عزّت وجلال کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا'

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۳۴۶۔
۲۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۱ ص ۲۲، فرزندان آدمؑ۔
۳۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۳۹۴۔
۴۔ ص/ ۸۲۔

اب تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا لہٰذا تمہیں اس کے مکر وکینہ سے دوری اختیار کرنا چاہیئے۔ ۱

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

غرور الشّيطان يسوّل ويطمع۔

'شیطان کا فریب انسان کو گمراہ کر کے لالچ میں ڈالتا ہے۔' ۲

۱۲۹۔ کفر کی جڑیں: (حسد، حرص، غرور)

کہا جاتا ہے کہ آسمان پر پہلا گناہ جو ہوا ہے وہ حسد کا ہے، جس کی وجہ سے ابلیس ہمیشگی کی لعنت سے دوچار ہوا۔

پھر سب سے پہلا گناہ زمین پر جو صادر ہوا وہ بھی حسد کی وجہ سے ہے جو قابیل نے ہابیل سے کیا تھا یہاں تک کہ اس نے ہابیل کو قتل کر دیا اور اہل دوزخ کا نصف عذاب اس کے حصہ میں آیا اور انسان کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ جس شخص نے حسد کیا گویا اس نے خداوند عالم پر اعتراض کیا کہ فلاں شخص کو فلاں چیز کیوں دی گئی ہے اور مجھے کیوں نہیں دی گئی یہی وجہ ہے کہ ایک پیر طریقت نے کہا: جو شخص جانتا ہے کہ خدا نے نصیب اور قسمت میں غلطی نہیں کی وہ حسد سے دور ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ شیطان اپنے لشکریوں سے کہتا ہے کہ

۱۔ کشکول شیخ بہائیؒ دفتر سوم۔
۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۷۸۔

آدمیوں کے درمیان حسد اور غرور کا بیج بوؤ اس لیے کہ یہ بری صفت خداوند عالم کے نزدیک شرک کے برابر ہے۔ ۱

امام صادق علیہ السلام ایک دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں: کفر کی جڑیں تین ہیں: حرص، غرور اور حسد۔

حضرت آدمؑ کو جب اس درخت سے کھانے کو منع کیا گیا تو ان کی حرص نے اس وقت ان کو اس درخت سے کھانے پر آمادہ کیا۔

تکبّر کی ابتداء شیطان کے قصہ سے شروع ہوتی ہے کہ جب اسے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سرکشی کی اور حسد کا آغاز فرزندانِ آدمؑ ہابیل اور قابیل کی داستان سے ہوا جب ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ ۲

اسی سلسلہ میں امام سجادؑ ایک روایت کے مطابق فرماتے ہیں:

خدا کی سب سے پہلی نافرمانی غرور کی وجہ سے ہوئی اور وہ شیطان کی نافرمانی تھی جب اس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کافروں میں ہو گیا تھا۔

دوسرے لالچ اور حرص ہے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے ترک اولیٰ سے متعلق ہے جب انھوں نے درخت کے قریب نہ جانے کے خدا کے حکم کو اہمیت نہ دی اور وافر نعمتوں کے باوجود اس درخت کے نزدیک ہوئے ان کی یہ عادت ان کی اولاد میں ہمیشہ کے لیے رخنہ ڈالتی رہے گی یہی وجہ ہے کہ آدمی اپنی

۱۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۱۹۔
۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۳۹۶۔

ضرورت سے زیادہ کا طلب گار رہتا ہے۔

ایک اور صفت حسد ہے جو آدمؑ کے بیٹے قابیل کے اندر پیدا ہوئی اور اس نے اس کے بھائی ہابیل کو قتل کرا دیا۔ ۱

۱۳۰۔ آتش پرستی: (جہل)

جس وقت جناب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل نے یہ دیکھا کہ آگ سے جلا کر وہ قربانی قبول کی گئی ہے اور اس کی قربانی ٹھکرا دی گئی تو وہ جل گیا۔ شیطان کہ جو انسان کی سعادت کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ موقع پا کر قابیل کے پاس آیا اور اس نے یہ کہا: اے قابیل تم نے دیکھا کہ تمہارے بھائی ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور تمہاری قربانی ٹھکرا دی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا بھائی ہابیل آگ کی پرستش کرتا تھا تم بھی اگر اپنی قربانی قبول کروانا چاہتے ہو تو آگ کی پرستش کرو۔

قابیل نے شیطان کی بات پسند کی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ میں اس آگ کی پرستش نہ کروں گا جس نے ہابیل کی قربانی قبول کی ہے بلکہ دوسری آگ کی عبادت و ستائش کروں گا اور عبادت میں اتنی محنت کروں گا کہ میری بھی قربانی قبول ہو جائے اس کے بعد اس نے شیطان کی ہدایت پر آتش کدہ بنایا اور اس میں بہت سی قربانیاں ڈال دیں اور ایسے آتش پرستی میں مشغول ہو گیا اور خدا اسے بالکل اس طرح غافل ہو گیا کہ اس کی اولاد کو آتش پرستی کے علاوہ بطور

۱۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۱۹۷۔

وراثت کوئی چیز اس سے نہ ملی اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آتش پرستی کا مکمل رواج ہوگیا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ آتش پرستی کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانہ سے شروع ہوا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نمرود حضرت ابراہیمؑ سے بحث ومباحثہ میں عاجز ہوگیا تو اس نے آگ جلا کر انھیں اس میں ڈال دیا اور آپ نہ جلے تو شیطان آدمی کی شکل میں لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا:

چونکہ ابراہیمؑ آگ کا احترام کرتے تھے اس لیے اس نے انھیں نہیں جلایا لہٰذا تم لوگ بھی اس سے امان میں رہنا چاہتے ہو تو آگ کا احترام کرو، شیطان کے اسی وسوسہ سے آتش پرستی کا رواج ہوا اور مذکورہ بالا روایت کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ قابیل نے آتش پرستی ایجاد کی ہے تو شاید اسی نے ایجاد کی ہو لیکن ایک زمانہ کے بعد وہ ذہنوں سے محو ہوگئی اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں دوبارہ اس نے رواج پیدا کیا ہو۔[1]

۱۳۱۔ بڑھیا اور شیطان: (فتنہ پروری اور چغل خوری)

ایک دن ایک بڑھیا اور شیطان کی ملاقات ہوگئی۔ بڑھیا نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں شیطان ہوں۔ ایک دوسرے سے تعارف کے بعد بڑھیا نے کہا یہ بتاؤ سماج اور معاشرہ کے لیے تم زیادہ نقصان دہ ہو یا میرا فتنہ؟ طے نہ ہونے کی صورت میں قرار پایا کہ ہر روز سورج غروب ہونے کے وقت دونوں

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۳۱ باب ۲

اکٹھا ہوں گے اور اپنی اپنی کارگردگی بیان کریں گے تاکہ فیصلہ ہو سکے کہ دونوں میں زیادہ خطرناک کون ہے؟ اس قول وقرار کے بعد دونوں اپنے اپنے راستے چلے گئے۔

اس دن ایک جگہ شادی کی تقریب تھی بڑھیا نے اپنے ہاتھوں میں رنگ لگایا اور دولہن کے پاس آئی اور اسے بڑی محبت سے گلے لگایا اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور بہت زیادہ اس سے اظہار محبت کیا اور کہا افسوس ہے تجھ خوبصورت دولہن پر جو ایسے شوہر کے پلّے باندھی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ دولہا کے پاس آئی اور کہا کہ تم یہاں بیٹھے ہو اور تمہاری بیوی اپنے رنگ ریز عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہے میں ابھی اپنی ان آنکھوں سے دیکھ کر آ رہی ہوں کہ وہ تمہاری بیوی کے گلے میں بانہیں ڈالے ہوئے تھا۔

دولہا بے چارہ بھاگ کر دولہن کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کہ واقعی دولہن کی گردن اور اس کے کپڑوں پر رنگ لگا ہوا ہے اسے بڑی غیرت آئی اور اس نے فوراً دولہن کو مار ڈالا۔ بڑھیا اس کامیابی کے بعد دولہن کے گھر والوں کے پاس گئی اور انھیں دولہا کے ہاتھوں دولہن کے مارے جانے کی خبر دی کہ یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو تمہاری بیٹی قتل کردی گئی۔ دولہن والوں کو غصہ آیا اور انھوں نے دولہا کو ٹھکانے لگا دیا پھر وہ بڑھیا دولہا کے رشتہ داروں کے پاس آئی اور کہا: تم لوگوں کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے لڑکے کو اس کے سسرال والوں نے مار ڈالا۔ اس خبر سے دولہا دولہن کے خاندان والے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور قتل و خون کا بازار گرم ہوگیا۔

اس واقعہ کے بعد بڑھیا نے غروب آفتاب کے وقت دیکھا کہ شیطان ایک دروازہ کے پیچھے ایک نامحرم زن ومرد کو فریب دے کر حرام کاری پر آمادہ کر رہا ہے۔

بُڑھیا نے اس سے پوچھا صبح سے اب تک کیا کیا؟ اس نے کہا ابھی تک تو کچھ بھی نہیں کر پایا۔ بڑھیا نے کہا لعنت ہو تجھ پر صبح سے اب تک میں نے کتنے آشوب کتنے فتنے اور کتنی خوں ریزی برپا کر دی اور تم نے ابھی تک کوئی کام ہی انجام نہیں دیا۔

شیطان نے ڈانٹا اور کہا: جب تک یہ دونوں عورت مرد حرام کام پر آمادہ نہ ہونگے تب تک تیرے جیسی فتنہ جو' آشوب گر' چغل خور اور مکّار حرام اولاد نہ پیدا ہوگی جو اتنے فتنے پیدا کرے۔ [۱]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

'شیطان ضلالت وگمراہی کی راہیں تمہارے لیے آسان بناتا ہے اور ایک کے بعد دوسری گرہ کھول کر دین میں تمہاری پائیداری کو سست کرتا ہے تاکہ تم حقائق سے دست بردار ہو کر کافر ہو جاؤ اور وہ اجتماع واتحاد کے برخلاف تم میں پھوٹ ڈال کر فتنہ وفساد پیدا کرتا ہے، تم اس کے وسوسوں سے بچو۔' [۲]

۱۔ راہنمائے بہشت ص ۱۹۰

۲۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۱۲۰ ص ۳۷۶

۱۳۲۔ شیطان سے بھی بُرے لوگ: (چغل خور اور مکّار)

قاضی قضاعی کتاب شرح شہاب الاخبار میں نقل کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ: چغل خور روئے زمین پر خدا کی بدترین مخلوق ہے کیونکہ وہ اپنی کارستانیوں سے لوگوں کے درمیان ایسا آشوب پیدا کرتا ہے جو شیطان بھی نہیں کر سکتا کیونکہ شیطان صرف وسوسہ کر سکتا ہے اور بس۔ [۱]

حدیث معراجیہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل فرماتی ہیں کہ حضرتؐ نے بیان کیا:

'میں نے شب معراج اپنی امت کی بعض عورتوں کو مختلف سخت عذابوں میں گرفتار دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت کہ جس کا سر سُور اور بدن گدھے کی طرح ہے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہے وہ اس طرح کے عذاب میں اس لیے گرفتار تھی کیونکہ وہ چغل خوری کرتی تھی۔' [۲]

ایک دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ نے فرمایا:

'میری امت کے کچھ لوگ قیامت کے دن دس گروہوں میں تقسیم ہو کر محشور ہوں گے جس کے بعض لوگ بندر کی صورت میں ہوں گے اور اس کی وجہ ان کی چغل خوری کی عادت ہے۔' [۳]

۱۔ شرح شہاب الاخبار ص ۱۷۳۔

۲۔ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۱۰، فصل ۳۰، بحار الانوار جلد ۸ ص ۳۰۹۔

۳۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۲۴۲ ۷، بحار جلد ۷ ص ۸۹۔

چغل خوری اور اِدھر اُدھر کی لگانے کی عادت مکر وحیلہ کے ایسے اسباب میں سے ہیں جو لوگوں کے درمیان تفرقہ اور فتنہ پیدا کرتے ہیں اور جو لوگ' لوگوں میں فتنہ پیدا کرتے ہیں وہ ایسے شیطان صفت ہیں جو بظاہر آدمی دکھائے دیتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام دو جملوں میں فرماتے ہیں:

'المکور شیطان'

مکر کرنے والا شیطان ہے۔[1]

'المکور شیطان فی صورۃ انسان'

مکار آدمی انسان کی صورت میں شیطان ہے۔[2]

۱۳۳۔ شیطانی جال: (غرور وافتخار)

شیخ شبلی کہتے ہیں: ایک دن ابلیس میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے شیخ ہوشیار رہو کہیں یہ حال اور عبادت' اطاعت اور خدا سے ذکر ومناجات تمہیں مغرور نہ بنا دے کیونکہ یہ غرور تمہارے لیے خیالات اور آفات کی مصیبت لائے گا جس کے نتیجہ میں تم اپنے خدا سے غافل ہو کر گمراہ ہو جاؤ گے اور ہلاکت سے دوچار ہو گے۔

شیخ علی سہل اصفہانی کہتے ہیں: اپنے نیک اعمال پر مغرور ہونے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ غرور ایسا شیطان ہے جو تمہارے اعمال کی تباہی' نیت اور اسرار

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۵۴ وص ۳۸۱۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۵۴ وص ۳۸۱۔

باطن کے فساد کا باعث ہوگا۔[1]

کتاب فتوت نامہ سلطانی کے مؤلف کہتے ہیں: اگر تم سے ارکان فتوت پوچھے جائیں تو کہو کہ ان ارکان میں سے ایک باطنی رکن ''عُجب ونخوت'' کی نفی ہے یعنی آدمی چاہے جتنے اچھے اعمال انجام دے لیکن اس پر مغرور نہ ہو اور خود پسند نہ بن جائے کیونکہ ابلیس عُجب ونخوت کی وجہ سے ابدی لعنت کا شکار ہوا ہے۔[2]

شیخ جلیل القدر، عارف باللہ حاج میرزا جواد ملکی تبریزی قدس سرہٗ کتاب اسرار الصلوٰۃ میں تحصیل علوم' مطالعہ' ذکر' نماز اور مناجات میں سستی اور کوتاہی سے متعلق فرماتے ہیں: بعض لوگوں کو شیطان داہنی طرف سے آ کر بہکاتا ہے اور انھیں اس خیال سے کہ مطالعہ، نماز شب اور ذکر ومناجات سے افضل ہے اس عظیم فضیلت سے انھیں محروم کر دیتا ہے اور اکثر اوقات وہ آدھی رات تک مطالعہ میں لگا رہتا ہے اور اس کی صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے اور وہ اسی بات میں خوش رہتا ہے کہ مطالعہ، نماز پر بھی فضیلت رکھتا ہے اور یہ چیز غرور اور فریب سے زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ علم کا حصول اگرچہ جسمانی عبادت پر برتری رکھتا ہے لیکن اس کے بھی شرط وشروط ہیں جنھیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی مطالعہ کو اسی وقت بافضیلت مانا جائے گا جب وہ اطاعت، عبادت' نماز، ذکر اور مناجات سے نہ

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۴۲ وص ۹۳۔

۲۔ فتوت نامہ ص ۲۶-۲۴

صرف یہ کہ رو کے نہیں بلکہ اس میں اضافہ کا سبب ہو) ۱؎

اور الٰہی نعمتوں کی نسبت غرور وافتخار اور انسان کا مغرور ہونا، پیغمبر اسلامؐ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ شیطان کے بہت سے جال ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ لوگ الٰہی نعمتوں سے مغرور ہو جائیں اور اس کی عطا وکرم پر افتخار کرنے لگیں اور اس کے ذریعہ بندگان خدا پر افتخار کریں اور مغرور ہو جائیں اور نتیجہ میں شیطانی امور کی پیروی کریں۔ ۲؎

شیطان کا ایک لقب غرور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نفس پرستی، خود پرستی، خود ستائی اور خود فریفتگی کو چاہتا ہے جبکہ اس کا نتیجہ بدی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ۳؎

۱۳۴۔ اچھے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت: (علم بلا عمل)

ایک دن پیغمبر اسلامؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اَلشَّیْطَانُ ربما سبقکم بالعلم

شیطان علم ودانش کے ذریعہ تمہیں فریب دیتا اور تم پر سبقت لے جاتا ہے۔

اصحاب نے پوچھا: یا رسول اللہ کیونکر علم ودانش کے ذریعہ ہم پر سبقت لے جاتا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا:

۱۔ اسرار الصلوٰۃ ص ۲۶۰۔
۲۔ نہج الفصاحۃ ص ۱۷۸۔
۳۔ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۲۹۶۔

شیطان تم سے کہتا ہے: جتنا ہو سکے علم حاصل کرو اور کسی کام اور عمل کی طرف متوجہ نہ ہو یہاں تک کہ تمہارا علم ودانش زیادہ ہو جائے اور تم عالم اور دانشور ہو جاؤ جس وقت تم اس منزل پر فائز ہو گئے اس وقت عمل خیر اور عبادت میں لگو۔

اس کے بعد حضرتؐ نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اس وقت وہ بیچارا غافل اور فریب خوردہ شیطان کے اس وسوسہ میں پڑ کر پوری عمر مطالعہ تحقیق اور تحصیل علم میں گذار دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی عمر تمام ہو جاتی ہے اور وہ دنیا سے چلا جاتا ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا عمل جو تقرب خدا کا سبب ہو نہیں ہوتا۔ ۱؎

اچھائیوں کے ذریعہ انسانوں کو فریب اور دھوکہ دینے کی راہوں میں سے یہ ایک راہ ہے۔

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں علم، معلومات کی زیادتی، زیادہ مطالعہ، تحقیق اور درس پڑھنا نہیں ہے بلکہ علم ودانش کا تعلق عمل، تقویٰ اور خوف خدا سے ہے۔ ۲؎

سعدی شیرازی کہتے ہیں: کسی سے پوچھا گیا کہ عالم بے عمل کی مثال کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا وہ ایسا ہی ہے جیسے بغیر شہد کے مکھی۔ ۳؎

حضرت علیؑ نے فرمایا:

۱۔ عوارف المعارف ص ۱۹۔
۲۔ عوارف المعارف ص ۲۰۔
۳۔ گلستان سعدی۔

علم بلا عمل کشجر بلا ثمر

علم بے عمل بے ثمر درخت کے مانند ہے۔[۱]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

علم لا ینفع کدواء لا ینجح

بے فائدہ علم اس دوا کے مانند ہے جو شفا نہ دے۔[۲]

شیخ شہاب الدین سہروردی کہتے ہیں: میں نے ایک بزرگ کو اپنے مرید اور شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے سنا: کہ اب تم اس منزل پر پہونچ گئے ہو کہ شیطان شر اور بدی (اعمال بد) کے ذریعہ تم پر قابو نہیں پا سکتا البتہ ہوشیار رہنا کہ کہیں وہ تمہیں خیرات اور نیک اعمال کے ذریعہ وسوسہ کرکے فریب نہ دے دے۔[۳]

۱۳۵۔ شیطان کی شکار گاہ: (عقاید اور احکام)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

شیطان ملعون مختلف راستوں خاص کر نیک کاموں اور اسلام کے صحیح عقاید اور احکام کی راہ میں تاک لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اسے وسوسہ کر کے گمراہ کرتا ہے اور کبھی اسلام کے راستہ سے وارد ہو کر اس کے ایمان اور عقیدہ کی راہ پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کیا تم اسلام قبول کرنا

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۵۰۔
۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۵۰۔
۳۔ عوارف المعارف ص ۶۰۔

چاہتے ہو اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ دینا چاہتے ہو۔ لہٰذا اس شخص کو اسلام لانے سے روکنے کے لیے ان جملوں سے وسوسے کرتا ہے لیکن مسلمان آدمی یا وہ شخص جو اسلام لانا چاہتا ہے وہ اس کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام کرتا ہے اور اس ملعون کی پیروی نہیں کرتا، جب اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان دین خدا کی مدد کے لیے اپنے وطن سے ہجرت کرنا چاہتا ہے تو وہ ملعون دوبارہ آتا ہے اور اسے ہجرت کے عمل سے روکتا ہے اور کہتا ہے: تم اپنے گھر اور وطن سے جا رہے ہو اپنی زمین اور آب و ہوا کو چھوڑ رہے ہو اس وقت بھی مسلمان اس ملعون کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام انجام دیتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام کی راہ میں ہجرت کرتا ہے۔ اس کے بعد جب مسلمان مکتب اسلام کی حمایت میں دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور جنگ و جہاد کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کرتا ہے تو وہ مجاہد شخص سے کہتا ہے: جنگ و جہاد میں مرنے جا رہے ہو پتہ ہے کیا ہوگا تمہاری جان بھی جائے گی اور تمہارا مال بھی تباہ ہوگا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری بیوی سے کوئی دوسرا شادی رچائے اور رشتہ دار تمہارے مال کو آپس میں بانٹ کر خرچ کر ڈالیں؟ حقیقی مجاہد ان سب باتوں کی پرواہ کیے بغیر خدا کی راہ میں جنگ و جہاد کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔

اسکے بعد آں حضرتؐ نے فرمایا:

جو شخص شیطان کی اطاعت اور پیروی نہ کرے اور وسوسوں کے برخلاف عمل کرتے ہوئے مر جائے تو خدا پر واجب ہے کہ اسے جنت میں لے جائے۔

ابلیس کے وسوسوں کی مثال یہی خیالات ہیں جو صحیح عقاید، احکام اور نیک کاموں کے ذریعہ انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے تا کہ اسے ان راہوں کے ذریعہ گمراہ کر کے ہلاکت میں ڈال دے۔[1]

صدر المتألہین شیرازی کتاب مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں:

یہ جان لو کہ شیطان کی حقیقت نفسانی جوہر پر مشتمل ہے جو شر اور بدی انجام دیتا ہے اس کا کام ہی اشتباہ اور شک و تردّد میں ڈالنا اور عقاید اور مذہبی اقدار میں شبہ پیدا کرنا ہے اور اسی طرح وہ گناہ اور ناروا امور کی طرف دعوت دیتا ہے۔ لہٰذا شیطان کے امور کا منشاء اور اس کی حقیقت وسوسہ، فریب اور دھوکہ بازی ہے جس کی اصلیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔[2]

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۵۴، بحار الانوار جلد ۶۷، ص ۴۲، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۴، مفاتیح الغیب ص ۳۸۵۔

۲۔ مفاتیح الغیب ملاّ صدرا، ترجمہ خواجوی ۴۰۲۔

۱۳۶۔ آئینۂ جمال انسان اور شیطان: (شیطان سے بدتر)

حقیقتاً مردوہ ہے جو اپنے اطراف کے شیاطین پر غالب آئے اور اس سے ناراض ہو اور اپنی ناراضگی میں کوشش کرے نہ کہ صرف شیطان پر لعنت بھیجے میں۔

ابلیس نے کہا: میرے چہرہ کو آئینہ بنایا اور آدمی کے سامنے رکھ دیا اور آدمی کے چہرہ کو آئینہ بنا کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ اب اے انسان ہم اپنے کو تجھ میں دیکھتے ہیں اور روتے ہیں اور تو اپنے کو مجھ میں دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الانس علیٰ ثلاثۃ اجزاء و جزئھم وجوہ الاٰدمیّین وقلوبھم قلوب الشّیاطین

انسان تین گروہ ہیں ایک گروہ بظاہر صورت میں انسانوں جیسا ہے لیکن ان کا باطن شیاطین کا ہے۔[2]

۱۳۷۔ شیطان سے دین کی حفاظت: (مخلوقات سے دوری)

ابراہیم ادہم اور شفیق بلخی ایک جگہ ساتھ تھے۔ شفیق نے ابراہیم سے پوچھا: تم لوگوں سے اتنا دور کیوں بھاگتے ہو؟ ابراہیم نے کہا اپنے دین کو بچانے کے لیے

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۲۶۔

۲۔ خصال جلد ۱ ص ۱۵۴، باب ثلاثہ حدیث ۱۹۲۔

لوگوں سے دور اس شہر سے اس شہر اور اس پہاڑ سے اس پہاڑ بھاگتا پھرتا ہوں جو شخص بھی مجھے اس طرح دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ میں وسواسی اور پاگل ہوں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنا دین ایمان ابلیس سے بچالوں اور ایمان واعتقاد کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے اٹھوں۔ [1]

۱۳۸۔ چار دریا: (عزلت اور گوشہ نشینی)

کہا جاتا ہے کہ بندہ اور حق کے درمیان چار دریا ہیں اور جب تک بندہ اسے کشتئ نجات کے ساتھ طے نہ کرے حق تک نہیں پہونچ سکتا۔

ایک دریا "دنیا" ہے جس کی کشتی زہد ہے۔

دوسرا دریا "ہوا" ہے جس کی کشتی مخالفت ہے۔

تیسرا دریا "آدمی" ہے جس کی کشتی دوری ہے۔

چوتھا دریا "ابلیس" ہے جس کی کشتی اس کی عداوت اور بغض ہے۔ [2]

ایک شخص نے ایک شیخ سے پوچھا کہ: تم اللہ کی مخلوق سے کیوں بھاگتے اور تنہا رہتے ہو؟ تھوڑا چلو پھرو اور دنیا کی سیر کرو کیونکہ اگر پانی ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو سڑ جاتا ہے۔

شیخ نے اسے جواب دیا کہ دریا بن جاؤ تا کہ سڑنے نہ پاؤ۔ [3]

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۹۶۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۱۔

۳۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۴۱۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

العارف شخصه مع الخلق و قلبه مع الله تعالیٰ.

"عارف وہ شخص ہے جس کا جسم لوگوں کے ہمراہ اور دل خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔" [1]

۱۳۹۔ شیطان کا فرار: (خدا کے لیے ناراض ہونا)

ایک دن ایک آدمی جنید کے پاس آیا اس وقت شیطان کو وہاں سے اس نے بھاگتے ہوئے دیکھا جب وہ جنید کے پاس پہونچا تو پتہ چلا کہ وہ ایک شخص پر معترض اور سخت ناراض ہے۔

اس شیخ نے جنید سے کہا: میں نے سنا تھا کہ ابلیس انسان پر زیادہ تر غصہ کے وقت قابو پاتا ہے لیکن تم غصہ میں ہو اور میں نے شیطان کو تمہارے پاس سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے، جنید نے جواب دیا: اے شخص کیا تو نے نہیں سنا اور نہیں جانتا کہ میں اپنی ذات کے لیے غضب ناک نہیں ہو رہا ہوں بلکہ رضائے خدا کے لیے غضب ناک ہو رہا ہوں، جس شخص کا خشم و غضب خدا کے لیے ہوگا تو وہ شیطان اس سے اسی طرح بھاگے گا جس طرح تم نے ابھی اسے میرے پاس سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔ [2]

۱۔ مصباح الشریعۃ باب معرفت۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۳۔

۱۴۰۔ حضرت یحییٰؑ کی شیطان سے گفتگو:(شیطان کے جال)

حضرت آدمؑ ابوالبشر کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے زمانہ تک شیطان انبیاءؑ کے پاس آیا کرتا تھا اور ان سے باتیں کیا کرتا تھا اور تمام انبیاء میں سب سے زیادہ وہ حضرت یحییٰؑ سے مانوس تھا اور ان سے ملتا رہتا تھا۔ ایک دن جب شیطان حضرت یحییٰؑ سے ملاقات کے لیے آیا تو آپ نے اس سے کہا: اے ابومرہ! مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ شیطان نے کہا: آپ اس سے کہیں زیادہ بزرگ و برتر ہیں کہ آپؑ کو مجھ سے کام پڑے فرمایئے ضرور وہ کام انجام دوں گا، آپؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں جن چیزوں سے تم اولاد آدمؑ کا شکار کرتے ہو وہ مجھے دکھاؤ، شیطان مان گیا اور اس نے کل کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن صبح کو جب حضرت یحییٰؑ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے ایک شخص مخصوص حالت میں طرح طرح آلات واوزار لیے ہوئے ظاہر ہوا، اس کی شکل بندر جیسی تھی، بدن سور کی طرح تھا آنکھوں کی لمبائی منہ کی لمبائی کے برابر تھی۔ اس کے ٹھڈی اور داڑھی نہیں تھی، اس کے چار ہاتھ تھے جن میں سے دو سینہ میں لگے تھے اور دو شانوں سے لٹکے ہوئے تھے، اس کی ایڑی آگے اور پنجے پیچھے تھے اس نے جبہ پہن رکھا تھا اس کے اوپر ایک کمر بند باندھے ہوئے تھا اس کمر بند پر رنگ برنگی ڈوریاں تھیں، ہاتھ میں ایک بڑی گھنٹی تھی، خود جیسی ٹوپی سر پر رکھے ہوئے تھا اور اس ٹوپی میں ایک لچھا لٹکا ہوا تھا۔

حضرتؑ نے جب شیطان کو اس شکل میں دیکھا تو تعجب سے پوچھا: یہ چیز جو

کمر میں باندھ رکھی ہے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ بت پرستی، آفتاب پرستی، اور آتش پرستی ہے جو میں نے ترتیب دی ہے اور اسے لوگوں کے لیے سجایا بنایا ہے۔

پوچھا: یہ رنگ بہ رنگی ڈوریاں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا: یہ عورتوں کی سنگاری ہے جس کی رنگینیاں لوگوں کے دلوں کو لبھاتی ہیں، پوچھا: ہاتھ میں یہ گھنٹی کیسی ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ تمام لذتوں کا مجموعہ ہے جس میں ستار طنبورہ، طبلہ اور بانسری وغیرہ کی آواز ہے کہ جب کوئی جماعت شراب پیتی ہے تو میں ان کی لذت کو دوبالا کرنے کے لیے اس گھنٹی کو بجانا شروع کر دیتا ہوں تاکہ وہ اس میں محو ہو جائیں تو شدت وشوق کی زیادتی کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے اٹھ جاتے ہیں اور ناچنے گانے اور تھرکنے لگتے ہیں۔

حضرتؑ نے پوچھا: کون سی چیز ہر چیز سے زیادہ تمہارے لیے لذت آور اور سرور انگیز ہے؟ اس نے جواب دیا: عورتیں! کیونکہ یہ میرے جال ہیں جب نیک اور صالح لوگ مجھ پر لعنت بھیجتے ہیں تو میں عورتوں کے پاس جا کر دم لیتا ہوں اور ان کے ذریعہ سے کام لیتا ہوں۔

جناب یحییٰؑ نے پوچھا: یہ خود والی ٹوپی تم نے کیوں پہن رکھی ہے؟

اس نے کہا: اسی ٹوپی کے ذریعہ میں نیک بندوں کی لعنت سے خود کو بچاتا ہوں' پوچھا: یہ کانٹا اس پر کیوں لگا رکھا ہے؟ کہا: اس کے ذریعہ نیک بندوں کے دلوں کو منقلب کرتا ہوں اور انھیں راہ راست سے روکتے ہوئے اپنی طرف کھینچتا ہوں، پوچھا: کبھی مجھ پر بھی تمہارا داؤں چلا ہے اور کسی راستہ سے مجھ پر غلبہ پایا ہے؟

کہا: نہیں، لیکن آپ میں ایک عادت مجھے بہت اچھی لگی ہے۔

آپ نے پوچھا: وہ کون سی عادت ہے؟ شیطان نے کہا: جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو تھوڑا سا سیر ہو کر کھاتے ہیں یعنی زیادہ بھوک رکھ کر نہیں کھاتے جس کی وجہ سے آپ میں بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے اور عبادت میں ایک طرح کی سُستی پیدا ہوتی ہے اور اسی حالت میں آپ مناجات وغیرہ کرتے ہیں اس میں جیسا چاہیئے ویسا خضوع وخشوع نہیں رہتا اسی وجہ سے میں زیادہ خوش ہوتا ہوں حضرت یحییٰؑ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا: میں اپنے خدا سے اسی گھڑی عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھر پیٹ کھانا نہیں کھاؤں گا۔

شیطان نے بھی کہا کہ: میں خدا سے عہد کرتا ہوں آئندہ کبھی خدا کے کسی بندہ کو نصیحت نہیں کروں گا، یہ باتیں کرنے کے بعد شیطان چلا گیا اور پھر کبھی جناب یحییٰؑ کے پاس نہیں آیا۔[1]

۱۴۱۔ شیطان کی شکل وصورت: (شیطان کا حلیہ)

شیطان کی شکل وشمائل کے بارہ میں بہت سی باتیں نقل ہوئی ہیں آیات و روایات کے علاوہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں نقل ہوا ہے کہ:

ابلیس کے زمین پر اترنے کے وقت عجیب وغریب حلیہ بیان ہوا ہے کہا جاتا ہے اس کے ایک آنکھ تھی ایک پگڑی اس کے سر پر تھی جس کا سرا ٹھڈی تک بھی نہیں پہونچتا تھا، پیر میں ایک چپل تھی۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۵ - ۲۲۳، حیوۃ القلوب جلد ا ص ۳۸۲۔

ابلیس کبھی کبھی انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں سے گفتگو کرتا ہے اور وہ آدمیوں کی طرح اپنے کام کرتا ہے۔ اس کی آل اولاد بھی ہے جو اس کے کام میں اس کی مدد کرتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو کبھی کتے اور سور جیسے جانور اور کبھی کسی اور ڈراونی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا میدان آدمی کی شرست اور طبیعت ہے انسانی دل اور نفس اس کی حکومت کا پایہ ہے، وہ انسان کے اندر اس کے خون کی طرح گردش کرتا ہے وہ آدمی اور اس کے اعضاء و جوارح پر غالب آجاتا ہے۔

ابلیس کبھی ڈراونی شکل اور کبھی آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی دکھائی دیئے بغیر اپنا کام کر جاتا ہے اور کبھی انسان کے باطن میں مستقر ہو کر اسے شر اور گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔

دیو اجالے اور نور سے بھاگتے اور اکثر تاریکی اور رات میں ظاہر ہوتے ہیں اور جہاں فرشتے ہوں وہاں نہیں آتے۔[1]

۱۴۲۔ حضرت عیسیٰؑ اور شیطان کی گفتگو: (غرور اور مدح وثناء)

ایک دن ابلیس بیت المقدس میں ''رفیق'' نامی پہاڑ پر حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور ان میں غرور، خود پسندی وغیرہ کے جذبات ابھارنے کے لیے کہنے لگا: اے عیسیٰؑ تم کو تمہاری عظیم ربوبیت نے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے؟ عیسیٰؑ نے جواب دیا: عظمت اس ذات سے مخصوص ہے جس نے مجھے اسی طرح پیدا کیا ہے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۸۔

جس طرح آدمؑ وحوا کو پیدا کیا ہے۔

ابلیس نے پوچھا تم ہی ہو جس نے اپنی عظمت سے گہوارہ میں گفتگو کی ہے؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: عظمت اس سے مخصوص ہے جس نے بچپنے میں مجھے سخن سکھایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے گونگا بناتا۔

ابلیس نے پوچھا: تم ہی ہو جس نے اپنی ربوبیت سے گیلی مٹی سے پرندہ بنا کر اڑایا۔

عیسیٰؑ نے فرمایا: بزرگی وعظمت اس کے لیے جس نے مجھے پیدا کیا اور ان سب چیزوں کو پیدا کیا جسے میرے اختیار میں دیا ہے۔

ابلیس نے کہا: تم ہی ہو جو بیماروں کو شفا دیتے ہو؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: وہ خدا ہے جس کے اذن واجازت سے میں لوگوں کو اچھا کرتا ہوں اور وہ چاہے تو خود مجھ کو بیمار کردے۔

ابلیس نے کہا: تم ہو جو مُردوں کو جلاتے ہو؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: وہ خدا ہے جس کی اجازت سے میں مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جسے زندہ کرتا ہوں اسے وہ آخرکار موت دے گا اور صرف یہی نہیں ایک دن وہ مجھے بھی موت کی منزل سے گذارے گا۔

ابلیس نے کہا: آپ ہی ہیں جو اپنی بزرگی سے پانی پر چلتے ہیں اور نہ آپ کا پیر تر ہوتا ہے اور نہ ڈوبتے ہی ہیں۔

عیسیٰؑ نے کہا: یہ اس خدا کا کرم ہے جس نے پانی اور دریا کو میرے اختیار

میں دے دیا اگر وہ چاہتا تو مجھے غرق بھی کرسکتا تھا۔

ابلیس نے کہا: تم ہی ہو کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس سے چھوٹے اور تم ہر چیز سے بالاتر ہوگے اور امور کی تدبیر اور رزق کی تقسیم کروگے؟

عیسیٰؑ بن مریم نے جب ابلیس کے سراپا فریب یہ جملے سنے تو فوراً جواب دیا: خداوند عالم منزّہ ہے اور اس کے کلمات کی کشش اس کے عرش کے وزن سے زیادہ ہے اور تمام چیزیں اس کی مرضی ومشیت کے مطابق ہیں۔

ابلیس ان باتوں کو سننے کے بعد پیچھے کی طرف چلنے لگا اور اس نے ایک نعرہ مارا اور پہاڑ سے نیچے گر پڑا۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"ایّاك والاعجاب وحبّ الاطراء فانّ ذالك من اوثق فرص الشیطان۔"

تمہیں خود پسندی اور خود پرستی اور اپنی تعریف وتمجید کی خواہش سے دور رہنا چاہئیے کیونکہ یہ جذبہ شیطان کے فریب اور گمراہ کرنے کے عمل کا موقع فراہم کرتا ہے۔[۲]

۱۔ امالی شیخ صدوقؒ مجلس ۷۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۹۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۹۸۔

۱۴۳۔شیطانی افکار: (وجود خدا)

شیطان کے حیلے، فریب اور اس کے جال بہت ہیں کبھی وہ انسان کے ذہن فکر اور انسان کے دماغ میں وسوسہ کرتا اور آدمی سے کہتا ہے:

تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟

تم جواب دیتے ہو کہ: ہمیں خدا نے پیدا کیا ہے۔

وہ کہتا ہے: اچھا پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟

شیطان ملعون ذہن میں اس طرح کے سوالات پیدا کر کے اسے انحراف اور گمراہی کی طرف ہنکاتا ہے پس اگر تمہارے ذہن میں اس قسم کے سوالات آئیں تو ان سے چھٹکارہ کے لیے کہو کہ میں خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھتا ہوں۔

نتیجتاً اس بات کے ذریعہ کہ خدا اور اس کی برحق حجت کا اقرار کرتے ہوئے اس پر تکیہ کرتا ہے انحراف، عقل کی گمراہی اور فکر و اندیشہ کی کجی سے امان پاتا اور آزاد ہو جاتا ہے۔ [۱]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر کسی کے ساتھ بہت زیادہ گھلنا ملنا آمد و رفت و آمد جائز نہیں ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے:

"اور جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری نشانیوں کے بارہ میں بے ربط بحث

۱۔ نہج الفصاحہ ص ۱۲۷ ح ۶۳۹ و نہج الفصاحۃ ح ۶۳۷ ص ۳۵۲۔

کرر ہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان غافل کردے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔"

(انعام/۶۸)

اور یہ مناسب نہیں ہے کہ جو دل میں ہے اسے زبان پر لے آؤ کیونکہ ارشاد ہوتا ہے:

"جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا۔"

(اسراء/۳۶)

اور ہر چیز کو سننا بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ بقول قرآن:

"روز قیامت سماعت بصارت اور قوت قلب سب کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔" [۱]

(اسراء/۳۶)

۱۴۴۔شیطانی فکر: (خدا کا خالق)

ایک دن ایک شخص رسول خداؐ کی پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اے خدا کے رسولؐ میں منافق ہو گیا (کیونکہ میرے دل میں یہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا ہے) [۲]

۱۔ علل الشرایع جلد ۲ ص ۳۳۲، باب ۳۸۵۔

۲۔ قارئین کرام مزید معلومات کے لیے اصول کافی باب شک سے رجوع کریں۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا کی قسم تم منافق نہیں ہوئے کیونکہ اگر منافق ہو جاتے تو میرے پاس نہ آتے اور مجھ سے نہ بتاتے کہ کس چیز نے تمہیں شک میں ڈال دیا ہے میرا گمان ہے کہ وہ دشمن تمہارے فکر و خیال میں وارد ہوا اور اس نے تم سے کہا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے۔ تم نے جواب دیا کہ: خدا نے۔ تو اس نے کہا کہ پھر خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اس شخص نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو برحق نبی مبعوث کیا ہے یہی ہوا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: بیشک شیطان تمہاری بدعملی (اور نیک کام انجام نہ دینے) کی وجہ سے تمہارے قریب آتا ہے لیکن تم پر قابو نہیں پاتا ہے تو پھر فکر و خیال کی ان راہوں سے تمہیں فریب دینے اور راہ راست سے بھٹکانے کے لیے وارد ہوتا ہے، لہٰذا جب بھی تم میں سے کسی کے ذہن و عقل میں اس قسم کے خیالات آئیں تو وہ خدا کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے (تاکہ شیطانی خیالات اس سے دور ہو جائیں) [1]

جمیل بن درّاج کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السّلام سے عرض کیا: کبھی کبھی میرے دل میں ایک عظیم چیز آتی ہے (اور ذہن میں ایک موضوع آجاتا ہے۔)

حضرتؑ نے فرمایا:

جب تمہیں ایسے مسئلہ سے سامنا ہو تو "لا اِلٰہ اِلاّ اللہ" کہہ لیا کرو۔

جمیل کا کہنا ہے اس کے بعد جب بھی میرے ذہن میں اس طرح کا کوئی

۱۔ اصول کافی باب وسوسہ وحدیث نفس۔

خیال آتا تو میں "لا اِلٰہ اِلاّ اللہ" کہہ لیا کرتا تھا تو اسی وقت وہ بات میرے ذہن سے نکل جایا کرتی۔ [1]

۱۴۵۔ رحمانی اور شیطانی فکر: (حق و باطل۔ اچھائی اور برائی)

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: شیطان، آدمی سے ایک طرح کا رشتہ رکھتا ہے اور خدا کا بھی انسان سے رابطہ پایا جاتا ہے۔ شیطان کی قربت، بدی، برائی اور حق کا انکار اور تکذیب ہے اور خدا کی قربت خوبی، نیکی اور حق کی گواہی اور تصدیق ہے۔

جو شخص اپنے اندر یہ کیفیت محسوس کرے تو جان لے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے لہٰذا اس کا شکریہ ادا کرے اور جو شخص دوسرے قسم کے حالات اپنے میں دیکھے وہ شیطان سے خدا کی پناہ طلب کرے۔ [2]

ایک دوسرے جملہ میں رسول خداؐ کا ارشاد ہے:

"آدمی کے دل میں دو طرح کی فکریں ہیں ایک ملک کی طرف سے ہے جو خیر اور حق کی تصدیق کا وعدہ کرتی ہے اور ایک فکر شیطان کی طرف سے ہے جو حق کی تکذیب اور بدی کی طرف بلاتی ہے۔" [3]

۱۔ اصول کافی باب وسوسہ وحدیث نفس

۲۔ عوارف المعارف ص ۱۷۶، نہج الفصاحۃ ص ۱۷۸ و ص ۷۷۳ ح ۸۸۶۔

۳۔ جامع السعادات جلد ۱ ص ۱۷۸، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۴۸، مفاتیح الغیب ملّا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۵۶۔

۱۴۶۔ خنّاس ابلیس کا بیٹا: (شیطانی دل)

شیخ عطار نے آدمی کے اوپر شیطان کی کامیابی اور اس راہ میں اس کی جان توڑ کوششوں کا اپنی اس مثال اور دلچسپ داستان کے ذریعہ تذکرہ کیا ہے۔ جو فکر، گفتار، کردار اور آدمی کے عقل و دل میں شیطانی وسوسہ کے القاء کی حکایت کرتی ہے۔

جب آدمؑ و حوّا جنت سے نکالے جانے کے بعد مل گئے اور ان کی توبہ قبول ہوگئی تو ایک دن جب حضرت آدمؑ کسی کام سے گئے ہوئے تھے تو ابلیس اپنے بیٹے خنّاس کو لیے ہوئے حوّا کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے ایک ضروری کام پیش آ گیا ہے۔ اگر ہو سکے تو میرے بچّے کو اپنے پاس رکھ لو۔ حضرت حوّا مان گئیں اور ابلیس اپنے لڑکے کو ان کے حوالہ کر کے چلا گیا۔ جب حضرت آدمؑ واپس آئے تو انھوں نے پوچھا: یہ کون ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ابلیس کا بیٹا ہے اسے ضروری کام پیش آ گیا تھا لہٰذا اس نے میرے سپرد کر دیا، حضرت آدمؑ نے حوّا کی سرزنش کی کہ تم نے یہ ذمّہ داری کیوں قبول کی۔ آدمؑ کو بہت غصہ آیا اور انھوں نے بچّہ کو مار ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک درخت کی ٹہنیوں پر لٹکا دیے جب ابلیس نے آ کر اپنا بچّہ طلب کیا تو حوّا نے بتایا کہ آدمؑ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے درخت پر لٹکا دیا ہے۔

ابلیس نے اپنے لڑکے کو آواز دی، لاش کے ٹکڑے جمع ہو کر وہ لڑکا زندہ ہو گیا اور ابلیس کے پاس آ گیا۔

دوسری دفعہ پھر وہ اپنے لڑکے کو لے کر آیا اور اہم کام کا حوالہ دیا اور حوّا سے اس لڑکے کو رکھ لینے کی درخواست کی، جناب حوّا نے انکار کر دیا لیکن ابلیس نے رونا دھونا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انھیں رحم آ گیا اور مجبوراً اس لڑکے کو اپنے پاس رکھ لیا۔ ابلیس چلا گیا، آدمؑ آئے اور انھوں نے خنّاس کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے، جناب حوّا نے پوری داستان دُہرا دی، حضرت آدمؑ ناراض ہوئے اور فرمایا: پتہ نہیں کیا راز ہے ہے تم میری باتوں کو نہیں سنتیں اور دشمن خدا کی باتوں کو مان لیتی ہو۔ دوبارہ حضرت آدمؑ نے خنّاس کو قتل کیا اور اس کے بدن کو جلا کر آدھی راکھ دریا میں ڈال دی اور آدھی راکھ ہوا میں اڑا دی۔

جب ابلیس نے آ کر پھر اپنے لڑکے کو حوّا سے طلب کیا تو انھوں نے خنّاس کے قتل کا واقعہ بتا دیا۔ دوبارہ ابلیس نے اپنے لڑکے کو آواز دی اس کی راکھ کے اجزاء جمع ہو کر مل گئے اور اس کا لڑکا زندہ ہو کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

ایک مرتبہ پھر ابلیس اپنے لڑکے کو لے کر حوّا کے پاس آیا، انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا اب آدمؑ آ کر مجھے مار ڈالیں گے لیکن اس نے اتنا زیادہ گریہ و زاری کیا کہ حوّا کو رحم آ گیا اور انھوں نے اس کی التماس قبول کر لی۔ جب آدمؑ آئے اور انھوں نے ان دونوں کو پھر ساتھ میں دیکھا تو بڑا غصہ آیا اور انھوں نے کہا: سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس میں کیا راز ہے کہ تم اس مردود کی بات مان لیتی ہو اور میری بات نہیں مانتیں، اس کے بعد انھوں نے اسے دو ٹکڑے کر دیا اور آدھا خود کھا لیا اور آدھا حوّا کو کھانے کے لیے دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آخری مرتبہ ابلیس، خنّاس کو گوسفند کی شکل میں لایا تھا اور

حوا کے سپرد کیا تھا اور آدمؑ نے جب گوسفند دیکھا تو اسے ذبح کر کے دونوں نے کھایا۔ اس کے بعد جب ابلیس آیا اور اس نے اپنا لڑکا (گوسفند) مانگا تو حوا نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھانے کا واقعہ بتا دیا۔ ابلیس نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور اس نے کہا میرا یہی مقصد تھا جو پورا ہو گیا میں چاہتا تھا کہ کسی بھی صورت سے آدمؑ کے اندر راستہ بناؤں اور اپنے لیے وہاں ٹھکانا قرار دوں اب ان کا سینہ میری جایگاہ ہے میں اپنے مقصد کو پہونچ گیا۔ ۱

الخنّاس الّذی یوسوس فی صدور النّاس من الجنّة والنّاس۔ ۲

"خنّاس (وہ شیطان ملعون) لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اور برے خیال پیدا کرتا ہے خواہ وہ شیطان جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔"

کان بعضهم یقول: انّ الشّیاطین لیجتمعون علی القلب کما یجتمع الذّباب علی القرحة فان لم یذبّ وقع الفساد۔

'ایک بزرگ کا کہنا ہے: شیاطین آدمی کے دل پر اس طرح ہجوم کرتے ہیں جیسے زخموں پر مکھیاں ازدہام کرتی ہیں پس اگر انھیں

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۸۲۔
۲۔ النّاس/ ۶-۴۔

بھگایا نہ جائے تو فساد کا سبب بنیں گی۔' ۱

ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السّلام سے خنّاس کے بارہ میں پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا:

ابلیس انسان کے قلب پر چھا جاتا ہے اور جب وہ شخص خدا کو یاد کرتا ہے یا زبان سے ذکر خدا کرتا ہے تو وہ پیچھے بھاگتا ہے اور چھپ جاتا ہے اسی وجہ سے اسے خنّاس کہا جاتا ہے۔

۱۴۷۔ شیطانی اور رحمانی قلب: (ہدایت اور گمراہی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: کوئی ایسا دل نہیں ہے جس کے دو کان نہ ہوں جس میں سے ایک پر فرشتہ معیّن ہے جو راہ راست کی ہدایت کرتا ہے اور دوسرے پر فتنہ انگیز شیطان مسلّط ہوتا ہے جو اس شخص کو خدا کی اطاعت و فرماں برداری سے دور کرتا ہے۔ وہ فرشتہ خیر و خوبی اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور شیطان رکاوٹ ڈالتا ہے دوسری طرف شیطان برائی اور محرّمات کے انجام دینے کا حکم دیتا ہے لیکن فرشتہ اسے اس چیز سے روکتا ہے۔ ۲

ایک دوسری حدیث میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

آدمی کے دل کے دو کان ہوتے ہیں جب بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو روح

۱۔ مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۷۷۔
۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۳۶۶، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۵۔

ایمان (فرشتہ، عقل، یا ایمانی قوت) اسے منع کرتی ہے اور شیطان اسے کرنے کے لیے کہتا ہے اور جس گھڑی نفس کا دیو اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ گناہ میں مصروف ہو جاتا ہے تو روح ایمان اس سے دور ہو جاتی ہے۔

فرشتہ اور شیطان کی یہ نزدیکی اور دوری خوبیوں، اچھائیوں منکرات اور محرمات کے سلسلہ میں آدمی کے دل کے شیطانی اور رحمانی کانوں سے تعلق رکھتی ہے آدمی کو الٰہی اوامر ونواہی کی آواز پر متوجہ رہنا چاہیئے تاکہ وہ گناہ میں آلودہ ہونے سے محفوظ رہے اور ابلیس ملعون کے شر سے امان میں رہے۔ ۱؎

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں دو کان نہ ہوں۔ ایک میں وسواس خناس پھونکتا ہے اور دوسرے میں رحمانی فرشتہ پھونکتا ہے اور خداوند عالم بھی مومن کو اس فرشتہ کے ذریعہ مدد پہونچاتا ہے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے سورۂ مجادلہ آیت ۲۲ میں اشارہ فرمایا ہے:

و ایدهم بروح منه۔

"اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی۔ ۲؎

ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا:

"آدمی کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک روح ایمان ہے جو اسے خوبیوں کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور ایک شیطان ہے جو اسے

۱۔ کافی جلد ۳ ص ۳۶۸، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۶۔
۲۔ کافی جلد ۳ ص ۳۶۸، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۶۔

برائیوں کی طرف دعوت دیتا ہے پس ان میں سے جو اپنے ساتھی کی مدد کرتا ہے تو اسے دوسرے پر قابو اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ۱؎

۱۴۸۔ شیطان میدان حشر میں: (شفاعت)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث شفاعت میں فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن عیسیٰؑ بن مریم میدان میں حشر میں میری طرف اشارہ کرینگے اور اپنے اصحاب سے مجھے پہچنوا کر کہیں گے: یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جن کی میں نے تمہیں بشارت دی تھی اس وقت مجھ سے کہیں گے اے خاتم النبیینؐ اٹھیے اور اپنی امت کی شفاعت کیجیے۔ اس وقت شفاعت کرنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھوں گا اس گھڑی میری نشست گاہ سے ایسی خوشبو اٹھے گی جیسی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔"

اس کے بعد میں شفاعت کروں گا اور خداوند عالم میری شفاعت کو قبول کرے گا اور مجھے ایسا نور عطا فرمائے گا جو مجھے سر سے پیر تک اپنے احاطہ میں اس طرح لے لے گا۔ کہ تمام اہل محشر اسے دیکھیں گے، اس وقت کافر اور گناہ گار میرے نور کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ میری شفاعت ان کے شامل حال ہونے والی نہیں ہے۔ اسی لیے ناامید ہو کر ابلیس کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے: ایمان والوں کے لیے ایک شافع آیا اور اس نے ان کی شفاعت کردی لیکن ہمارے پاس تو تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے تم بھی اٹھو اور ہماری

۱۔ میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵۔

شفاعت کرو۔

ابلیس اپنی جگہ سے اٹھے گا تو اس کی نشستگاہ سے ایسی بدبو اٹھے گی کہ اس وقت تک کسی نے بھی ایسی بدبو نہ سونگھی ہوگی اس وقت وہ اپنے پیروکاروں، مشرکین، کافرین اور گنہگاروں سے کہے گا:

یا معاشر الکفار انّ اللہ وعدکم وعد الحقّ۔

"اے جماعت کفار! اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا (اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی......)"

اس وقت وہ سب آتش جہنم کا لقمہ بن کر دردناک عذاب میں معذّب ہوں گے۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

دعاکم ربکم سبحانہ فنفرتم و ولّیتم و دعاکم الشّیطان فاستجبتم و اقبلتم۔

"پاک ومنزہ پروردگار نے تمہیں (سچائی اور اچھائی کی طرف بلایا اور دعوت دی لیکن تم نے اس کی طرف پشت کردی اور بھاگ نکلے اور شیطان نے تمہیں (برائی) کی طرف پکارا تو تم اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کی دعوت قبول کرلی۔"[۲]

۱۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص ۱۳۳، تفسیر اثنی عشری جلد ۷ ص ۴۲، سورۂ ابراہیم آیت ۲۲۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۵۔

۱۴۹۔ شیطان اور مربّی گری: (رہبر کے بغیر معاشرہ)

کوئی انسان بغیر استاد، مربّی، معلّم اور راہنما کے اپنی منزل مقصود اور انسانی بلند و بالا نیز اخلاقی اور الٰہی اہداف کو نہیں پاسکتا۔

کیونکہ جو شخص مرشد اور راہنما کے بغیر ہوگا وہ بلاشبہ شیطانی وسوسوں کا شکار ہوکر صراط مستقیم سے بھٹک جائے گا اور آخرکار دنیا و آخرت کی ہلاکت و بدبختی میں گرفتار ہوگا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ھلك من لیس لہ حکیم یرشدہ۔

"وہ شخص ہلاک ہوجائے گا جس کا کوئی رہنما نہ ہو۔"[۱]

مذکورہ بالا موضوع کے متعلق شیخ شہاب الدّین سہروردی کہتے ہیں:

من لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشّیطان

"جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔"[۲]

من لم یکن لہ استاد فامامہ الشّیطان۔

"جس کا کوئی استاد نہ ہو اس کا مربّی، معلّم، امام، پیشوا اور راہنما شیطان ہے۔[۳]

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۱۵۹، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۳، منتہی الآمال، مواعظ آن حضرت

۲۔ عوارف المعارف صفحہ ۱

۳۔ عوارف المعارف صفحہ ۴۰

استاد ابوالقاسم قشیری اپنے استاد ابوعلی وقاق سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

جو درخت خودرو ہوتا ہے اور اسے کسی نے نہ لگایا ہو تو اس میں ٹہنی اور پتے تو ہوتے ہیں لیکن پھل نہیں ہوتے۔

لہٰذا وہ انسان جس کا کوئی مرشد استاد اور رہنما نہیں ہوتا وہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو بے ثمر ہو۔[1]

۱۵۰۔شیطان کی راہیں: (صراط مستقیم)

چونکہ باطل کے راستے بہت زیادہ اور حق کا راستہ ایک ہے اور آدمی کے دل کے بہت سے دروازے شیطان کے لیے کھلے ہیں لیکن ملائکہ کے لیے ایک ہی دروازہ ہے لہٰذا پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے لیے اپنے عصا سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ خدا کا سیدھا راستہ ہے۔

اس کے بعد اس سیدھے خط کے دونوں طرف بہت سے خط کھینچے اور فرمایا: یہ راستے باطل کے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور آدمی کو اپنی طرف بلاتا ہے اس وقت یہ آیت پڑھی:

وَ انَّ هٰذَا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتّبعو السّبل فتفرّق بکم عن سبیله.

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۵۰۸

یہ میرا راستہ صراط مستقیم ہے اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ جاؤ کیونکہ وہ تمہیں خدا کے سیدھے راستہ سے جدا اور پراگندہ کردیتے ہیں۔

(انعام/ ۱۵۳)

شیطان کی راہ اضطراب، بےچینی اور ناامنی سے پُر ہے اس کے برعکس خدا کا راستہ بے خطر ہے۔

قال رسول اللّٰہ: یا ایُّها النَّاس انّما هو الله و الشّیطان والحقّ و الباطل و الهُدیٰ و الضّلالة و الرّشد و الغیّ والعاجلة و العاقبة و الحسنات و السّیئات فما کان میں حسنات فللّٰه و ما کان من سیّئات فللشّیطان لعنة الله.

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! بے شک خدا اور شیطان ہے حق اور باطل کا وجود ہے ہدایت و گمراہی، رہ راست اور کجی و ناامیدی دنیا و آخرت، حسنات و سیّات وغیرہ ہے پس جو نیکی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو گناہ و بدی ہے وہ شیطان ملعون کی طرف سے ہے۔[1]

۱۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۲۵، وسائل الشیعہ جلد ا ص ۴۹۔

۱۵۱۔شیطان کے سپاہی: (بُرا دوست)

مفسّرین کہتے ہیں: ہر سوار یا پیادہ جو گناہ اور اس کی معصیت میں سعی و کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو گناہ کا شوق دلاتا اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے وہ شیطان کے لشکر سے تعلّق رکھتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

"ابلیس کے پاس جنّات اور انسان میں سے سوار اور پیادوں کا لشکر ہے اور جو سوار یا پیادہ خدا سے کارزار کرتا ہے (اور گناہ کے میدان میں تاخت وتاز کرتا ہے) شیطان کا سپاہی ہے۔" [1]

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"جو شخص کسی آدمی کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے وہ شیطان کے سپاہیوں میں سے ہے۔" [2]

اس موضوع کو مکمّل کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ لوگوں کو گنہ گاروں سے ہوشیار رہنا چاہئیے اور انھیں چاہئیے کہ برے دوستوں سے دوری اختیار کرے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"جو شخص تمھیں خدا کی یاد سے غافل بنادے اور خدا کی اطاعت سے

۱و۲۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص ۲۹۶، تفسیر اثنا عشری جلد ۷ ص ۴۰۸، تفسیر جامع جلد ۴ ص ۱۳۶۔

دور کردے اس سے دوری اختیار کرو کیونکہ وہ بُرا دوست شیطان کے مددگاروں میں سے ہے۔" [1]

حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

مجالسة اهل الهویٰ منساة للايمان و محضرة للشّيطان.

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور گنہ گاروں کی صحبت، غفلت، فراموشی اور ایمان کے تباہ ہوجانے اور شیطان کی دوستی ورفاقت کے ہم پلّہ ہے۔

یقیناً بُروں کی صحبت ہم نشینوں میں اثر پیدا کرتی ہے اسی لیے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

المرء علیٰ دين خليله و قرينه.

"ہر شخص اپنے دوست ہم نشین اور ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔" [2]

کہا جاتا ہے شیطان اور شیاطین دوطرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ شیطان اور شیاطین جنّ

۲۔ شیطان اور شیاطین انس۔

شیطان حقیقی اور انسان نما شیطان

استاد محمد تقی جعفریؒ فرماتے ہیں:

۱۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۸۳ وص ۴۵۶۔

۲۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۸۵، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۳۔

شیطان وشیاطین طبیعی اور فیزیکی علامتوں کے مالک نہیں ہیں اور بیرونی نفس امارہ کی طرح لوگوں کے لیے ان کے انحرافات کو سجانے اور انھیں فریب دینے میں مشغول ہیں یہ شیاطین جن ہیں۔ دوسرے شیاطین پائے جاتے ہیں۔ جو شیاطین انس ہیں اور ان کی خباثت، فریب کاری، دھوکہ بازی اگر شیاطین جن سے زیادہ نہیں ہے تو کم بھی نہیں ہے انسانی شیاطین کا اضافی خطرہ جن شیاطین کے مقابلہ میں یہ ہے کہ وہ انسان کے ہم نوع ہیں اور انسانی قیافہ کی بنیاد پر دوسرے انسانوں کی گمراہی اور فساد کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے۔ ۱؎

۱۵۲۔ ابلیس کا سوار اور پیادہ نظام: (گناہ ومعصیت)

صدر المتألہین شیرازیؒ فرماتے ہیں:

طاغوت کا خاندان، سرکش اور نافرمان، شیطان کے دوست گنہ گار اور خطا کار وہ لوگ ہیں جو خدا کی یاد اور اس کے ملکوت جو ثواب اور سعادت وخوش بختی کا سرچشمہ ہے اس سے روگرداں ہیں اور ان کی پوری توجہ دنیا، خواہشات، لذّات اور شہوات جو گناہ، فساد اور بدبختی کی جڑ ہے اس کی طرف ہے۔ ۲؎

لہٰذا جو لوگ گناہ ومعصیت کی طرف مہار تڑوا کر بھاگتے ہیں انھیں شیطان کا سوار نظام کہتے ہیں اور جو لوگ خود کو بتدریج ذرّہ ذرّہ گناہ میں آلودہ کرتے ہیں تو انھیں "شیطان کا پیادہ نظام" کہتے ہیں۔

۱۔ تفسیر نہج البلاغہ جلد ۵ ص ۱۷۔
۲۔ مفاتیح الغیب، ترجمہ خواجوی ص ۴۰۳۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اذا اخذالقوم فی معصیۃاللّٰہ عزّوجل فان کانوا رکبانا کانوا من خیل ابلیس و ان کانوا رجالۃ کانوا من رجّالتہ۔

"جب لوگ خدا کی معصیت ونافرمانی کی طرف سوار چلیں (یعنی گناہ ونافرمانی کے معاملہ میں تندروی کریں) تو شیطان کے سوار ہیں اور اگر پیادہ چلیں (یعنی گناہ کی طرف دھیرے دھیرے حرکت کریں تو وہ ابلیسی نظام کے پیادہ ہیں۔" ۱؎

۱۵۳۔ شیطان کی جگہیں: (مکان اور بری جگہ)

بُرے دوستوں کے ساتھ نشست وبرخاست اور رفت وآمد ایک اور موضوع کے ساتھ مربوط ہے اور وہ فسق وفجور، فحشاء اور فساد میں آلودہ مقامات پر جاتا اور ان کے پروگراموں میں شریک ہوتا ہے جو بذاتِ خود گناہ آبروریزی کا سبب بنتا ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

مواقف الشّنان تسخط الرّحمٰن و ترضی الشّیطان و تشین الانسان۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۳۵۷۔

نامناسب مکان ومحل پر توقف اور ان کے غیر مجاز پروگراموں میں شرکت خداوند عالم کو غضبناک کرتی ہے اور شیطان کو راضی اور خوشحال اور انسان کو معیوب اور بدنام کرتی ہے۔ ۱

۱۵۴۔ بت پرستی: (جہالت)

امام صادق علیہ السلام آیۂ کریمہ

وقالوا لا تذرنّ الھتکم و لا تذرن ودّ اولا سواعا و لا یغوث و یعوق ونسرا۔ ۲

کے ذیل میں فرماتے ہیں:

حضرت نوحؑ کے زمانہ میں کچھ بندے خداوند عالم کی عبادت کرتے تھے جب وہ دنیا سے اٹھ گئے تو ان کا طائفہ اور قبیلہ غم گین اور افسردہ خاطر ہو گیا اور اس نے رونا دھونا شروع کیا، شیطان جو انسان کی سعادت، ایمان اور عبادت کا اوّل درجہ کا دشمن ہے اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے پاس آ کر کہا:

تم اتنا زیادہ گریہ وزاری نہ کرو اور اپنے آپ کو زحمت اور مشقت میں نہ ڈالو میں تمہارے لیے ان کی صورت کے بت بنائے دیتا ہوں تا کہ ان سے مانوس رہو اور صبر وضبط کے ساتھ عبادت میں لگ جاؤ۔ اُن جاہلوں نے ابلیس کی یہ

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۴۰۔

۲۔ اور لوگوں سے کہا کہ خبردار اپنے خداؤں کو مت چھوڑ دینا اور سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نظر انداز نہ کر دینا۔

بات مان لی شیطان نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بت بنائے اور جاہل لوگ عبادت کے وقت شیطان کے حکم کے مطابق اپنے سامنے بتوں کو رکھ لیتے تھے۔

اور جب سردی، بارش اور برف باری وغیرہ کا زمانہ آتا تو سردی سے بچنے کے لیے اپنے گھروں کے اندر آ جاتے تھے اور بتوں کو بھی اپنے ساتھ کمروں میں لے آتے تھے اور پوری زندگی یہی کرتے تھے اُن کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کہتی تھی چونکہ ہمارے آباء واجداد ان بتوں کی پرستش کرتے تھے لہٰذا ہم بھی اپنے اجداد کی پیروی کرتے ہوئے ان بتوں کی عبادت کریں گے اور اس طرح دھیرے دھیرے بت پرستی رائج ہو گئی اور اس آیۂ شریفہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ۱

اس کے علاوہ کہا جاتا ہے: حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جب طوفان آیا اور تمام بت کیچڑ مٹی میں گڑ گئے تو جاہلیت کے زمانہ میں شیطان نے عرب کے مشرکین کے لیے انہیں ڈھونڈھ نکالا۔ ۲

۱۵۵۔ یغوث نامی شیطان: (بت شکنی)

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

"اے علیؑ یہ تلوار لو اور ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں جاؤ اور وہاں

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۳۔

۲۔ تفسیر علی ابن ابراہیم قمیؒ جلد ۲ ص ۳۷۷، تفسیر جامع جلد ۷ ص ۲۵۲۔

جسے دیکھو خوف خطر کے بغیر اسے قتل کر ڈالو۔"

علی علیہ السلام نے آپ کی تلوار لی اور ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گئے تو ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں اور سرخ تانبہ کی طرح روشن تھیں، اس کے دانت بنیے کی طرح تھے اور اس کے بدن کے بال زمین پر خط دیتے تھے، حضرت اس کے قریب گئے اور اس پر وار کیا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا پھر آپ نے دوبارہ اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا۔

حضرت علیؑ خدمت پیغمبر اسلامؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ میں نے اسے مار ڈالا"

حضرتؐ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا:

"یہ یغوث تھا اب اس کے بعد وہ کسی بت میں نہیں سمائے گا جو اس کی عبادت کی جائے۔"

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں بعض شیاطین بتوں اور پوجی جانے والی چیزوں میں داخل ہو جاتے تھے اور لوگوں سے باتیں کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ لوگ گمراہی کا شکار ہو جاتے تھے، اور یہ فخر صرف علیؑ کے لیے مخصوص ہے کہ وہ شیطان آپؑ کے مبارک ہاتھوں سے قتل ہوا۔[1]

۱۔ مناقب اہل بیت سید جلیل نجفی یزدی جلد ا ص ۱۰۲۔

۱۵۶۔ درخت پرستی: (نادانی)

قبیلۂ بنی تمیم کے اشراف میں سے "عمروؑ" نامی ایک شخص خدمت حضرت امیر المومنینؑ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! یہ بتائیے کہ یہ "اصحاب رس" کون لوگ تھے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"اصحاب رس" وہ قوم تھی جو درخت صنوبر جسے "شاہ درخت" بھی کہا جاتا ہے اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس درخت کو "یافث بن نوحؑ" نے روشاب (یا روشن آب) نامی چشمہ کے کنارہ لگایا تھا۔ یہ چشمہ طوفان نوح کے بعد زمین سے پھوٹا تھا اور ان لوگوں کو اصحاب رس اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے پیغمبر کو زندہ درگور کر کے قتل کر دیا تھا، ان لوگوں کا زمانہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے بعد کا ہے۔ ان کے بارہ شہر تھے جو بلاد مشرق میں "رس" نامی دریا کے کنارے آباد کیے گئے تھے اور یہ اس زمانہ کا سب سے بڑا دریا تھا، اور آبادی، آب و ہوا زرخیزی وغیرہ کے اعتبار سے یہ بے مثال شہر تھے۔ ان بارہ شہروں کے نام اس طرح تھے۔ ۱۔ فروردین، ۲۔ اردیبہشت، ۳۔ خرداد، ۴۔ تیر، ۵۔ مرداد، ۶۔ شہریور، ۷۔ مہر، ۸۔ آبان، ۹۔ آذر، ۱۰۔ دی، ۱۱۔ بہمن، ۱۲۔ اسفندار۔ بارھواں شہر دوسرے تمام شہروں کی نسبت زیادہ بڑا تھا اور بقیہ شہروں کے مجموعہ

کے لیے دار السلطنت تھا اور ان لوگوں کا بادشاہ بھی اسی شہر میں قیام پذیر تھا جس کا نام ترکوذ بن غابور بن یارش بن سازدہ بن نمرود بن کنعان تھا (جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ کے فرعون کی اولاد میں سے تھا۔)

آب رس کا چشمہ اور صنوبر کا اصلی درخت اسی شہر میں تھا بقیہ دوسرے شہروں میں اسی درخت کے بیج یا شاخ سے درخت تیار کیے گئے تھے جن درختوں کی پرستش ہوتی تھی وہ پرانے اور بڑے تھے۔

سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ ایک شہر کی عید کا دن ہوا کرتا تھا، لوگ درخت صنوبر جو اس شہر میں ہوتا اس کے گرد جمع ہوتے اور اس پر طرح طرح کے نقش ونگار والے ریشمی پردے آویزاں کرتے اس کے بعد قربانی کے جانور لا کر اس درخت کے لیے قربانی کے عنوان سے انہیں وہاں جلا دیتے اور جانوروں کے جلنے سے دھواں اٹھتا اور ان کے اور آسمان کے درمیان یہ دھواں حائل ہو جاتا تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑتے، گڑگڑاتے ور روتے اور اپنے لیے خوشنودی اور راضی ہونے نیز گناہوں سے درگذر کرنے کی درخواست کرتے۔

ایسے موقع پر انسانی سعادت اور اس کے دین ودنیا کا دشمن شیطان انہیں مزید گمراہ کرنے کے لیے اور اس لیے کہ کہیں وہ خدا شناسی کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں درخت پر آتا تھا اور اسے ہلاتا تھا اور تنے سے بچّے کی آواز میں ان سے کہتا تھا اے میرے بندو! میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں، تم بھی خوش وخرم رہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی اور روشن رہیں، جب لوگ یہ آواز سنتے تو فریب کھا

جاتے اور سجدہ میں گر پڑتے، پھر سجدہ سے اٹھنے کے بعد شراب پیتے، تالیاں، دف اور طرح طرح کے ساز بجاتے اور چوبیس گھنٹوں تک اس درخت کے نیچے لہو ولعب میں مشغول رہتے اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے۔

ہر مہینہ جو عید منائی جاتی اس کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں شہر کی عید ہے اور جب بڑے شہر اسفندار کی عید کا وقت آتا تو دوسرے شہروں کے تمام چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کے سب دار السلطنت کی طرف روانہ ہو جاتے صنوبر کے اصلی درخت اور چشمہ کے پاس حاضر ہوتے اور طرح طرح کی تصویروں سے سجے ریشمی خیمے اس درخت کے قریب لگاتے اور ان سے باہر درخت کے لیے سجدہ کرتے اور قربانی پیش کرتے۔

اس موقع پر شیطان ملعون آتا اور اس درخت کو ہلاتا اس کے درمیان سے بلند آواز سے قوم سے خطاب کرتا، انہیں امیدیں دلاتا اور ان سے لمبے چوڑے وعدے کرتا اور خوش وخرم اور خوش حال زندگی کی انھیں بشارت دیتا اس بڑے شہر میں دوسرے شہروں کے شیاطین سے کہیں زیادہ امیدیں بندھائی جاتیں۔

اس کے بعد لوگ سجدے سے سر اٹھاتے اور سرور مستی، کھانے پینے، لہو و لعب، شراب کباب، ناچ گانے وغیرہ میں اس قدر مشغول ہو جاتے کہ زمین پر گر کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چونکہ غیر خدا کی پرستش، ان کا کفر، فسق اور فجور بہت زیادہ اور طولانی ہو گیا تو خداوند عالم نے ان کے درمیان ایک نبی مبعوث فرمایا تا کہ انھیں خدا کی عبادت و پرستش کی دعوت دے، انھوں نے اس نبی کی دعوت قبول نہ کی اور وہ پیغمبر، لوگوں کو خدا کی طرف بلا بلا کر تھک گئے آخر کار ان

لوگوں کی بڑی عید کے دن انھوں نے خدا کی بارگاہ میں شکوہ اور فریاد کی اور عرض کی: پروردگار تیرے یہ بندے مجھے جھٹلانے اور تیرے امور کا انکار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے اور اس درخت کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انھیں فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ بددعاء کرتے ہوئے انھوں نے عرض کیا مالک جن درختوں کی یہ پرستش کرتے ہیں انھیں خشک کردے تا کہ تیری قدرت وسلطنت ان پر ظاہر ہو جائے۔

نبیؑ کی دعا قبول ہوئی اور جب صبح کو لوگ نیند سے جاگے تو تمام درختوں کو خشک پایا جسے دیکھ کر ان پر خوف وہراس طاری ہو گیا اور ایک جماعت نے کہا: یہ شخص جو آسمان وزمین کے خدا کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اس نے ہمارے خداؤں پر جادو کردیا ہے تا کہ ہم لوگوں کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کردے۔

بعض لوگوں نے کہا: چونکہ ہمارے خداؤں نے دیکھا یہ شخص درختوں کی پرستش کا مخالف ہے اور ان کی مذمت اور برائی کرتا رہتا ہے اور ہمیں ان کے خلاف دوسرے خدا کی دعوت دیتا ہے اور ہم اسے اس کام سے روکتے نہیں ہیں اس لیے وہ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں اور اپنی طراوت وشادابی کو چھپالیا ہے تا کہ ہم اپنے خداؤں کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس شخص سے انتقام لیں۔

اس چیز کو بنیاد بنا کر انھوں نے اس نبیؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا انھوں نے سب سے بڑے درخت صنوبر کے نیچے گڑھا کھودا اور اس میں نبیؑ کو زندہ دفن کردیا کہ شاید اس سے درختوں کی خشکی دور ہو کر ان میں شادابی آ جائے۔

خدا نے جب اپنے نبیؑ پر ان کا یہ ظلم دیکھا تو فرمایا:

"میرے عزّت وجلال کی قسم اس قوم کو وہ عذاب دوں گا جو عالمین کی عبرت ونصیحت کا سبب ہو لہٰذا اسی دن جبکہ وہ لوگ ناچ گانے اور لہو لعب میں اپنی عیدگاہ میں مشغول تھے اور خوشیاں منا رہے تھے تو اچانک سرخ رنگ کی آندھی چلنے لگی۔ وہ اتنی تیز ہوئی کہ وہ لوگ ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرا جاتے اور ان کے پیروں کے نیچے کی زمین مشتعل ہو جاتی۔ اور ایک کالا اور سیاہ بادل ان کے سر پر آ گیا اور اس نے آگ برسانا شروع کردی جس سے ان کے بدن پگھلے ہوئے تانبہ کی طرح ہو گئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔"[۱]

یہ اصحاب رس جو درختوں کی پرستش کرتے تھے ان کا انجام ہے جو اپنی گمراہی وضلالت کی وجہ سے غضب پروردگار کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔

ہم خداوند عالم کے قہر وغضب اور اس کے عذاب وعقاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۵۵، بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۱۴۸، حیواۃ القلوب جلد ۱ ص ۳۷۱۔

۱۵۷۔ جنگ بدر میں شیطان کی موجودگی: (اسلام سے جنگ)

ابن عباس کہتے ہیں: جنگ بدر کے وقت جب اسلامی مجاہد اپنی اپنی جگہوں پر مورچے سنبھال چکے تو پیغمبر اکرمؐ کو جھپکی لگی آپؐ کے اوپر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی جب آپؐ اس حالت سے باہر نکلے تو مؤمنین کو بشارت دی کہ جبرئیلؑ فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ میرے لشکر کے داہنی طرف، میکائیلؑ ایک لشکر کے ساتھ میرے لشکر کے بائیں طرف اور اسرافیلؑ فرشتوں کے ایک ہزار کے دستہ کے ساتھ تمہاری مدد کے لیے آمادہ ہیں اور شیطان بھی اپنے شیاطین کے لشکر سمیت قبیلہ بنی مدلج کے ایک شخص "سراقہ بن مالک جعشم" کی شکل میں آیا ہے اور مشرکین سے کہہ رہا ہے کہ آج تم پر کوئی فتح نہیں پاسکتا کیونکہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہاری مدد کو حاضر ہیں۔ دونوں لشکر کے سپاہیوں کے ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے آسمان کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور مناجات کی:

"پروردگارا! اگر مسلمانوں کا یہ گروہ ختم ہوجائے تو پھر تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ رہ جائے گا۔"

جنگ شروع ہوئی، کافروں کے لشکر نے جب مسلمانوں کے لشکر کی عظمت کا اندازہ لگایا تو عقب نشینی کرتے ہوئے فرار کا راستہ اختیار کیا، اس موقع پر شیطان کی نظر جبرئیلؑ پر پڑگئی جو میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے تھے سمجھ گیا کہ کفار کی شکست یقینی ہے لہٰذا اس نے بھاگنا چاہا۔ حارث بن

ہشام جس نے ابلیس کو سراقہ کے روپ میں دیکھا تھا وہ اس سے لپٹ گیا ابلیس نے حارث کے سینہ پر کچھ اس طرح وار کیا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا، حارث نے کہا تم کہاں بھاگ رہے ہو تم نے تو کہا تھا کہ آج تم لوگوں پر کوئی فتح پا ہی نہیں سکتا کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابلیس نے کہا:

"اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ اِنِّی اخاف الله والله شديد العقاب۔"[1]

"میں تم سے بیزار ہوں، میں فرشتوں کے وہ لشکر دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتے میں خدا کے قہر وغضب، اس کی قدرت اور عذاب و عقاب سے ڈرتا ہوں کیونکہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔"

کہا جاتا ہے اس دن فرار کرتے ہوئے شیطان سے گائے کی آوازیں سنی گئیں جو اپنی درماندگی کا نوحہ پڑھ رہی تھیں۔[2]

استاد محمد تقی جعفریؒ نے مثنوی کی تفسیر و تحلیل اور تنقید کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے: خداوند عالم نے اس مثل کو شیطان کے بارہ میں بیان فرمایا ہے۔

"جب شیطان انسان کو اپنی حیلہ گری سے فریب دیتا ہے تو کہتا ہے: میں بلا، جفا اور مشقتوں میں تمہارا پشت پناہ ہوں اور تجھے مدد دوں گا، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور خطرات میں تم سے پہلے قدم

۱۔ سورۂ انفال/ ۴۸

۲۔ دلائل النبوۃ، جلد ۲ صفحہ ۲۵۲، مغازی تاریخ جنگ ہای پیغمبرؐ جلد ۱ صفحہ ۵۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۹۔

اٹھاؤں گا۔ میں تیر بلا چلنے کے موقع پر تمہاری سپر بنوں گا اور زندگی کے ہر نازک موڑ پر تم سے مخلصانہ رویہ رکھوں گا۔ تم پر اپنی جان نچھاور کروں گا۔ آگے بڑھو تم ہی رستم ہو، تم شیر ہو، مردانہ وار قدم آگے بڑھاؤ جب بیکس انسان شیطانی فریب میں آ کر آگے بڑھتا ہے تو بدبختیوں کے گڑھے میں گر پڑتا ہے اس وقت شیطان قہقہے لگاتا ہے، اور انسان بے چارہ چیختا چلاّتا اور آوازیں لگاتا ہے۔

اور شیطان سے کہتا ہے آؤ ہمیں پناہ دو کہ تم ہی سے ہماری آرزوئیں وابستہ ہیں شیطان جواب دیتا ہے جاؤ میں تم سے بیزار ہوں تم حیوان سیرت انسان ہو جو خدا کی عدالت سے نہیں ڈرا لیکن میں خدا سے ڈرتا ہوں، جاؤ تم اپنا راستہ لو اور میری جان چھوڑو، خداوند عالم نے فرمایا کہ شیطان خدا کی بارگاہ سے نکالا ہوا ہے۔ تم اس کے مکرو فریب سے کیوں کر نجات پاسکتے ہو دھوکہ کھانے والے اور دھوکہ دینے والا دونوں روز قیامت روسیاہ اور سنگ ساری کے مستحق ہوں گے۔"[1]

۱۵۸۔ آتش پرستی کا دوسرا واقعہ: (گمراہی)

تمام امور میں شیطان خود اپنے کام میں مشغول ہے اور ہر معاملہ میں لوگوں کو گمراہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈھتا ہے، حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے واقعہ میں جب

۱۔ تفسیر و نقد و تحلیل مثنوی جلد ۱۴ ص ۳۵۹۔

آگ حضرتؑ پر سرد پڑ گئی تو یہ خبر تمام پہونچی، شیطان بے خبر، ان پڑھ اور جاہل و نادان لوگوں کو پکڑتا تھا اور ان سے کہتا تھا: "واقعاً ابراہیم ایک عظیم شخصیت تھے......"

شیطان بھی سیکڑوں فریب کاروں کی طرح اس کلمۂ حق کو زبان پر لاتا تھا تاکہ دوسرے سیکڑوں باطل کلمات کو اس سے جوڑ دے۔ اس وقت کہتا تھا: ہاں ابراہیمؑ عظیم آدمی تھے اور آگ بھی بہت مقدس ہے اور اسے تمام خداؤں میں بزرگی حاصل ہے۔ آگ حق و باطل کو پہچانتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں جلا پاتی۔ بعض لوگ حضرت آدمؑ کے قصہ سے واقف تھے وہ جواب دیتے تھے تم شیطانی باتیں کر رہے ہو کیونکہ وہ بھی اپنی آتشین خلقت پر مغرور تھا اور اس نے کہا تھا کہ آگ خاک سے بہتر ہے اور یہ بات کہہ کر وہ گمراہ ہو گیا۔

شیطان کہتا تھا: شیطان پر لعنت ہو، شیطان خود بُرا ہے آگ میں کوئی خرابی نہیں تھی آدمیوں میں بھی کہ جن کا تعلق خاک سے ہے اچھے بُرے پائے جاتے ہیں۔ آتش روشنی اور نور ہے اور نور کا تعلق خود پروردگار سے ہے۔ یہی آگ تھی جس نے ہابیلؑ کی قربانی کو قبول کیا تھا۔ یہی آگ تھی جو ابراہیمؑ خلیل اللہ پر سرد پڑ گئی تھی۔ آخرت میں بھی گنہ گاروں پر آگ کے ذریعہ عذاب کیا جائے گا کیونکہ آگ اچھے آدمی کو نہیں جلاتی' یہ سب جھوٹ نہیں ہے۔

نادان اور سادہ لوگ ان باتوں سے دھوکہ کھا جاتے اور کہتے تھے: کہ سچ بھی کوئی چیز ہے۔ شیطان کہتا تھا: کیوں نہیں جو کچھ ہے وہ یہی ہے۔ آتش خداؤں کی خدا ہے وہ خود سے ہے' میں بھی آگ کی پرستش کرتا ہوں لیکن چونکہ لوگ عقل

نہیں رکھتے اس لیے اپنے عقیدہ کو چھپاتا ہوں، میں جانتا ہوں جو شخص آگ کو سجدہ کرتا ہے آگ اسے نہیں جلاتی جس طرح اس نے براہیم کو نہیں جلایا۔[1]

ان حیلوں اور بہانوں سے شیطان نے نادان لوگوں کو آتش پرستی کا سبق دیا اور ایک اور بڑی بدبختی ہوئی لعنت ہو نادانی اور بے خبری کے اوپر ہمیشہ نادان لوگ شیطان کے فریب میں آتے ہیں اور دنیا کو بلاء میں مبتلا کرتے ہیں۔

۱۵۹۔ آفتاب پرستی: (ضلالت)

انسان کی یکتا پرستی سے انحراف اور بت پرستی، آتش پرستی اور آفتاب پرستی وغیرہ کی طرف میلان کے سلسلہ میں قصہ ہائے قرآن کی کتاب میں حضرت نوحؑ کی داستان میں سے ایک دلچسپ اقتباس نقل ہوا ہے:

طوفان کے بعد جب کشتیٔ نوح ساحل پر پہونچ گئی اور زمین خشک ہوگئی اور نوحؑ اور ان کے ساتھیوں نے راحت وآرام کی زندگی شروع کی اور چونکہ اس واقعہ سے لوگوں کا خدا پر ایمان محکم ہوگیا تھا لہٰذا برسہا برس شیطان کا بازار مندا تھا اور لوگ اس کے جال فریب میں نہیں آتے تھے۔

جلدی زمین پر آدمیوں کی تعداد بڑھ گئی اور نوح علیہ السلام کی عمر بھی تمام ہونے کو آگئی اور جن لوگوں نے طوفان نوح کو دیکھا تھا وہ دنیا سے چلے گئے دھیرے دھیرے شیطان اپنی فتنہ سامانیوں کے ساتھ نمودار ہونے لگا تا کہ جھوٹ اور حیلے بہانوں کے ذریعہ دوبارہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

۱۔ قصہ ہائے خوب برائے بچہ ہائے خوب جلد ۵ قصہ ہائے قرآن ص ۴۵۔

شیطان چند سو سال والے عمر کے بوڑھے کی صورت میں نادان لوگوں سے جاکر پوچھتا تھا: تمہیں نوح کا طوفان یاد ہے؟

وہ کہتے تھے نہیں ہم اس وقت نہیں تھے البتہ اس کی داستان سنی ہے۔

شیطان کہتا: اچھا ہوا کہ تم نہیں تھے ورنہ بہت ڈر جاتے میں اس وقت جوان تھا اور نوحؑ کی کشتی میں سوار تھا میں بہت زیادہ ڈر گیا، نوحؑ بھی بُرے آدمی نہیں تھے طوفان سے پہلے اور اب میں بہت فرق ہے، طوفان نے ہر چیز کو بدل ڈالا۔

وہ لوگ پوچھتے وہ کیسے؟ —وہ جواب دیتا کہ: چونکہ طوفان بہت سخت تھا میں نے اور نوحؑ نے کشتی بنائی اور بنانے میں دونوں شریک تھے، پھر طوفان آیا ہم اپنے دوستوں اور نوحؑ کے ساتھ اس میں سوار ہوئے دوسری کشتیاں بھی تھیں جو غرق ہوگئیں لیکن ہم لوگ زندہ رہ گئے طوفان بڑا وحشت ناک تھا، آہ بے چارے حیوانات یہ سب طوفان سے پہلے ہم آدمیوں کی طرح باتیں کرتے تھے لیکن کشتی میں ڈر سے ان کی زبانیں بند ہوگئیں۔ ان کے کشتی میں ہونے کا سبب یہی تھا کہ وہ ہماری طرح بولتے اور باتیں کرتے تھے لیکن چونکہ ان کے پاس عقل نہیں تھی لہٰذا ڈر گئے اور گونگے ہوگئے۔

وہ لوگ کہتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

شیطان نے کہا: ہم نے اس وقت نوحؑ سے کئی مرتبہ گفتگو کی کیونکہ وہ بارش کے خدا کے طرف دار تھے اور میں روشنی کے خدا کا طرف دار تھا۔

وہ لوگ کہتے: بڑی عجیب باتیں کررہے ہو کیا کئی خدا ہیں؟

شیطان نے جواب دیا: ۴ عدد، ۶ عدد، ۸ عدد، بلکہ زیادہ میں ٹھیک سے نہیں جانتا کہ کتنے ہیں کیونکہ ہر چیز کا ایک خدا ہے۔ بارش کا خدا آسمان میں ہے اور دنیا میں اس کا نمائندہ دریا اور سمندر ہے اسی طرح روشنی کا خدا سورج ہے اور دنیا میں اس کا نمائندہ آگ ہے۔ طوفان بھی دو خداؤں کی جنگ کا نتیجہ تھا بارش کے خدا کو غصہ آیا اور اس نے طوفان بھیج دیا اور روشنی کے خدا نے ضد کی اور زمین کو سکھادیا۔

لوگ کہتے بھائی تم تو بڑی عجیب عجیب باتیں کرتے ہو۔

شیطان جواب دیتا کہ: چونکہ تمہیں پتہ نہیں ہے میری عمر اسی لیے زیادہ ہے کہ میں دن میں سورج کی عبادت کرتا ہوں اور رات میں آگ کی پرستش کرتا ہوں۔

وہ لوگ کہتے: ایسی باتیں کیوں کرتے ہو یہ کفر ہے گناہ ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے۔

شیطان کہتا: تم یہ فرض کیے ہو لیکن گرمیوں میں پانی تمہیں ٹھنڈا کرتا ہے اور سردیوں میں آگ تمہیں گرماتی ہے میں نہیں سمجھتا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہوں اسے جھوٹا کہوں تمہیں کیا پتہ خدائے یگانہ کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

شیطان اپنی انہی فریب کاریوں کے ذریعہ ناسمجھ اور نادان لوگوں کو دھوکہ دیتا اور گمراہ کرکے انھیں آفتاب پرستی اور آتش پرستی اور پھر دوبارہ بت پرستی سے مانوس کرتا تھا۔[۱]

۱۔ قصہ ہائے خوب برائے بچہ ہائے خوب جلد ۵ قصہ ہائے قرآن ص ۳۶۔

۱۶۰۔ ماربدوش ضحاک: (شیطانی آدمی)

دونوں شانوں پر سانپ والے ضحاک کے بارہ میں نقل ہوا ہے کہ اس نے شیطانی مکروفریب اور نیرنگ کے ذریعہ لوگوں پر کس طرح مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں۔

جب جمشید شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو شاہی کرّوفر نے اسے شیطانی غرور میں مبتلا کر دیا اور وہ خدا کی بندگی سے روگرداں ہو کر خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور اس نے لوگوں کو اپنی بندگی اور اطاعت کی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ لوگ اگرچہ اس کے سخت مخالف تھے لیکن اس کے بے حدوحساب ظلم وستم کی وجہ سے اس کے اطاعت گذار اور فرماں بردار تھے۔

آخرکار ضحاک نے ایک عظیم لشکر کے ذریعہ اس پر حملہ کر دیا اور اس کی شاہی کو خاک میں ملادیا۔

جمشید کی سلطنت کے خاتمہ اور اس کے قتل کے بعد ضحاک نے بادشاہت سنبھالی اور خود بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا نیک اور اچھے لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا اور قیدی بنا کر اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔ کہا جاتا ہے کہ ابلیس ملعون کی ضحاک سے گہری دوستی تھی کہ برائیوں، ناپاکیوں اور خباثتوں کے سارے طور طریقوں کو وہی ضحاک کو سکھاتا اور اس کے خبیث نفس میں وسوسہ کرتا۔

ابلیس نے جب دیکھا ضحاک اپنے پورے وجود کے ساتھ اس کے بس میں

ہے اور اس کی خواہش اور وسوسوں کے مطابق عمل کرتا ہے تو ایک دن وہ ایک جوان کی شکل میں ضحاک کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ماہر تجربہ کار باورچی ہوں اور مجھے اپنے پاس کھانا پکانے کے لیے رکھ لو تو میں تمہارے لیے طرح طرح کے لذیذ کھانے پکاؤں گا۔ ضحاک نے اس کی باتیں سن کر کھانا پکانے کے امور کی ذمہ داری اس کے حوالہ کردی۔

ابلیس نے بڑی مہارت سے کھانا پکانا شروع کیا اور روزانہ اسے قسم قسم کے کھانے کھلاتا، ایک دن اس نے ایک مخصوص غذا مخصوص رنگ کی تیار کی جو بہت زیادہ لذیذ تھی جسے کھا کر ضحاک کو بہت زیادہ لذّت محسوس ہوئی اس نے باورچی کی بڑی تعریف کی اور کہا واقعاً یہ ماہر باورچی ہے وہ اس سے اتنا خوش ہوا کہ کہا اس کے عوض اس سے جو چیز مانگی جائے گی وہ دے دے گا۔

ابلیس نے کہا بادشاہ، سلامت رہیں، ہر آدمی بادشاہ کی خدمت مال و مقام کو حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے لیکن میں صرف آپ کو خوش کرنے کے لیے خدمت کرتا ہوں اور آپ کے مال متاع اور مقام و منصب پر نظر نہیں رکھتا، بس اگر بادشاہ اجازت دے دیں تو ان کے دونوں کندھوں کو بوسہ دینا چاہتا ہوں تاکہ میرے اور میری نسل کے لیے یہ چیز افتخار کا باعث بن جائے۔ ضحاک نے اسے بوسہ کی اجازت دے دی۔ ابلیس قریب گیا اور اس نے دونوں شانوں کا بوسہ لیا، بوسہ لیتے ہی دو سیاہ سانپ کاندھے پر نکل آئے اور ابلیس اچانک غائب ہوگیا۔

ضحاک اس واقعہ سے بہت زیادہ حیران و پریشان ہوا۔ دونوں سانپوں کے

حرکت کرنے کی وجہ سے اسے بڑی اذیت ہوتی تھی وہ ان سانپوں سے نجات پانے کے لیے انھیں کٹوا دیتا تو اس کی جگہ پر نئے سانپ نکل آتے۔

تمام ڈاکٹر، حکیم، جادو سحر والے جمع ہوگئے اور جس طریقہ سے بھی اس کا علاج کیا جاتا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور ضحاک کی اذیّت بڑھی جاتی کیونکہ سانپوں کی حرکت اور جنبش سے اس کا کھانا پینا اور سونا حرام ہوگیا تھا۔

ابلیس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایک حکیم کی شکل بنا کر ضحاک کے دربار میں آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اس مرض کا علاج معلوم ہے، اگر اجازت ہو تو بتاؤں۔ ضحاک نے کہا: جلدی بتاؤ کیا علاج ہے؟

ابلیس نے کہا: اے بادشاہ یہ سانپ اب تمہارے کاندھے سے کبھی نہیں جائیں گے اب اس کا صرف ایک علاج ہے، جس پر عمل کروگے تو ان کی اذیّت و آزار سے امان میں رہوگے۔ ضحاک نے کہا اگر واقعاً تمہاری بات سچ نکلی تو جو مانگوگے تمھیں دوں گا۔

شیطان نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ: روزانہ دو جوانوں کا بھیجہ انھیں کھلایا جائے تاکہ اسے کھا کر یہ سو جائیں اور جنبش نہ کریں اور تم کو آرام مل جائے۔ ضحاک نے فوراً حکم دیا کہ زندان سے دو جوانوں کو نکال کر ان کا بھیجہ لایا جائے۔ بھیجہ لایا گیا۔ سانپوں نے اسے کھایا اور سو گئے ضحاک بھی جو کئی دنوں سے نہیں سویا تھا سو گیا، لیکن جیسے ہی ان سانپوں کو بھوک لگی انھوں نے دوبارہ حرکت شروع کردی جس کی وجہ سے ضحاک کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے حکم دیا کہ دوسرے دو جوانوں کا سر توڑ کر بھیجہ نکالا جائے اور ان سانپوں کو کھانے کو دیا جائے۔

یہ کیفیت اسی طور پر باقی رہی یہاں تک کہ جتنے قیدی تھے وہ سب ختم ہو گئے پھر بادشاہ کے سانپوں کی غذا کے لیے شہر سے جوان گرفتار کیے جانے لگے جن کا بھیجہ نکال کر انھیں کھلایا جاتا۔ رفتہ رفتہ ضحاک کے ظلم و ستم سے لوگ تنگ آ گئے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اور انھوں نے اس کے خلاف قیام کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

اس قیام کو ضحاک کے خلاف ''کاوہ آہنگر کے قیام'' سے یاد کیا جاتا ہے اس کے بارہ میں دو طرح کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ فریدون نے ایک لوہے کے ڈنڈے کے ذریعہ کہ جس کے اوپر گائے کا سر بنا تھا اسے ضحاک کے سر پر دے مارا جو وہیں ڈھیر ہو گیا۔

۲۔ اور دوسری روایت ہے کہ اسے دماوند پہاڑ کے ایک کنویں میں قید کر کے ڈال دیا گیا اور آخر کار ان سانپوں نے ضحاک کے بھیجہ کو اپنی غذا بنا لی جن کی غذا کسی وقت ہمارے ملک کے جوانوں کا بھیجہ ہوا کرتا تھا۔[1]

شاہانہ مظالم اور شاہ دوستی کے بارہ میں حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں؟

اذا استشاط السّلطان تسلّط الشّیطان۔

''جب کوئی بادشاہ سفاک ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔''[2]

۱۔ شاہ نامہ فردوسی، جوامع الحکایات عوفی (جعفر شعار) قسم اوّل ص ۵۹-۵۲۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۳ ص ۱۲۱۔

دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

طلب السّلطان من خداع الشّیطان۔

''بادشاہ کا طلب کرنا (اس کی خدمت اور دوستی) شیطان کا مکر و حیلہ (اور اس کا عمل) ہے۔''[1]

بیان کیا جاتا ہے کہ دو فرشتے انسان کے داہنے اور بائیں شانوں پر بیٹھے ہیں جو اس کے نیک و بد اعمال لکھتے ہیں لیکن چونکہ ضحاک نیک کام سے بالکل جدا تھا اس لیے اس کے کاندھوں پر دو فرشتوں کے بجائے سانپوں کی صورت میں دو شیطان بیٹھے تھے اور جتنی خباثت اور ناپاکی ہو سکتی ہے اس پر ضحاک کو کاربند کرتے تھے اور آخر کار اسے ہلاک کر دیا۔ اے انسان اس سے غافل نہ ہو کہ تیرے مکر و حیلہ اور نفسانی وسوسوں کی وجہ سے خدا کے دونوں فرشتے تجھے چھوڑ کر اور اپنی جگہ پر سانپوں کی صورت میں دو شیطانوں کو نہ بٹھا جائیں۔ کیونکہ اگر فرشتے چلے جائیں گے تو ان کی جگہ دیو آ جائیں گے اور ظالم ضحاک کی طرح ان کے خوفناک زہر سے ہلاک ہو جاؤ گے اور نتیجہ میں ہمیشہ کی بدبختی جھیلنا پڑے گی۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ظلم نفسه من عصى الله و اطاع الشّيطان۔

''جس نے خدا کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت کی اس نے اپنے

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۵۸۔

نفس پر ظلم کیا۔" ۱؎

۱۶۱۔ شیطان اور معاویہ: (شیطانی ایجنٹ)

جلال الدین محمد بلخی مثنوی میں معاویہ سے متعلق ایک داستان نقل کرتے ہیں البتہ اس کا اسلامی مدارک میں کہیں ذکر نہیں ملتا لیکن اس داستان کا اصل مقصد اختصار کے ساتھ علماء اسلام کے کلمات اور احادیث میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ملتا ہے کہ: بعض اوقات عبادت کا چھوٹ جانا انسان کے پچھتاوے اور اذیّت کا سبب بنتا ہے خود اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور یہ چیز اس عبادت سے بہتر ہے جو دکھاوے کے لیے کی جائے۔

مولوی درج ذیل داستان کو معاویہ کے بارہ میں نقل کرتے ہیں اگرچہ وہ اس پورے واقعہ میں معاویہ کی مدح وستائش نہیں کرتے لیکن بعض مطالب اس کے حوالہ سے ایسے بیان کرتے ہیں جو اس کے جاہ طلب، نسل پرست اور حق کش جذبوں سے میل نہیں کھاتا۔ ۲؎

خاص کر اسلام مسلمانوں، خاندان پیغمبرؐ سے متعلق افراد اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السّلام کی نسبت اس کی دشمنی روز روشن کی طرح واضح اور آشکار ہے۔ ہم زیارت عاشورہ میں پڑھتے ہیں:

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۵۸۔

۲۔ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۵ ص ۲۰۲۔

'اَللّٰھُمَّ العن ابا سفیان ومعاویة و یزید بن معاویه علیهم منك اللّعنة ابدالأبدین۔'

"خدایا ابوسفیان، معاویہ اور اس کے بیٹے یزید پر ابدی لعنت نازل فرما۔"

اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دن معاویہ اپنے محل کے ایک گوشہ میں سورہا تھا وہ لوگوں کی رفت وآمد سے بہت زیادہ تھک گیا تھا اس نے محل کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا کہ کوئی اس کے آرام میں خلل نہ ڈالے وہ گہری نیند میں تھا کہ کسی نے اسے جگا دیا، معاویہ کی آنکھ کھل گئی، اسے کوئی دکھائی نہ دیا تو اس نے دل میں سوچا میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا اور کوئی باہر سے داخل بھی نہیں ہوسکتا آخر کس نے اس کے ساتھ یہ گستاخی کی ہے، وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور بیدار کرنے والے کو ڈھونڈنے لگا کہ اچانک ایک دروازہ کے پیچھے ایک شخص کو چھپتے دیکھا، معاویہ نے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرا نام ابلیس ہے۔ معاویہ نے پوچھا تو نے مجھے کیوں جگایا ہے؟

شیطان نے کہا چونکہ نماز کا وقت ہے لہٰذا میں نے جگا دیا کہ وقت پر مسجد پہونچ جاؤ۔ معاویہ نے کہا تو شیطان ہے اور شیطان بندوں کی ہرگز بھلائی نہیں چاہے گا تیرا مقصد یقیناً یہ نہیں ہے کہ مجھے اطاعت الٰہی کی طرف راہنمائی کرے گا تیری مثال چور جیسی ہے جو محافظ کا بھیس بدلے ہو اور کہے کہ: میں تمہارا محافظ ہوں میں اس محافظ نما چور کی بات پر کیوں کر اعتبار کروں، کیا چور کی سمجھ میں خیر،

اجر اور الٰہی انعام آسکتا ہے خاص کر تیرے جیسے راہ زن کی سمجھ میں، تو میرے لیے کیونکر ہمدرد اور دل سوز ہوسکتا ہے۔ بتاؤ تم نے مجھے کیوں جگایا ہے؟ ۱؎

شیطان نے پوچھا کیا واقعاً تم جگانے کی وجہ جاننا چاہتے ہو؟ میں نے تمہیں اس لیے جگایا ہے کہ تم نماز جماعت کے لیے مسجد جاؤ تاکہ تمہاری نماز قضا نہ ہونے پائے کیونکہ دوسری صورت نماز کے قضا ہونے کے بعد تیرے دل سے ایک درد، حسرت اور آہ وفغاں نکلے گا جو سیکڑوں عبادتوں سے بالاتر ہے اس لیے میں نے تمہیں جگایا ہے کہ عبادت چھوٹ جانے کی پشیمانی اور پچھتاوے سے روحانیت کا دروازہ نہ کھلوالو۔

ہاں یہ میرا کام ہے میں حاسد ہوں میں اولاد آدمؑ کا دشمن ہوں میرا کام کینہ اور مکر وفریب ہے۔

ایک دوسرے اعتبار سے اس داستان کے آخری حصہ سے ہم ایک اور نتیجہ نکال سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان کا ایک دوسرا ہی مقصد تھا اور وہ یہ ہے کہ: معاویہ روزانہ صبح کی نماز کے لیے اٹھ جاتا تھا اور اس کی نماز صبح قضا نہیں ہوتی تھی، یہاں تک کہ ایک رات بڑی گہری نیند میں سو رہا تھا کہ شیطان کی ایک آواز نے اسے میٹھی نیند سے جگا دیا معاویہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں جگایا ہے؟ شیطان نے کہا تاکہ نماز جماعت کا ثواب تم سے نہ چھن جائے۔

معاویہ نے کہا تمہارا کام لوگوں کو ثواب اور سعادتمندی سے روکنے کا ہے نہ

۱؎ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۲ ص ۲۱۵۔

کہ انھیں ثواب دلانے اور سعادت مند بنانے کا۔ یقیناً تمہارا مقصد نماز جماعت کا ثواب نہیں بلکہ کچھ اور رہا ہوگا بتاؤ مقصد کیا تھا؟

شیطان نے اس گھڑی صاف صاف بتا دیا کہ میں نے حساب لگایا ہے کہ جب تم جماعت کی امامت کرتے ہو تو لوگوں کی نمازیں باطل اور تباہ ہوجاتی ہیں اس لیے کہ تجھ جیسے ظالم کی اقتداء میں نماز ہوتی ہے اور نماز پڑھنے والے مقتدی احمق ہیں جو تجھے امام کے طور پر قبول کرتے ہیں جس کی وجہ سے صرف ان کو جماعت کے ثواب سے ہی محروم نہ کیا جائے گا بلکہ ان کی نماز باطل ہوگی اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ اب تم ہی بتاؤ میں کیوں کر ایسی جماعت کے برگذاری کا سامان نہ کروں اس لیے کہ اگر تم پڑے سوتے رہو گے تو لوگ فرادیٰ نماز پڑھ لیں گے اور ان میں سے بعض کی نمازیں درست ہوجائیں گی اور انھیں نماز صبح کا ثواب مل جائے گا اور میں اس بات کا مخالف ہوں میں چاہتا ہوں کہ لوگ تمہارے جیسے امام جماعت کی سرکردگی میں غفلت وگمراہی اور معنویت سے خالی طاعت وعبادت میں مشغول رہیں اور اس طرح وہ صراط مستقیم سے منحرف رہیں تمہیں صبح صبح جگانے کا یہ مقصد تھا۔ ۱؎

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ایک خط میں معاویہ کو خطاب کرکے تحریر فرماتے ہیں: یقیناً تو مال حرام کی نعمتوں میں پھنسا ہوا ہے، شیطان نے تیرے دل میں اپنی جگہ بنالی ہے اور اس میں پناہ لے رکھی ہے اور خون کی طرح وہ تیری

۱؎ اسی طرح داستان کتاب منہاج السرور یا صدوده حکایات ص ۲۴۷ پر (مؤلف شیخ علی قرنی گلپایگانی) نقل ہوئی ہے۔

رگوں میں گردش کر رہا ہے۔[1]

اب معاویہ جیسا شیطان صفت کیا اس میں کسی قسم کا سوز و گداز یا عبادت کے ترک ہو جانے کا کوئی افسوس پایا جاتا ہے وہ ایسا ہی شیطان صفت ہے جس کی ناپاک نسل سے یزید جیسا خبیث پیدا ہوا جس نے اپنے شیطانی لشکر کے ذریعہ زمین کربلا کو حسینؑ اور ان کے یار و مددگار افراد کے خون سے رنگین کر کے بشری تاریخ کے چہرہ کو رسواء کر دیا۔

حرم مطہر امام حسین علیہ السّلام کے اعمال میں ہم یہ جملہ پڑھتے ہیں:

و اطاعوا فی قتله الشّیطان ولم یراقبوا فیه الرّحمن۔

"اس ظالم قوم نے قتل امام حسینؑ کے سلسلہ میں شیطان کی اطاعت کی اور خدا کو نظر انداز کر دیا۔"

یہ بات اس ملعون، شیطان ایجنٹ کی شناخت میں زیادہ مددگار ہوتی ہے کیونکہ مولوی کا یہ واقعہ درج کرنا اس عرفانی اور روحانی نکتہ کو اجاگر کرنے کے لیے تھا کہ شیطان کا معاویہ پر کوئی قابو نہیں تھا۔

۱۶۲۔ شیطان کی دلیل: (قیاس)

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السّلام کے واقعہ میں خداوند عالم کے حکم سے حضرت خضرؑ نے کچھ کام کیے جس پر حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا، اسوقت

۱۔ پیکار صفین ص ۱۵۴، نصر بن مزاحم، نہج البلاغہ نامہ ۱۰۔

حضرت خضرؑ نے اپنے انجام دادہ کاموں کی حکمت بیان کی اور واضح کیا کہ انھوں نے بچہ کو کیوں قتل کیا۔ کشتی میں سوراخ کیوں کیا اور اس دیوار کو کیوں تعمیر فرمایا: حضرت موسیٰؑ متوجہ ہو گئے کہ ان کا اعتراض بلا وجہ تھا اور کسی عمل کی ظاہری شکل و صورت پر قضاوت نہیں کی جا سکتی۔

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"خداوند عالم کے اوامر کو قیاس کے ذریعہ حل نہیں کیا جا سکتا جو شخص خدا کے معاملہ میں قیاس کرے گا وہ خود ہلاک ہونے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی دوسروں کی ہلاکت کا بھی سبب بن جائے گا۔"

سب سے پہلے جس شخص نے خدا کی نافرمانی اور اپنی انا دکھائی اور قیاس کیا وہ شیطان ملعون تھا خدا نے جب ملائکہ کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا— خداوند عالم نے فرمایا:

"جبکہ میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟"

شیطان نے کہا: میں ان سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو خاک سے۔

یہ پہلا اظہار کفر تھا کہ میں بہتر ہوں (مادہ خلقت کے اعتبار سے)

بعد میں قیاس کیا کہ مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو مٹی سے، اسی وجہ سے خدا نے اسے اپنے جوار رحمت سے دور کیا اور لعنت کرتے ہوئے اسے "رجیم"

قرار دیا۔ اس کے بعد اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہا کہ جو شخص اپنے دین کے معاملات میں قیاس کرے گا میں اسے شیطان کے ساتھ ''جہنّم کے درک اسفل'' میں روانہ کروں گا۔

لہٰذا شیطان کی نافرمانی اور بدبختی کو غالباً اس کی خود پسندی قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ چونکہ وہ اپنی ناری خلقت پر نازاں اور مغرور تھا لہٰذا اس نے خاک سے پیدا آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور اپنے آپ کو بہتر جانتے ہوئے ''انا خیر منه'' کہا اور خدا کے سامنے قیاس کو دلیل بنایا۔ ۱؎

۱۶۳۔ ابوحنیفہ سے امام صادقؑ کا مناظرہ: (تفسیر بالرّائے)

ایک دن ابوحنیفہ امام صادقؑ کے پاس آئے، حضرتؑ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوحنیفہ میں نے سنا ہے کہ تم دین میں قیاس کرتے ہو اور خدا کے احکام کی اپنی رائے سے وضاحت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں قیاس کرتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ قیاس نہ کرو کیونکہ سب سے پہلے جس شخص نے قیاس کیا تھا وہ شیطان تھا جس گھڑی اس نے کہا تھا کہ ''خلقتنی من نار و خلقته من طین'' اس کا قیاس یہ تھا کہ مٹی سے آگ بہتر ہے، اگر وہ حضرت آدمؑ کی نورانیت اور آتش کی نورانیت کے درمیان قیاس کرتا تو مناسب ہوتا اور وہ اس وقت سمجھتا کہ ان دونوں کے درمیان فضیلت اور برتری ہے (کیونکہ آتش کا نور صرف محسوسات میں ظاہر ہوتا ہے اور پانی اور ہوا سے بجھ جاتا ہے اور سورج کے

۱۔ علل الشرائع ص ۸۰ باب ۵۴۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۹۔

مقابلہ میں بے جان ہو جاتا ہے لیکن آدمؑ کا نور ایسا نور ہے جس کے ذریعہ ملک و ملکوت ظاہر ہوتے ہیں اور پانی اور ہوا اسے خاموش نہیں کرتی اور سورج کے سامنے وہ نابود نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے ابوحنیفہ کو خطاب کرکے فرمایا:

''اے ابوحنیفہ خدا سے ڈرو اور اپنی رائے سے دین خدا میں قیاس نہ کرو، بیشک میں نے اپنے آباء طاہرینؑ سے سنا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص دین میں قیاس کرے گا خداوند عالم اسے جہنّم میں شیطان کا ساتھی قرار دے گا۔ کیونکہ شیطان ہی پہلا شخص ہے جس نے قیاس کرتے ہوئے کہا کہ میں آدمؑ کو سجدہ نہ کروں گا کیونکہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے نورانی آتش سے اور آدمؑ کو پست اور گدلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔'' ۱؎

۱۶۴۔ حضرت آدمؑ اور شیطان ملعون کی خدا سے درخواست: (وسوسہ اور توبہ)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''سب سے پہلے جس نے کفر کیا اور کفر و سرکشی کی بنیاد ڈالی وہ ابلیس ملعون تھا۔'' ۲؎

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ باب ۸۱ ص ۱۰۸-۱۱۱۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۳ ص ۲۴۹۔

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا اس نے غرور کیا اور یہ غرور ہی پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ خدا کی نافرمانی ہوئی۔"

جس وقت خدا نے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے کہا:

پروردگارا! مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے معاف کردے میں اس کے بدلہ میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی مقرّب فرشتہ یا نبی مرسل نے نہ کی ہوگی۔

خداوند عالم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"مجھے تیری عبادت کی ضرورت ہی نہیں ہے میں نے جس چیز کا حکم دیا تھا میں چاہتا تھا اسی کے ذریعہ میری ستائش ہو لیکن تو نے نہیں مانا اب میری بارگاہ سے نکل جا تجھ پر قیامت تک لعنت ہو۔"

شیطان نے کہا: پروردگار تو عادل ہے ظلم نہیں کرتا میری یہ چند سال کی عبادتوں کے اجر کا کیا ہوگا۔

خدا نے فرمایا:

"اپنی عبادتوں کے بدلہ میں جو دنیوی چیز تجھ کو چاہیئے بتادے"۔

شیطان نے پہلی چیز جس کی درخواست کی تھی وہ قیامت تک کی زندگی تھی، دوسری چیز جس کا اس نے مطالبہ کیا تھا وہ لوگوں پر تسلّط اور قابو تھا۔

خداوند عالم نے اس کی درخواست قبول کی۔ شیطان نے کہا: آدمیوں پر میرا قابو بالکل ایسا ہو جیسے اس کی رگوں میں خون دوڑتا ہے۔ پھر عرض کیا کہ: آدمی کی

ایک اولاد کے مقابلہ میں مجھے دو اولاد عطا فرما، اور میں آدمیوں کو دیکھوں لیکن وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں تاکہ جس صورت میں آنا چاہوں ان کے سامنے آسکوں۔ خدا نے اس کی یہ درخواست بھی قبول کرلی۔ اس نے پھر اپنی قدرت میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔ خدا نے فرمایا: میں نے آدمی کے سینہ کو تیری جولان گاہ قرار دیا۔ اس نے کہا پروردگار میرے لیے اتنا ہی کافی ہے اسکے بعد قسم کھا کر بغض وکینہ سے کہا:

خدایا! تیرے عزّت وجلال کی قسم تیرے خالص بندوں کے سوا میں تمام اولاد آدمؑ کو گمراہ کروں گا۔ داہنے بائیں اور آگے پیچھے سے جا کر میں انھیں فریب دوں گا یہاں تک کہ ان کی اکثریت کو گمراہ کر کے کفر و بے دینی میں مبتلا کروں گا۔

جب خدا نے شیطان کی تمام باتوں کو مان لیا اور شیطان نے آدمیوں کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی تو آدمؑ نے عرض کی:

خدایا! تو نے شیطان کو میری اولاد پر قابو دے دیا اور وہ ان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرے گا اس نے جو مانگا تو نے اسے عطا کردیا اب مجھے اور میری اولاد کو تیری بارگاہ سے کیا ملے گا۔ خدا کا خطاب ہوا:

"تمہاری اولاد کے ایک گناہ اور نافرمانی کے بدلہ میں ایک سزا ہے لیکن ہر نیک عمل پر دس گنا اجر وثواب عنایت کروں گا۔ آدمؑ نے عرض کیا خدایا اس سے زیادہ عنایت کر۔ خدا نے فرمایا: توبہ واستغفار کا وقت روح کے گلے تک پہونچنے اور اس کے بدن سے نکلنے کے وقت آخری سانس تک بڑھا دیا۔"

حضرت آدمؑ نے کہا: پالنے والے اور اضافہ کر۔

خدا نے فرمایا:

''میں جس کو چاہوں گا اپنی بخشش اور مغفرت اس کے شامل حال کروں گا اور اس راہ میں مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔''

آدمؑ نے کہا:

''بس یہ میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہے۔''

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا:

''خدا نے شیطان کی تمام درخواستیں کیوں مان لیں؟''

حضرت نے فرمایا:

''اس کی عبادتوں کے بدلہ میں۔''

جب پوچھا گیا کہ وہ اعمال کیا تھے حضرتؑ نے فرمایا:

''آسمان پر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تھی جو چار ہزار سال میں تمام ہوئی تھی۔'' [1]

۱۔ بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۷۵-۲۷۴، تفسیر علی بن ابراہیم قمی جلد ۱ ص ۵۳-۵۲، اصول کافی جلد ۴ ص ۱۷۳ اجواہر السنیہ شیخ حر عاملی ص ۱۲۔ بعض روایتوں شیطان کی عبادت کی مدت مختلف نقل ہوئی ہے یہاں عبادت سے مراد دن مہینہ اور سال نہیں ہے بلکہ نفس عبادت ہے جس کے مقابلہ میں خدا دنیا و آخرت کا اجر دیتا ہے۔

۱۶۵۔ ابلیس کے نکالے جانے اور ملعون ہونے کی وجہ:

(استکبار)

تفسیر کشف الاسرار میں ہے کہ بارگاہ الٰہی سے ابلیس کے نکالے جانے کے پانچ اسباب ہیں:

۱۔ اس نے اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔

۲۔ اپنے کیے پر پشیمان نہیں ہوا۔

۳۔ خود کو اس نے ملامت نہیں کیا۔

۴۔ اس نے اپنے لیے توبہ کو ضروری نہیں سمجھا۔

۵۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

تمام مفسّرین اس بات کے قائل ہیں کہ فرشتوں کا سجدہ سجدۂ تعظیمی و تکریمی تھا سجدۂ عبادت نہیں تھا کیونکہ خدا اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا کہ اس کے ملک میں کسی اور کا سجدہ یا پرستش کی جائے۔

اس کے علاوہ خدا کا حکم ہر چیز سے بالاتر ہے اگر خدا نے کسی سے سجدہ کا مطالبہ کر لیا تو چاہے وہ سجدۂ عبادت ہی کیوں نہ ہو اس کی اطاعت لازمی ہے۔ ابلیس کی خدا کے مقابلہ میں جرأت اور گستاخی اور اپنی اصل خلقت کے مقابلہ میں فخر و مباہات بذات خود تمام گناہوں بلکہ شرک سے بھی بالاتر گناہ ہے۔

یہیں سے ابلیس کے گناہ اور اس کے استکبار کی بڑائی اور بارگاہ خدا سے نکالے جانے اور اس کے ہمیشہ کے لیے ملعون و رجیم قرار پانے کی وجہ پتہ چل

جاتی ہے، ابلیس غرور کی وجہ سے بارگاہ الٰہی سے نکالے جانے کے بعد بھی ہوش میں نہ آیا اور اس نے توبہ نہیں کی لیکن آدمؑ نے اپنے ترک اولیٰ پر پشیمانی کا اظہار کیا اور یہی چیز ان کی نجات کا سبب بنی۔ آدمؑ کی خطا فقط ایک اولیٰ کام کو ترک کرنا تھا لیکن ابلیس کا کام نافرمانی کے ساتھ ساتھ غرور بھی تھا۔[1]

۱۶۶۔ شیطانی بہانے بازیاں: (حجّت خدا، ارادہ اور اختیار)

جو لوگ اپنے بُرے کردار کی توجیہ کرتے ہوئے بہانہ بازی سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو شیطان نے دھوکہ دے دیا اور ہم گمراہ ہوگئے اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری کوئی خطاء نہیں ہے۔ خداوند عالم دلیل و برہان کے ذریعہ انھیں اس طرح جواب دیتا ہے کہ:

"میں نے ابلیس کو بالکل چھوڑ نہیں دیا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا پھرے، میں نے زمین کو میری طرف دعوت دینے والے میری راہ کی طرف ہدایت کرنے والے اور میرے احکام سے باخبر لوگوں سے خالی نہیں رکھا بلکہ ہر قوم وملّت کے لیے ایک ہادی و رہبر معیّن کیا ہے تا کہ ان لوگوں کے ذریعہ ان کی ہدایت کروں اور شقی و بدبخت افراد پر میری حجّت تمام ہوجائے (تا کہ پھر وہ اپنی نافرمانیوں فساد، تباہ کاری، فحشا اور گمراہی کا عذر نہ پیش کرسکیں اور اپنی بدکاریوں کا گناہ شیطان کے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی

سر نہ ڈالیں)۔"[1]

استاد محمد تقی جعفریؒ کہتے ہیں:

انسان کے اندر دو طرح کی متضاد آواز ہوتی ہے ایک حیوانی جبلّت، دوسرے عقل و وجدان اور انسان کے باہر دو طرح کی متضاد دعوتیں ایک شیطان دوسری انبیاء اور اولیاء اللہ سے ملتی ہیں یہ دو متضاد صدائیں اس دنیا میں عالی ترین الٰہی حکمت کو آشکار کرتی ہیں کیونکہ ان دو متضاد آوازوں کے بغیر آدمی کا اختیار جو اس کی شخصیت کو مکمل کرنے کا واحد ذریعہ ہے نہیں نکھرتا ہے۔[2]

علامہ محمد حسین حسینی طہرانیؒ دوسرے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں کہ:

شیطان کی اصل خلقت مصلحت کی بنیاد پر تھی۔

اب شیطان خدا کے انسپکٹر کے حکم میں ہے اور عالم طبیعت کے غل و غش اور نفس امارہ کے چنگل میں پھنسے ہوؤں کو حرم خداوندی میں داخلہ سے روکتا ہے اور تفتیش کا کام بہت اچھے ڈھنگ سے انجام دیتا ہے۔ جو لوگ پاک ہیں آیۂ شریفہ کے مطابق کہ:

تیری عزّت و جلال کی قسم میں تمام بنی آدم کو بہکاؤں گا مخلصین کے علاوہ کیونکہ ان تک میری دست رسی نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو خدا سے بھی آگے جانا چاہتے ہیں اور غرور و تکبّر ان کے اندر باقاعدہ پایا جاتا ہے شیطان انھیں روکتا ہے اور حرم خداوند جو خلوص کا مورد ہے وہاں نہیں جانے دیتا۔[3]

۱۔ کلمۃ اللہ ص ۱۰۳ حدیث ۱۱۱۔
۲۔ تفسیر و نقد و تحلیل مثنوی جلد ۱۰ ص ۲۴۴۔
۳۔ معاد شناسی جلد ۱۰ ص ۲۱۳ مجلس ۷۱۔

انسان کے ارادہ واختیار میں یہ شیطان کا رول ہے تاکہ وہ سعادت وبدبختی کی دوراہوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے نہ کہ خباثت وناپاکی کے لیے عذر وبہانہ کی تلاش میں رہے۔

۱۶۷۔ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کی آہ وبکا: (الٰہی تدبیر)

جس وقت ابلیس کی خباثت ظاہر ہوئی اور وہ بارگاہ خداوندی سے ابدی لعنت کا طوق پہنا کر نکال دیا گیا تب سے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ مسلسل روتے تھے۔

خداوند عالم نے ان سے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: بار خدایا ہم تیری تدبیر سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ شیطان اپنی تمام معلومات اور آگاہی کے باوجود بچ نہیں سکا اور ایک گناہ کی وجہ سے تیری درگاہ سے نکال باہر کیا گیا تو پھر ہم کیونکر تیری تدبیر سے محفوظ اور امان میں رہ سکتے ہیں؟ خداوند عالم نے فرمایا: حق یہی ہے کہ میرے بارے میں مطمئن نہ رہو[1] کیونکہ اگر مطمئن ہو جاؤ گے اور ایک سکنڈ کے لیے غفلت برتو گے تو میری نافرمانی کے سبب اسی نتیجہ کا شکار ہو گے جس میں شیطان گرفتار ہوا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من امن مکر اللہ ھلک۔

"جو شخص خود کو مکر وتدبیر الٰہی سے امان میں سمجھے وہ ہلاک ہوا۔"[2]

۱۔ جامع السعادات جلد ۱ ص ۲۷۸، محجۃ البیضاء جلد ۷ ص ۳۰۵، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۴۱۱۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۲۸۲۔

۱۶۸۔ عقل مند چرواہا: (شیطان سے حفاظت)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے سفر میں ایک چرواہے سے ملاقات کی جو جنگل میں بکریاں چرانے میں مشغول تھا۔ آپؑ نے اس سے تھوڑی دیر گفتگو کی اور فرمایا: تم نے اپنی پوری عمر چوپانی میں لگادی اگر علم ودانش حاصل کرنے میں تھوڑی بہت محنت کی ہوتی تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا؟

چرواہے نے کہا: اے نبی خدا میں نے چھ باتیں جو تمام علوم ودانش کا خلاصہ ہیں سیکھی ہیں اور ان پر عمل کرتا ہوں اور اب اس کے علاوہ مجھے کسی علم کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۔ جب تک خدا کا حلال کیا ہوا میسّر ہے حرام نہیں کھاتا ہوں اور حلال ہرگز کم نہیں ہوگا جو حرام کی ضرورت پڑے۔

۲۔ جب تک صداقت ہے جھوٹ نہیں بولتا ہوں اور صداقت ہرگز کم ہونے والی نہیں ہے جو جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے۔

۳۔ جب تک اپنے عیب دیکھتا ہوں دوسروں کے عیب میں دلچسپی نہیں لیتا ہوں اور ابھی میں اپنے ہی عیب سے خود کو پاک نہیں کر سکا جو دوسروں کے عیب میں دلچسپی لوں۔

۴۔ جب تک خدا کے خزانوں کو خالی نہ دیکھ لوں لوگوں کے خزانوں اور اموال کو پر امید نظروں سے نہیں دیکھتا اور ابھی تک خدا کے خزانے اور اس کی رزق وروزی ختم نہیں ہوئی کہ میں اپنی روزی کے لیے لوگوں

کے دروازے دروازے بھٹکوں۔

۵۔ جب تک ابلیس ملعون جو تمام شیطانوں کا سردار ہے مر نہیں جاتا اس کے وسوسوں سے غافل نہیں ہوتا اور ابھی تک شیطان نہیں مرا کہ میں اس کے مکر و فریب سے مطمئن ہو جاؤں۔

۶۔ جب تک اپنے دونوں پاؤں جنت میں نہ رکھ لوں خدا کے عذاب و عقاب سے امان میں نہیں ہوں اور ابھی تک میں جنت میں داخل نہیں ہوا کہ جہنم کے عذاب سے مطمئن ہو جاؤں۔

حضرت عیسیٰؑ نے اس کی باتوں کی تصدیق کی اور فرمایا:

"تمام علوم تم میں جمع ہیں اور اوّلین و آخرین کا یہی علم ہے جو تم نے سیکھا ہے اور اس پر عمل کر رہے ہو[۱]، جو شخص ان مسائل پر عمل کرے گا یقیناً وہ خوش نصیب اور کامیاب ہوگا۔"

۱۶۹۔ شیطانی منصوبہ: (عبادتوں کا غرور)

شیطان کے مکر، حیلہ اور اس کے منصوبوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ انسان اپنی عبادتوں، اطاعتوں اور نیک اعمال سے مطمئن، راضی اور خوش رہے اور اس

۱۔ اقتباس از دور سہائے تاریخ یا داستان زندہ ہا ص ۱۴۸، داستانہائے صاحب دلان جلد ۲ ص ۲۱۵ و داستان دوستان جلد ۴ ص ۶۳ منقول از جوامع الحکایات محمد عوفی جلد ۱ قسمت سوم۔

پر اسی طرح مغرور ہو جیسے وہ ملعون اپنی چند سالہ عبادتوں پر مغرور ہوا اور درگاہ خداوندی سے نکال دیا گیا۔

بشر بن منصور عابدوں میں سے تھا ایک دن وہ نماز میں مشغول تھا کہ اس کی نماز طولانی ہو گئی ایک شخص بڑے ذوق و شوق اور تعریفی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بشر نے اس سے کہا اے شخص تو نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے بہت زیادہ راضی اور خوشنود نہ ہو جانا کیونکہ ابلیس ملعون عرصۂ دراز تک دوسرے فرشتوں کے ساتھ پروردگار کی عبادت کرتا رہا جس کی وجہ سے وہ اپنی عبادتوں پر مغرور بھی ہو گیا تھا اور اس نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور آخر کار درگاہ الٰہی سے نکالا گیا اور جو کچھ نہیں ہونا چاہیئے تھا وہ ہوا۔[۱]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

'جب شیطان تمہاری اطاعتوں عبادتوں اور اعمال کو سجا بنا کر تمہارے سامنے پیش کرے تو ہرگز اس پر مغرور اور فریفتہ نہ ہونا کیونکہ ممکن ہے وہ نیکی کے ۹۹ باب تم پر کھولے اور ۹۹ کے بعد سویں قدم پر اپنا کام کر جائے پس اس کی مخالفت اور اس سے مقابلہ کرو اور اس کے فریب دینے اور قابو پانے کی راہوں کو بند کرو۔"[۲]

۱۔ اقتباس از کشکول بہائی، دفتر سوم۔

۲۔ مصباح الشریعۃ باب ۳۹۔

۱۷۰۔ شیطان کا مردہ: (شیطان کا مکر)

شیطان انسان کا شکاری ہے اور ہر ممکن طریقہ سے ہزاروں مکر و حیلہ کو اپنا کر انسان کو اپنے جال میں پھنساتا اور ہلاک کرتا ہے۔ اس بناء پر جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ شیطان کے مکر، حیلہ اور جال کی پہچان ہے، انسان کو ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیئے کہ وہ اس کے مکر و فریب کے جال کے حدود میں داخل نہ ہو ورنہ گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ نجات کا صرف ایک راستہ ہے کہ وہ شیطان کے مکر سے غافل نہ ہو۔

خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کو وحی کی:

"اے موسیٰ چار چیزوں کے بارہ میں میری تاکید پر اچھے طریقہ سے عمل پیرا ہو۔"

۱۔ جب تک تمہارے گناہوں کو بخش نہ دیا جائے دوسروں کا عیب تلاش نہ کرو۔

۲۔ جب تک میرے خزانے ختم نہ ہو جائیں اپنے رزق و روزی کے لیے غم زدہ اور پریشان نہ ہو۔

۳۔ جب تک میری سلطنت ختم نہ ہو میرے علاوہ کسی سے امید نہ رکھو۔

۴۔ جب تک شیطان کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو اس کے مکر سے مطمئن نہ رہو۔[۱]

۱۔ خصال جلد ۱ ص ۲۱۷ باب اربعہ حدیث ۴۱، جواہر السنیہ شیخ حر عاملی ص ۴۶، کلمۃ اللہ ص ۳۴۸۔

۱۷۱۔ شیطان کا فریب: (توبہ میں تاخیر)

شیطان کے مکر و حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ ہے کہ وہ شہوت پرستوں کے کان میں چرب اور نرم زبان سے کہتا ہے کہ: آج گناہ کر لو۔ کل توبہ کر لینا۔

کیا کوئی عاقل زہر کا جام جو یقینی طور پر قاتل ہے صرف اس احتمال کی بنیاد پر پینا گوارا کر لے گا کہ بعد میں تریاق سے اس کا اثر زائل کر دے گا؟ ہر گز نہیں اس لیے کہ کل کی زندگی کا تعلق کل سے ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔[۱]

کیا آدمی کو توبہ کرنے کی مہلت ملے گی یا کسی حادثہ میں صرف ایک سکنڈ میں اس دنیا سے بغیر توبہ کیے ہوئے رخصت ہو جائے گا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

'غرور الشّیطان یسوّل و یُطمع،

"حیلہ فریب اور شیطانی دھوکہ انسان کو گمراہ کر کے لالچ میں ڈال دیتا ہے۔"[۲]

۱۷۲۔ ابلیس کی قسم: (توبہ)

جب شیطان بارگاہ پروردگار سے ملعون بنا کر نکالا گیا تو اس نے کہا:

تیری عزت و جلال کی قسم میں آدمی کے دل سے باہر نہیں آؤں گا اور اسے

۱۔ رسالۃ العلیہ ص ۳۳۱۔ ۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۷۸۔

گمراہ کرنے سے ایک لحظہ بھی غافل نہیں ہوؤں گا اور جب تک وہ زندہ ہے اسے گناہ کی دعوت دیتا رہوں گا۔

خداوند عالم نے اس کے جواب میں فرمایا:

مجھے میری عزت کی قسم میں بھی اپنے توبہ کے دروازہ کو اس پر بند نہیں کروں گا اور کوئی چیز اس کی توبہ میں رکاوٹ نہیں بن پائے گی۔ اس کی توبہ کو قبول کروں گا لہٰذا خداوند عالم کسی بندہ کو ہرگز موت نہیں دیتا مگر یہ کہ وہ جان لے کہ یہ جس قدر بھی زندہ رہے گا ہرگز توبہ نہیں کرے گا۔ [۱]

۱۷۳۔ شیطان کا دل: (استغفار)

ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: میں گنہ گار ہوں۔

حضرتؐ نے فرمایا: خدا سے بخشش طلب کرو۔

اس نے عرض کیا: توبہ کی ہے لیکن پھر گناہوں کا مرتکب ہو گیا ہوں۔

حضرتؐ نے فرمایا: جتنا بھی گناہ کیا ہو پھر بھی استغفار کرو۔

اس نے عرض کیا: خدا کے رسول میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: خدا کی بخشش تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ہمیشہ توبہ کرو یہاں تک کہ شیطان ملعون تم سے دور ہو جائے۔

اس بناء پر خداوند عالم فرماتا ہے:

۱۔ ارشاد القلوب جلد ۱ ص ۴۵، محجۃ البیضاء جلد ۷ ص ۲۵، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۲۲۶، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۴۳۷۔

إنّ الله يحبّ التوابين و يحبّ المتطهرين۔

"خداوند عالم توبہ کرنے والوں اور پاک و پاکیزہ افراد کو دوست رکھتا ہے۔ [۱]"

اس سلسلہ میں پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

والاستغفار يقطع وتينه،

"استغفار شیطان کی رگِ دل کو کاٹ دیتا ہے۔" [۲]

آیۃ اللہ شہید دستغیبؒ فرماتے ہیں:

'اے لوگو! جو شیطان' انسانوں کے کھلم کھلا دشمن سے جنگ کرنا چاہتے ہو پیغمبر اسلامؐ نے ایک ایسا عمل بتایا ہے جو شیطان کے رگِ قلب کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

وتین، رگِ قلب ہے' دل ایک لطیف بند اور رگ کے ذریعہ آویزاں ہے جسے استغفار پارہ کر دیتا ہے یہ استغفار ایسا اسلحہ ہے جو شیطان کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیتا ہے۔'

ہم میں سے کون ہے جس نے شیطان کی اطاعت نہ کی ہو؟

ہم نے شیطان کی عبادت اور فرماں برداری کے ذریعہ اپنے دل کو شیطان کے دل سے جوڑ دیا ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اسے پارہ کر دیں۔ [۳]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

۱۔ بقرہ/ ۲۲۲

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱۔

۳۔ قلب قرآن ص ۱۷۰ (تفسیر سورہ یٰسین)

ثلاثۃ معصومون من ابلیس و جنودہ، الذاکرون اللہ والباکون من خشیۃ اللہ والمستغفرون بالاسحار۔'

تین طرح کے لوگ اور تین جماعتیں شیطان کے شر اور اس کے لشکر سے امان میں ہیں۔ خدا کا ذکر کرنے والے، خوف خدا سے رونے والے اور سحر کے ہنگام استغفار کرنے والے۔ ۱؎

۱۷۴۔ تین طرح کے لوگوں سے شیطان کا تعلق: (استغفار اور توبہ)

ایک دن ابلیس ملعون یحییٰ بن زکریاؑ کے سامنے ظاہر ہوا اور آپ سے عرض کیا کیا آپ نصیحت سننا چاہتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"نہیں مجھے تیری نصیحتوں کی ضرورت نہیں ہے البتہ لوگوں کا حال احوال بتا کہ وہ تیرے نزدیک کیسے ہیں؟"

شیطان نے کہا: میرے نزدیک لوگ تین طرح کے ہیں:

پہلی قسم:

وہ لوگ ہیں جو انتہائی سخت ہیں ان پر ایک ہزار ایک حیلوں کے ذریعہ قابو پاتا ہوں اور انہیں گناہ اور فتنہ میں مبتلا کرتا ہوں لیکن وہ توبہ و استغفار کر کے خدا کی پناہ حاصل کرتے ہیں اور ہماری محنت رائگان جاتی ہے۔

۱۔ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۴۹، مستدرک جلد ۲ ص ۳۵۱ چاپ جدید جلد ۱۲ ص ۱۳۶۔

یہ ہمارا معمول ہے کہ بار بار انھیں فریب دیتے ہیں لیکن وہ توبہ کے ذریعہ ہم سے بھاگ کر خدا کی پناہ حاصل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم انھیں فریب دینے سے مایوس نہیں ہوتے ہیں اور ان کے فریب میں آنے سے ہمارا مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ توبہ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس گروہ کے ہاتھوں زحمت میں مبتلا رہتے ہیں۔

دوسری قسم:

اس گروہ کی ہے جو میرے ہاتھوں میں موم کی طرح اسیر ہے وہ میرے ہاتھوں میں ایسے ہی کھلواڑ بنتے رہتے ہیں جیسے بچّوں کے ہاتھ میں گیند ہوتی ہے اس کے ساتھ جیسے چاہتے ہیں کھیلتے نچاتے اور گھماتے ہیں یہ لوگ اس قدر گناہوں اور برائیوں میں ملوث ہیں کہ انھیں بہکنے کے لیے ہماری ضرورت بھی نہیں کیونکہ جو راستہ ہم نے انھیں دکھایا وہ اس پر چل پڑے۔

تیسری قسم:

ایسے لوگوں کی ہے جو ہر قسم کے گناہ اور فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں یعنی آپ جیسے انبیاء اولیاء اور پاک و مخلص جن پر کسی صورت سے میرا بس نہیں چلتا۔ لہٰذا اس گروہ کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں اور ان سے کوئی مطلب غرض نہیں رکھتا کیونکہ ان پر محنت کرنا اپنا وقت ضایع کرنا ہے اب تک جتنا بھی ان پر کام کیا ہے کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ ۱؎

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۱۷، احیاء العلوم جلد ۳، ۸۳، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۵، خزائن ملا احمد نراقی ص ۴۳۱۔

۱۷۵۔شیطان عرفہ کے دن: (بخشش ومغفرت)

شب وروز اور چوبیس گھنٹے لطیف ومہربان خدا اپنے خطا کار بندوں کی سنتا ہے وہ جس گھڑی بھی اس کی بارگاہ میں حاضری دیں رحمان ورحیم خدا لبیک کہتے ہوئے ان کا استقبال کرتا ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

لیکن پورے سال میں چند روز وشب ایسے ہیں جس میں دوسرے ایام اور ساعات کی بہ نسبت قبولیت دعا کے زیادہ امکانات پائے جاتے ہیں اور ان مواقع پر شیطان اور اس کے حامی ومددگار اسیر اور گرفتار ہوتے ہیں اور انھیں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ یہ شب ہائے قدر، عرفہ کے دن وہ ایام ہیں جن کے شب وروز میں شیطان مغلوب رہتا ہے ان اوقات میں اس کی آہ وفغان بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان مخصوص اوقات میں خدا کے خاص بندے اپنے پوری وجود سے خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور سب کے سب آسمان کی طرف اپنے خالی ہاتھوں کو اٹھا کر اظہار نیاز کرتے ہیں' اور اس کی بارگاہ میں مناجات وغیرہ کرتے ہیں جو شیطان کو زیر کرنے کا سبب بنتی ہے خاص کر عرفہ کے دن میدان عرفات میں حاضر ہونا جو مناسک حج کا ایک رکن بھی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

مارنی الشّیطان فی یوم هوا صغر ولا ادحر ولا احقر ولا اغیظ منه یوم عرفه۔

"شیطان روز عرفہ سے زیادہ کسی اور دن ذلیل، خوار، حقیر اور خشم ناک نہیں رہتا۔"[1]

اس کی یہ خواری اور ذلت کی وجہ اس روز بندوں پر رحمت خداوندی اور گناہوں کی بخشش اور معافی ومغفرت کا بے انتہا نزول ہے۔

اس حدیث کو امام صادق علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے نقل کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے:

انّ من الذّنوب ذنوبا لا یکفّرها الاّ الوقوف بعرفة۔

بعض ایسے گناہ ہیں جنھیں سوائے روز عرفہ اور صحرائے عرفہ میں حاضری کے کوئی اور چیز محو نہیں کرسکتی۔[2]

ایک دوسری روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من لم یغفرله فی شهر رمضان لم یغفرله الی قابل الاّ یشهد عرفه۔

"ماہ مبارک رمضان میں جس شخص کی مغفرت نہ ہو وہ آئندہ سال تک بخشا نہیں جائے گا مگر یہ کہ روز عرفہ آجائے اور اس میں وہ بخشا جائے۔"[3]

۱۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب حج۔

۲۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب الحج، محجۃ البیضاء جلد ۲ ص ۱۴۹۔

۳۔ فروع کافی، من لا یحضرہ الفقیہ کتاب صوم، میزان الحکمت جلد ۴ ص ۱۸۰، بحار الانوار جلد ۹۳، ۳۴۲-۳۷۵۔

بعض اہل علم حضرات فرماتے ہیں:

کہ روز عرفہ آجائے اور اس کے گناہ بخشے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اس سال حج کرنے مکّہ جائے اور عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں حاضر ہو اور دعا کرے۔

لیکن بعض لوگ مجھ حقیر کی طرح خطاء کار اور گنہ گار تو ہیں لیکن حج کی سعادت حاصل کرنے کی توانائی نہیں رکھتے کہ وہ عرفات میں پہونچ کر دعاء و مناجات کرسکیں لہٰذا وہ جہاں کہیں بھی اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کریں اور نماز' دعاء' مناجات اور استغفار میں مشغول ہوں، اس دن مناجات کا بہترین وسیلہ حضرت سیّد الشہداء امام حسین علیہ السّلام کی دعائے عرفہ ہے جس کے اس دن پڑھنے کی بڑی تاکید ہوئی ہے اس کے علاوہ اور بھی مستحب اعمال ہیں جن کا مفاتیح الجنان میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۷۶۔ شیطان حج میں: (صحرائے عرفات)

امام محمد غزالی کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

ایک عالم دین جو خدا کے مقرّب بارگاہ اور مکاشفہ، عرفان اور معرفت والے تھے وہ ایک سال حج کرنے مکّہ گئے تو عرفہ کے دن شیطان ملعون ان کے سامنے ایک شخص کی صورت میں ظاہر ہوا میں نے اسے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ زرد اور اڑا ہوا ہے کمر خمیدہ اور ٹوٹی ہوئی ہے بہت ہی ضعیف، رنجیدہ خاطر، افسردہ، غم

زدہ، ہائے ہائے کر رہا تھا۔

میں نے اس ملعون سے رونے کی وجہ دریافت کی۔

اس نے کہا: آج حاجی دنیوی تجارت و منفعت سے بالکل الگ تھلگ اس صحرا میں آخرت کی طلب اور خدا کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے کہیں وہ اپنی مراد کو نہ پہونچ جائیں اور خدا ان کی حاجتوں کو پورا نہ کردے اسی وجہ سے غم گین اور رنجیدہ خاطر ہوں۔

میں نے اس سے پوچھا: تیری افسردگی اور رنج کی کیا وجہ ہے؟

اس نے کہا: میں راہ حق اور حج میں مجاہدین کے استعمال میں آنے والے گھوڑوں کے صیحہ اور ان کی ٹاپوں کی آوازوں سے وحشت زدہ ہوں، اگر وہ غیر خدا کی راہ میں حرکت کرتے تو میرے لیے اچھا ہوتا اور وہ میرے منظور نظر ہوتے یہی وجہ ہے کہ میں غم زدہ ہوں۔

میں نے پوچھا: تیرے چہرہ کا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے اور منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟

اس نے کہا کہ: چونکہ مسلمان خداوند عالم کی اطاعت و فرماں برداری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے کی گناہ کرنے میں مدد کرتے تو یہ بات میرے لیے مسرّت کا باعث ہوتی اسی لیے میرے چہرہ کا رنگ اڑا ہوا ہے۔

میں نے پوچھا کہ: تمہار پیٹھ کیوں جھکی اور ٹوٹی ہوئی ہے؟

اس نے کہا: اس کی وجہ وہ افراد ہیں جو اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی خدا سے چاہتے ہیں اور اپنی زندگی کے خاتمہ بالخیر کے خواہش مند ہوتے ہیں ان کی اسی خواہش سے میری پشت خمیدہ اور ٹوٹی ہوئی ہے۔

شیطان کی جب بات مکمل ہوئی تو اس نے ہائے ہائے کا ایک اور بلند آواز سے نعرہ لگایا۔[1]

۱۷۷۔ شیطان اور ماہ رمضان المبارک: (روزہ)

عبادی مسائل میں وہ محکم اور مضبوط ترین حصار امن جس سے شیطان دور بھاگتا ہے روزہ ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے شیطان کے مقابلہ میں مومن کا انتہائی کارگر اسلحہ روزہ ہے۔

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوستوں سے پوچھا:

"کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تمھیں ایک ایسا کام بتاؤں جس کی وجہ سے شیطان تم سے مشرق ومغرب کی مقدار کہ برابر دوری اختیار کرے؟"

لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ اے خدا کے رسول، حضرتؐ نے فرمایا:

"روزہ شیطان کے چہرہ کو سیاہ کرتا ہے، صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے، خدا کے ناطہ سے محبت ودوستی اور کار خیر اور نیک اور صالح عمل اس کی

۱۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب حج۔

محنتوں پر پانی پھیر دیتا ہے اور استغفار اس کی قلبی رگ کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔"[1]

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"پہلی ماہ مبارک (جیسے ہی نیا چاند طلوع ہوتا ہے)[2] شیطان اور اس کے حوالی موالی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"[3]

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

"جب ماہ مبارک رمضان آتا ہے تو جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھل جاتے اور شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔"[4]

ایک اور روایت میں نقل ہوا ہے:

جب ماہ رمضان آتا ہے تو خداوند عالم جبرئیل سے فرماتا ہے:

"اے جبرئیل زمین پر جا کر تمام شیاطین کو زنجیروں میں باندھ لو تا کہ وہ روزہ داروں کے روزہ کو برباد نہ کر سکیں حتی ایک آدمی کے روزہ کو بھی وہ متاثر نہ کر سکیں۔"[5]

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱ - ۲۶۴، سفینۃ البحار جلد ۵ ص ۲۱۴، امالی شیخ صدوق مجلس، ۱۵ بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۲۴۶۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۰۵۔

۴و۵۔ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۱۷۹، بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۳۴۸ - ۳۵۰۔

ایک اور روایت میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"جب ماہ رمضان آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! خداوند عالم نے جنات اور انسان دشمنوں سے تمہاری حفاظت کی، فرمایا:"

ادعونی استجب لکم

"مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔"

(غافر/۶۰)

"اس نے تم سے قبولیت کا وعدہ کیا ہے لہٰذا تمھیں متوجہ رہنا چاہیے کہ خداوند عالم نے ہر سرکش شیطان پر اپنے فرشتوں میں سے ۷۰ ستر فرشتوں کو مامور کیا ہے (اسی وجہ سے وہ شیطان فرشتوں کے حراستی گھیرے سے آزاد نہیں ہو پاتا جب تک یہ مہینہ گذر نہیں جاتا۔"

"آگاہ رہو کہ ماہ مبارک کی پہلی رات میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور اس مہینہ میں دعا قبول ہوتی ہے۔" ۱؎

۱۷۸۔ خالق ومخلوق اور شیطان: (انسان کا دل خدا کا باغ ہے)

صدر المتالہین شیرازیؒ کتاب مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں: سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں:

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۲۲۰ ابواب احکام شہر رمضان باب ۱۸۔

بدترین گناہ دل کو نفسانی وسوسوں کے حوالہ کرنا اور ہوا وہوس کی طرف سے دی جانے والی دعوت کا قبول کرنا ہے یہ ایسا گناہ ہے جس سے انسان کو دوری اختیار کرنا چاہیے، اگر انسان ان وسوسوں سے دور رہے گا تو شیطان دل کے آسمان سے بھاگ جائے گا کیونکہ دل الٰہی ذکر اور یقینی علوم سے آراستہ آسمان کے مانند ہے اور جب بندۂ خدا کا دل آسمان کی طرح ہوجائے تو پھر شیطان اس سے دور بھاگتا ہے اور وسوسے، الہامات اور اس کے ڈالے ہوئے دل میں خیالات ختم ہوجاتے ہیں۔ اس وقت آدمی اپنے باطن اور حقیقت کے اندر کے آسمان پر پرواز کرتا ہے اور جتنا پرواز کرتا جاتا ہے اس کی نفسانی خباثتیں اس سے جدا اور اس کے وسوسوں کے اثرات دل کے اطراف سے دور ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ دل خالص ہوتا جاتا ہے اور اس کا سرکش نفس بھی پاک وپاکیزہ ہو جاتا ہے۔" ۱؎

لہٰذا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

"اے میرے بندے تیرا دل میرا باغ اور چمن ہے اور میری جنّت تیرا باغ اور چمن ہے جب تو اپنے دل میں میری معرفت کے داخل کرنے میں کنجوسی نہیں برتے گا بلکہ اس سلسلہ میں عشق وتعلق کا اظہار کرے گا تو پھر میں تیرے بہشت میں داخل ہونے کے بارہ میں کیوں کر بخل سے کام لوں گا۔" ۲؎

۱۔ مفاتیح الغیب ملاّ صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۶۱ (مختصر تغییر واضافہ کے ساتھ)

۲۔ مفاتیح الغیب ملاّ صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۲ (مختصر تغییر واضافہ کے ساتھ)

جب تم اس حقیقت کو سمجھ گئے تو پھر خالق ومخلوق کے درمیان کی اس گفتگو کو بھی دل کے کانوں سے سنو کہ خدا انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اے میرے بندے میں نے اپنی بہشت تیرے لیے قرار دی اور تو نے بھی اپنے دل کے گلستاں کو میرے لیے مخصوص کر دیا لیکن تو نے انصاف ومروّت سے کام نہیں لیا۔

کیا تجھے پتہ ہے کہ تیری بے انصافی کی وجہ کیا ہے؟

کیا تم نے میری بنائی ہوئی جنّت دیکھی ہے اور اس میں داخل ہوئے ہو۔

تم یہ جواب دو گے کہ نہیں اے میرے پروردگار!

میں تمہارے جواب میں کہوں گا: ہاں تم صحیح کہہ رہے ہو، تم میری جنّت میں داخل نہیں ہوئے ہو۔ جب تمہارے داخل ہونے کا وقت ہوا تو میں نے شیطان کو اپنی جنّت سے نکال باہر کیا اور اس سے کہا:

اخرج منها مذء وما مدحوراً۔

"اے مذموم مطرود اور ملعون نکل جا یہاں سے۔"

(اعراف/۱۸)

میں نے تو تمہارے دشمن کو تمہارے داخلہ سے پہلے نکال باہر کیا لیکن تمہارے دل میں کہ جو میرا باغ ہے اس میں میرے داخلہ کے ستر سال کے بعد بھی تم نے شیطان کو وہاں سے نہیں نکالا ہے۔

اے بندۂ خدا! اگر دل خدا کا باغ ہے تو اس میں شیطان کو کیوں جگہ دی ہے

اسے نکالتے کیوں نہیں؟ [۱]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

القلب حرم الله فلا تسكن حرم الله غير الله۔ [۲]

"دل خدا کا گھر اور اس کا حرم ہے، اس کے حرم میں غیر خدا کو جگہ نہ دو۔"

دوسری روایت میں ہے کہ:

قلب المؤمن بيت الله۔ [۳]

"مومن کا دل خدا کا گھر ہے۔"

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

لولا انّ الشّياطين يحومون على قلوب بنى آدم لنظروا الى الملكوت السّماوات والارض۔ [۴]

"اگر شیاطین آدمیوں کے دل کا احاطہ نہ کیے ہوئے ہوتے تو انسان ملکوت اور باطن سماوات وارض کو دیکھ سکتا تھا۔"

۱۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۳۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۲۱۳، بحار الانوار جلد ۶۷ ص ۲۵۔

۳۔ عرشیہ ملا صدرا ص ۱۴۳۔

۴۔ بحار جلد ۶۰ ص ۳۳۲، بحار جلد ۶۷ ص ۵۹، جامع السّعادات جلد ۱ ص ۴۴، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۴، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۲۶ و ۱۶، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۹، مفاتیح الغیب ص ۳۹۸۔

۱۷۹۔ دل خدا کا گھر ہے شیطان کا آشیانہ نہیں: (خدا کا پسندیدہ دل)

سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں:

ایک رات میں نے شیطان کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا تیرے لیے سب سے زیادہ سخت اور ناگوار چیز کیا ہے؟ اس نے کہا پروردگار عالم سے بندوں کے قلوب کا رشتہ اور اتصال۔ [۱]

فتوت نامہ سلطانی کے مؤلف لکھتے ہیں:

اگر پوچھا جائے کہ ''صوفی'' کے حرفوں کا کس طرف اشارہ ہے؟

تو بتادو کہ صوفی کے ہر حرف کا اشارہ ایک ایسی صفت کی طرف ہے جس سے اسے فرار ممکن نہیں ہے۔

۱۔ ''صاد''، صیانت دل یعنی دل کے گھر کو غیر دوست کے سایہ سے بھی حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔ [۲]

۲۔ ''واؤ'' وقایت سر [۳] یعنی راز کو اس طرح چھپانے کی علامت ہے کہ شیطان کا غارت گر ہاتھ اس تک نہ پہونچ سکے اور اس سے اخلاص کا درجہ مراد ہے۔

۳۔ لفظ صوفی کا حرف ''فی'' فیض لینے اور فیض پہونچانے کی طرف اشارہ

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۳۲۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۲۱۳۔

۳۔ وقایت: صیانت وحفاظت۔

ہے یعنی اپنے اوپر سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اپنے سے نیچے والوں کو فائدہ پہونچاتا ہے۔

پس اے انسان تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ:

آدمی کا سینہ جس میں دل ہے جو انوار الٰہی کی تجلی گاہ ہے اور وہ الٰہی انوار خداوند عالم کی عظمت کے سورج سے روشن ہے شیطان کی پیروی سے وہ شیطان کے دائمی خانہ و آشیانہ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ [۱]

۱۸۰۔ ابلیس انسان کا دشمن ہے: (دوستی اور دشمنی)

ابلیس نے کہا: پروردگارا تیرے بندے تجھے دوست رکھتے ہیں اور تیری نافرمانی کرتے ہیں لیکن مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں!

جواب آیا کہ:

ہم نے ان کی اطاعت کو ان کی تیرے ساتھ دشمنی کے عوض بخش دیا اور چاہے وہ مکمل عشق وعلاقہ کے ساتھ میری اطاعت نہ کریں میں نے ان کا ایمان قبول کرلیا۔ [۲]

لیکن اس اعتبار سے کہ آدمی اس عشق وایمان سے دھوکہ نہ کھا جائے اور سقوط وتباہی کی کگار پر پہونچ کر اوندھے منھ گر نہ پڑے، کہا جاتا ہے:

اگر شیطان آدمی کا دشمن ہے تو کیوں کر آدمی اپنے دشمن کی اطاعت کرتا ہے؟

۱۔ تفسیر ونقد وتحلیل جلد ۳ ص ۱۵۷۔

۲۔ کشکول شیخ بہائی دفتر چہارم

امیر المومنین علیہ السلام شیطان اور اس کے سپاہیوں کے مکر وفریب کے بارہ میں کمیل ابن زیاد کو اپنی نصیحتوں میں فرماتے ہیں:

"اے کمیل! **بغض و عداوت کا شیطان سے زیادہ کوئی سزاوار نہیں ہے۔**" [1]

شیطان کی سرشت وطبیعت میں اولاد آدم کے ساتھ کینہ توزی ہے اور وہ ان کی نابودی سے خوش ہوتا ہے، خبیث شیطان، آدمیوں کو اوندھے منھ گرانے کی اپنی خصلت سے دست بردار نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کے ذاتی خبث میں جو ستم و عداوت پائی جاتی ہے وہ صرف آدمی کی دشمنی چاہتی ہے اسی وجہ سے اس کی ہمیشہ یہی فریاد رہتی ہے:

میں تم میں سے ایک ایک شخص کی فکر میں سوراخ کرتا ہوں اور تمہیں ایسے کام پر آمادہ کرتا ہوں جس کا انجام دینے کا تمہارا دل نہیں چاہتا ہے۔

۱۸۱۔لعنت بر شیطان: (عمواوغلی)

دانیال نبی کے زمانہ میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا:

اے دانیال شیطان کے ہاتھوں سے میں تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔

دانیال نے پوچھا شیطان نے کیا کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: ایک طرف آپ انبیاء واولیاء ہمیں دین واخلاق کا درس دیتے ہیں دوسری طرف شیطان نہیں چاہتا کہ ہم لوگ اچھا کام کریں اور برائیوں

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱۔

سے دور رہیں۔

دانیال نے پوچھا وہ کیوں کر تمہیں برائیوں سے دور نہیں ہونے دیتا؟ کیا وہ تم پر لشکر کشی کرتا اور تم سے جنگ کرتا ہے اور برائی کرنے پر تمہیں مجبور کر دیتا ہے۔

اس نے کہا: ایسا نہیں ہے لیکن وہ ہمیشہ ہمیں وسوسہ میں مبتلا رکھتا ہے اور برائیوں کو ہماری نگاہ میں اچھائی بنا کر پیش کرتا ہے۔ دن ورات دھوکہ دیتا ہے اور دیندار اور درست کردار نہیں رہنے دیتا ہے۔

دانیال نے کہا: ذرا صاف صاف بتاؤ کہ شیطان کیا کرتا ہے؟ کیا نماز کے وقت جب تم نماز پڑھنا چاہتے ہو تو شیطان تمہیں نماز نہیں پڑھنے دیتا یا جس وقت تم راہ خدا میں صدقہ دینا چاہتے ہو شیطان ہاتھ پکڑ لیتا ہے، یا گلے میں رسّی ڈال کر تمہیں جوا خانہ لے جاتا ہے اور مسجد نہیں جانے دیتا یا جب تم لوگوں سے اچھی باتیں کرنا چاہتے ہو تو تمہارے منھ میں پہونچ کر تمہاری زبان سے لوگوں کو گالیاں دلواتا ہے، جس وقت تم لوگوں سے معاملہ اور لین دین کرتے ہو وہ آتا ہے اور لوگوں سے زبردستی زیادہ پیسہ لے کر تمہاری جیب میں ڈال دیتا ہے کیا وہ یہ سارے کام کرتا ہے؟

اس شخص نے کہا: نہیں وہ یہ کام نہیں کر سکتا لیکن پروردگارا! کیسے بتاؤں شیطان تمام کاموں میں دخل دیتا ہے اور اس طرح گھس پیٹھ کرتا ہے کہ ایک ذرا سا ہم سر گھمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم دھوکہ کھا گئے۔ میں شیطان سے عاجز آ گیا ہوں، میرے تمام گناہوں کی ذمہ داری شیطان کی گردن پر ہے۔

دانیال نے کہا: مجھے حیرت ہے کہ تمہیں شیطان سے اتنا گلہ ہے؟ آخر یہ شیطان مجھے اتنا کیوں نہیں بہکاتا میں بھی تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں، شاید تم خود انصاف نہیں کر رہے ہو اور اپنا گناہ شیطان کی گردن پر ڈال رہے ہو؟

اس نے کہا: نہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں بہت اچھا آدمی بنوں لیکن اس کو مجھ سے الٰہی بیر ہے وہ مجھے ٹھیک سے نہیں رہنے دیتا۔

دانیال نے کہا: حیرت ہے یہ بتاؤ رہتے کہاں ہو؟

اس نے کہا: یہیں آپ کے محلّہ کے نزدیک اور شیطان کی گمراہیوں کے سبب لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں برا آدمی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟

دانیال نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام ”عمواوغلی“ ہے۔

دانیال نے کہا: ارے ارے تو عمواوغلی تم ہی ہو؟

اس نے کہا: کیا بات ہے کیا آپ مجھے پہلے سے جانتے ہیں؟

دانیال نے کہا: میں اب تک تم کو نہیں جانتا تھا لیکن وہ اتفاق سے کل شیطان میرے پاس آیا اسے شکایت تھی وہ کہہ رہا تھا کہ خدا ”عمواوغلی“ سے بچائے۔

اس نے کہا: شیطان کو مجھ سے شکایت تھی؟ میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے؟

دانیال نے کہا: شیطان کہہ رہا تھا کہ میں عمواوغلی سے عاجز آ گیا ہوں، مجھے بہت زیادہ ستاتا ہے، میرے حق میں ظلم کرتا ہے اس وقت اس نے مجھ سے

درخواست کی کہ عمواوغلی کو ڈھونڈھ کر تھوڑی بہت نصیحت کروں کہ وہ شیطان کو نہ ستائے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے شیطان سے نہیں پوچھا کہ عمواغلی نے کیا کیا ہے؟

دانیال نے کہا: میں نے پوچھا کہ بتاؤ عمواوغلی نے کیا کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا: میں شیطان ہوں خدا نے مجھے لعنت کا مستحق بنایا ہے پہلے دن سے جب میں نے خدا سے مہلت طلب کی اور اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ طے ہوا کہ تمام برائیاں میرے اختیار میں ہوں گی اور تمام اچھائیاں نیک لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی لیکن یہ عمواوغلی مستقل میرے کاموں میں دخل اندازی کرتا ہے اور بعد میں مجھ ہی کو برا بھلا کہتا ہے مثلاً وہ اگر نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے لیکن نہیں پڑھتا۔ روزہ خود نہیں رکھتا، خود کار خیر میں حصّہ نہیں لیتا اور سیکڑوں برائیاں جن سے وہ خود کو بچا سکتا ہے نہیں بچاتا اور پھر تمام گناہوں کا بوجھ میری گردن پر ڈال دیتا ہے۔ شراب میری چیز ہے جسے جا کر وہ خود پیتا ہے۔ مکر وفریب مجھ سے مخصوص ہے لیکن عمواوغلی اپنے معاملات میں ٹوپی پہناتا پھرتا ہے۔ مسجد خدا کا اور مے خانہ اور جوا گھر میرا گھر ہے لیکن وہ مسجد جانے کے بجائے میرے گھر میں رہتا ہے؟ بدزبانی اور بداخلاقی میرا فعل ہے لیکن عمواوغلی ہمیشہ ان سے سروکار رکھتا ہے اور جب کسی معاملہ میں پھنس جاتا ہے تو مجھ پر لعنت بھیجتا ہے، معاملہ کرتا ہے لوگوں سے دھوکہ بازی کر کے پیسے جیب میں ڈالتا ہے لیکن اس کی تہمت میرے سر لگاتا ہے۔ آخر میں کب اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی بری جگہ لے گیا ہوں، میں نے کب زبردستی کر کے نوالہ اس کے منہ میں ٹھونس کر

اس کا روزہ باطل کیا ہے، اے دانیال آخر میں نے عمواوغلی کا کیا بگاڑا ہے، میں نے اس پر کیا ظلم کیا ہے کہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ آپ لوگوں کو برابر نصیحت کیا کرتے ہیں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کو عمواوغلی کو بلا کر کہیے کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دے، شیطان نے مجھ سے یہ ساری باتیں بتائیں وہ بہت ناراض تھا اور میں بھی تلاش میں تھا کہ تم سے کہوں کہ تم شیطان کے کام میں دخالت نہ کرو کیوں کہ اگر تم اس کے کام میں دخل اندازی کرو گے تو لامحالہ وہ بھی تمہارے کام میں دخل اندازی کر کے تمہیں چوپٹ کرے گا۔ تم کہتے ہو کہ شیطان نے تمہارے ساتھ کبھی زبردستی نہیں کی ہے صرف وسوسہ کیا ہے اس صورت میں تمہیں اس کے وسوسہ پر دھیان نہیں دینا چاہیے تھا اور نیک گفتار اور نیک کردار بننے کی کوشش کرنی چاہیے تھی اس وقت تم دانیال کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت نہ تم شیطان کی شکایت کرو گے اور نہ شیطان تم سے گلہ کرے گا۔ جب تم خود برائی کرو گے اور شیطان پر لعنت بھیجو گے تو شیطان کو بھی تمہاری شکایت کرنے کا موقع ملے گا، تمہیں تو اتنا اچھا بن جانا چاہیے کہ شیطان تم پر لعنت نہ کر سکے۔

عمواوغلی یہ باتیں سن کر بہت شرمندہ ہوا اس نے جواب دیا کہ: آپ صحیح کہتے ہیں غلطی میری ہے میں شیطانی کاموں میں ٹانگ اڑاتا پھرتا تھا مجھے خود ہی نیک اور باکردار ہونا چاہیے ورنہ شیطان بھی میرے گناہوں کو اپنے سر نہیں لے گا۔ لعنت بر شیطان۔ [۱]

۱۔ قصہ ہائے شیخ عطار از مجموعۂ قصہ ہائے خوب جلد ۶ ص ۱۱۴ منقول از منطق الطیر مقالہ ثانی وعشرون۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا تجعلنّ للشّیطان فی عملک نصیبا ولا علٰی نفسک سبیلا۔

ہرگز اپنے عمل میں شیطان کی حصہ داری قرار نہ دو اور اسے اپنے نفس پر مسلّط کرنے کے لیے راہ نہ دو۔ [۱]

۱۸۲۔ شیطان سے دوستی: (دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک جمعہ کے فصیح و بلیغ خطبہ کے آخر میں فرمایا:

اے لوگو! سات مصیبتیں ہیں کہ ہم ان سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں:

۱۔ جس عالم میں لغزش و خطا پائی جائے۔
۲۔ وہ عابد جو عبادت سے خستہ و ملول ہو۔
۳۔ وہ مؤمن جو فقیر ہو جائے۔
۴۔ وہ امین جو خیانت کا مرتکب ہو۔
۵۔ وہ تونگر جو محتاج ہو جائے۔
۶۔ وہ عزت دار جو ذلیل ہو جائے۔
۷۔ وہ فقیر جو بیمار ہو جائے۔

اس موقع پر ایک شخص اپنے مقام سے اٹھا اور اس نے آنحضرتؐ کے خطبہ کی

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۲۸۶۔

تعریف کرتے ہوئے خداوند عالم کے فرمان۔

"ادعونی استجب لکم۔"

"مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں۔"[۱]

کے بارہ میں سوال کیا کہ پھر ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا: تمہارے دلوں نے آٹھ مقامات پر خیانت کی ہے:

۱۔ تم نے خدا کو پہچانا لیکن اس کا حق جس طرح تم پر واجب تھا اسے ادا نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ تمہاری معرفت تمہارے کسی کام نہ آئی۔

۲۔ پیغمبرؐ کے اوپر ایمان تو لے آئے لیکن بعد میں سنّت اور سیرت پیغمبرؐ کی مخالفت کی اور ان کے دین و آئین کو پس پشت ڈال دیا پس تمہارے ایمان کا نتیجہ کیا ہوا؟

۳۔ کتاب خدا، قرآن جو تمہارے لیے نازل کیا گیا تم نے اسے پڑھا لیکن اس پر عمل نہیں کیا، زبان سے تم نے کہا کہ ہم دل کی گہرائیوں سے اسے قبول کرتے ہیں لیکن اس کی مخالفت کی۔

۴۔ تم نے زبان سے تو یہ کہا کہ ہم آتش دوزخ سے ڈرتے ہیں لیکن تمام حالات میں تم گناہوں اور نافرمانیوں کے ذریعہ دوزخ کی طرف جا رہے ہو تو پھر تمہارا وہ خوف کیا ہوا۔

۵۔ تم نے یہ کہا کہ ہم جنّت کا شوق رکھتے ہیں لیکن کام وہ کرتے ہو جو تمہیں

۱۔ مومن/۶۰

جنّت سے دور کردے تو پھر تمہارا جنّت کا شوق کہاں گیا۔

۶۔ خدا کی نعمتوں کو کھایا اور اسے استعمال کیا لیکن اس کا شکر ادا نہیں کیا۔

۷۔ لوگوں کے عیوب کو دیکھتے رہے لیکن اپنے عیبوں کو نظر انداز کیا، دوسروں کو ملامت کرتے ہو لیکن تم خود اس کے زیادہ مستحق ہو۔

۸۔ خداوند عالم نے تمہیں شیطان کی دشمنی کا حکم دیا اور فرمایا۔

'انّ الشّیطان لکم عدوّ فاتّخذوہ عدوّا۔'

"شیطان تمہارا سرسخت دشمن ہے لہٰذا تم بھی اس سے دشمنی کرو۔"[۱]

لیکن تم زبان سے تو اس سے دشمنی کا اظہار کرتے ہو لیکن عمل سے دوستی ثابت کرتے ہو۔

"اب بتاؤ اس صورت میں تمہاری کون سی دعا قبول ہوگی جبکہ تم نے دعاء کی قبولیت کے سارے راستے بند کردیئے ہیں۔ دیکھو خدا سے ڈرو، اپنے معمول کی اصلاح کرو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو تاکہ خدا تمہاری دعاؤں کو قبول کرے۔"[۲]

شیخ بہائی فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے نہ ہو جو کھلم کھلا ابلیس پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن چھپا کر اس کی پیروی کرتے ہیں اور اسے دوست رکھتے ہیں۔[۳]

۱۔ فاطر/۶
۲۔ بحارالانوار جلد ۹۰ ص ۳۷۶۔
۳۔ کشکول بہائی دفتر اوّل۔

۱۸۳۔ جہنّم میں شیطان کا مونس و ہمدم: (واجبات الٰہی کا ترک کرنا)

امام صادق علیہ السّلام کے ایک لائق شاگرد مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ:
میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: مغیرہ بن سعید (فرقۂ مغیریہ کے سربراہ) [۱] سے منقول ہے کہ اس نے کہا: جس وقت کوئی بندہ اپنے خدا کو پہچان لے تو اس کے لیے یہی کافی ہے اب اسے مزید کوئی عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ خدا کی شناخت کے بعد اس سے کسی عمل کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"خدا اس پر لعنت کرے یہ بیہودہ باتیں ہیں کیا اس کے علاوہ اور کچھ صحیح ہے کہ بندہ جتنا زیادہ خدا کی معرفت حاصل کرتا جاتا ہے اس کا مطیع و فرماں بردار ہوتا جاتا ہے، کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص خدا کو نہیں پہچانتا وہ اس کی اطاعت بھی نہیں کرتا؟"

یقیناً خداوند عالم اپنے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کام کا حکم دیتا ہے اور وہ بھی مومنین کو کسی عمل کی انجام دہی کا حکم دیتے ہیں اور سب کے سب خدا کے امر کو اجراء کرنے والے ہیں جس وقت نہی عن المنکر کا حکم اس کی طرف سے آجائے تو اس کا کسی کام کا حکم دینا اور کسی کام سے روکنا دونوں چیزیں مومن

۱۔ فرقۂ مغیریہ، مغیرہ بن سعید العجلی جو محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی کی مہدویت کے قائل تھے کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے، تشبیہ کا اعتقاد رکھتے تھے اور حروف تہجی سے خدا کے اعضاء کو تشبیہ دیتے تھے۔

کے لیے مساوی ہیں یعنی پیغمبر اسلامؐ اور مومنین سب کے سب خدا کے مطیع و فرماں بردار اور اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں چاہے وہ امر خدا ہو چاہے وہ نہی پروردگار ہو اور صرف خدا کو پہچاننا کافی نہیں ہے۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں: اس کے بعد امامؑ نے فرمایا:

خداوند عالم کسی بندہ پر نگاہ نہیں ڈالتا اور اسے پاک نہیں بناتا جب وہ اللہ کے کسی واجب کردہ عمل کو ترک کر دے جیسے نماز، روزہ...... وغیرہ یا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جائے۔ [۱]

مفضل کہتے ہیں: میں نے انتہائی تعجب سے پوچھا کہ خدا اس پر رحمت کی نگاہ نہیں ڈالتا؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"ہاں کیوں کہ اس نے خدا کا شریک قرار دیا ہے؟"

میں نے دوبارہ پوچھا: کیا اس نے شرک کیا ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"ہاں، کیوں کہ خدا نے کسی کام کا حکم دیا اور اس کے مقابلہ میں شیطان نے بھی خدا کی مخالفت کا حکم دیا اور اس نے خدا کے فرمان کو چھوڑ کر ابلیس کی پیروی اختیار کی اور اس کے حکم کو بجالایا تو ایسا شخص جہنم کے ساتویں طبقہ میں ابلیس کا مونس و ہمدم ہوگا۔"

۱۔ وسائل جلد ۱ ص ۲۵؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال شیخ صدوق

ایک روایت امام صادقؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

من یطع الشّیطان یعص اللہ من یعص اللہ یعذّبہ اللہ۔

"جو شخص شیطان کی اطاعت کرے اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جو خدا کی نافرمانی کرے خدا اسے اپنے عذاب کے ذریعہ سزا دے گا۔" ۱؎

۱۸۴۔ خدا، بندہ اور شیطان: (شیطان کی خواہشات)

امام حسن علیہ السلام کا ایک ہنس مکھ دوست تھا، وہ کچھ دن کی غیر حاضری کے بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ نے اس سے اس کے حالات پوچھے کیسے گذر رہی ہے؟

اس نے عرض کیا: فرزند رسولؐ میں اپنے دن خود اپنی پسند اور جو میرا خدا چاہتا ہے اس کے خلاف اور جو شیطان چاہتا ہے اس کے خلاف گذار رہا ہوں۔

امام علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا: بتاؤ وہ کیسے؟

اس نے عرض کیا کہ: خدا چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کروں اور اس کی نافرمانی ہرگز نہ کروں لیکن میں ایسا نہیں کرتا۔

شیطان چاہتا ہے میں گناہ و معصیت میں مبتلا ہوں اور خدا کی اصلاً اطاعت نہ کروں لیکن میں ایسا نہیں کرتا (بلکہ کبھی خدا کی اطاعت کرتا ہوں اور کبھی نہیں

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۳۴۸، امالی شیخ صدوق مجلس ۴۷ حدیث ۱۔

کرتا، کبھی شیطان کی پیروی کرتا ہوں کبھی نہیں کرتا)

میں دل سے چاہتا ہوں کہ کبھی نہ مروں لیکن ایسا نہیں ہے کیوں کہ آخر کار موت آنے والی ہے۔

اس وقت آپؑ کا ایک چاہنے والا اٹھا اور اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہم موت سے کیوں بے زار ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"کیوں کہ تم نے شیطانی وسوسوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی آخرت برباد کردی اور اپنی دنیا آباد کرلی ہے لہٰذا تم آبادی سے ویرانی کی طرف سفر کرنے پر مائل نہیں ہوتے۔" ۱؎

۱۸۵۔ شیطانی نفس: (انسان نما شیطان)

کہا جاتا ہے کہ: جب انسان کا مقصد اور اس کی فکر (اور اس کا سرکش نفس) شیطانی جذبہ رکھتا ہو تو وہ آدمی کی شکل رکھنے کے باوجود شیطان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اے بندگان خدا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آدمی بذات خود اپنے اندر ہزار قبیلہ رکھتا ہے ہر قبیلہ کے سرکش گھوڑے ہیں جنھیں شیطان نے سدھایا ہے، کہیں ان کی لگام چھوڑ نہ دینا بلکہ اپنے باطن کے وحشی قبائل کی امامت کرنا۔

شیخ عطار، محمد علی حکیم ترمذی کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

۱۔ معانی الاخبار، باب نوادر ص ۳۸۹، حدیث ۲۹۔

اپنے نفس سے مطمئن نہ رہنا متوجہ رہو تا کہ اپنے نفس پر فتح پاؤ اور جس آفت کا اشارہ کیا ہے اس سے ڈرو کیوں کہ شیطان تمہارے نفس میں بیٹھا ہے۔[1]

دوسرے جملہ میں کہتے ہیں: سو بھوکے شیر گوسفند کے گلہ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی ایک گھنٹہ میں شیطان مچاتا ہے اور اتنی تباہی سو شیطان بھی نہیں مچاتے جتنی ایک گھنٹہ میں خود اس کا نفس آدمی کے ساتھ تباہی مچاتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

من خالف نفسہ فقد غلب الشّیطان۔

"جو شخص اپنے نفس کی ہوا و ہوس کی مخالفت کرے یقیناً وہ شیطان پر غالب آ گیا ہے۔"[3]

تو اے انسان! اے بندۂ خدا! ہوش میں رہ، آنکھ، کان کھلے رکھ تجھ سے بار ہا کہا گیا ہے کہ اپنی نجات کے لیے" دیو کے پنجہ کو ریاضت و مشق کے مضبوط بازوؤں سے توڑ دو۔"[4]

۱۔ تذکرۃ الاولیا، جلد ۲ ص ۸۱ - ۸۳۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۸۱ - ۸۳۔

۳۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۳۶۹۔

۴۔ گلستان سعدی، قصائد فارسی۔

۱۸۶۔ شیطانی رذائل: (زبان کی آفتیں)

فتوت نامہ کے مولف لکھتے ہیں:

اگر پوچھا جائے کہ بتاؤ وہ آٹھ چیزیں جن سے زبان کو روکنا اور اس کے بیان سے دوری اختیار کرنا چاہیئے کون سی ہیں: تو کہو:

۱۔ زبان کو جھوٹ سے باندھ کر رکھنا چاہیئے اور اس کے بیان سے دور رہنا چاہیئے۔

۲۔ وعدہ خلافی سے کیوں کہ یہ منافقوں کی صفت ہے۔

۳۔ غیبت اور بہتان سے کیوں کہ یہ فاسقوں کا کام ہے۔

۴۔ جدل، جھگڑا، چغل خوری اور عیب جوئی سے کیوں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

۵۔ اپنی مدح و ثنا سے کیوں کہ یہ خود پسندی اور سرکشی کی دلیل ہے۔

۶۔ کسانوں اور نوکروں پر لعنت کرنے سے کیوں کہ یہ جابروں اور ظالموں کا فعل ہے۔

۷۔ بددعاء کرنے سے کیوں کہ یہ دل و جان کی کدورت کا سبب ہے۔

۸۔ بے ہودہ مذاق اور مسخرہ بازی سے کیوں کہ اس کی وجہ سے رنجشیں بڑھتی ہیں۔[1]

یہ انداز و کردار ایک طرح کا شیطانی عمل ہے کہ ابلیس ملعون زیادہ تر گفتگو

۱۔ فتوت نامہ ص ۲۱۲۔

میں انسان کی زبان کے نیچے آشیانہ بنائے رہتا ہے اور کچھ کچھ وقفہ سے تفرقہ ایجاد کرنے اور لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے زیادہ محنت کرتا ہے لہٰذا ہمیں بیدار اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

مامن شیٔ اجلب لقلب الانسان من لسان ولا اخدع للنّفس من شیطان۔

''کوئی چیز آدمی کے دل کو زبان سے زیادہ مارنے والی نہیں ہے اور کسی شخص کے لیے (جن وانس کے) شیطان سے بڑھ کر کوئی فریب دینے والا نہیں ہے۔''[1]

۱۸۷۔شیطان کا استاد: (جھوٹ)

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

ہماری پیروی کے مدّعی کچھ لوگ ایسے دروغ پرور ہیں جن کی شاگردی کا شیطان بھی محتاج ہے۔[2]

اس بری صفت کے بارہ میں کہ جو زبان کی سب سے بڑی بیماری ہے حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''ابلیس کے پاس شرمہ، چاٹنے کی دوا اور انفیہ (جسے چھینکنے کے لیے

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۱۲۔

۲۔ روضۂ کافی حدیث ۳۶۲۔

ناک میں ڈالتے ہیں) ہے۔اس کا شرمہ خواب آلودگی اور زیادہ سونا ہے۔اس کی دوا جھوٹ ہے اور اس کی انفیہ خود خواہی اور خودنمائی ہے۔''[1]

دوسری حدیث میں امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

''شیطان کا شرمہ نیند ہے اور اس کی خشک دوا خشم وغضب ہے اس کی نرم دوا دروغ اور جھوٹ ہے۔''[2]

۱۸۸۔ابلیس کی نصیحت: (زہد اور خدا کا خوف)

جنید کا بیان ہے ایک رات میں سو رہا تھا۔آنکھ کھل گئی، دل میں آیا مسجد چلا جاؤں مسجد پہونچا تو ایک شخص دکھائی دیا جس سے میں ڈر گیا۔اس نے کہا: اے جنید مجھ سے ڈر رہے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اگر واقعاً خدا کو پہچان لیا ہوتا تو اس کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرتے؟

میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ابلیس ہوں؟

میں نے کہا: ایک بات جاننے کے لیے میں تجھ سے ملنا چاہتا تھا۔

اس نے کہا: جس گھڑی تمہارے دل میں میرا خیال پیدا ہو جائے تو سمجھو خدا سے غافل ہو گئے ہو۔اب بتاؤ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۲، معانی الاخبار ص ۱۳۹، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۱۷۔

میں نے کہا: یہ بتاؤ کہ تم اب تک زاہدوں اور دنیا سے لگاؤ نہ رکھنے والوں پر بھی غالب آئے ہو؟

اس نے کہا: ہرگز نہیں، میں نے پوچھا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: جب میں نے ان پر دنیا کے ذریعہ غلبہ پانا چاہا تو انھوں نے آخرت کا رخ کرلیا اور جب آخرت کے ذریعہ انھیں بہکانا چاہا تو انھوں نے خدا کی پناہ حاصل کرلی اور میں اس معاملہ میں بے چارہ ہوگیا، یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگیا۔ [۱]

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

'الفقیر الرّاضی ناج من حبائل ابلیس والغنی واقع فی حبائله.

''اپنی قسمت پر خوش' فقیر شیطان کے جال سے نجات یافتہ اور امان میں ہے لیکن حرص و ہوس والا دولت مند (جو خدا سے راضی نہیں ہے) شیطان کے دام میں اسیر وگرفتار ہے۔'' [۲]

۱۸۹۔ ابلیس کی نصیحت: (زہد اور بے رغبتی)

ایک شیخ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں ابلیس ملعون کو برہنہ دیکھا میں نے اس سے کہا: تم کو لوگوں سے بالکل شرم وحیا نہیں آتی جو اس طرح

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۲۴۷۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۸۳۔

ننگے گھوم رہے ہو؟

اس نے کہا: ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیوں کہ اگر ان کی کوئی اہمیت ہوتی تو پھر یہ اپنے آپ کو بچّوں کے ہاتھ میں گیند کی طرح میرے حوالہ نہ کردیتے کہ جس طرح میرا دل چاہے انھیں نچاؤں۔ اس گھڑی اس نے غم زدہ آواز میں کہا: اہمیت و شخصیت والے لوگ وہ ہیں جنھوں نے مجھے بیمار اور کمزور بنادیا وہ عابد، عالم، عارف اور زاہد ہیں جن کے اندر دنیا اور لذات دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں پایا جاتا۔ [۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

''شیطان کے ہاتھوں کو کھلا نہ رہنے دو کہ وہ جو چاہے تمہارے ساتھ کرے۔'' [۲]

دوسرے جملہ میں حضرتؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''جس شخص کو دنیا دھوکہ دے اسے اپنے سے وابستہ بنالے اور اس کی مہار کو شیطان کے حوالہ کردے اور ابلیس سے وہ نزاع نہ کرے وہ پشیمان ہے۔'' [۳]

۱۔ کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۶۳۵۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۱۵۴۔

۳۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۲۸۰۔

۱۹۰۔ فضیل بن عیاض اور شیطان: (تفرقہ اور بدگوئی)

ایک دن فضیل بن عیاض کو بتایا گیا کہ فلاں شخص نے تجھے برا بھلا کہا ہے اور برائی کو تیری طرف نسبت دی ہے۔

فضیل نے کہا: خدا کی قسم جس نے اس شخص کو اس کام (میرے بارہ میں بدگوئی کرنے) پر آمادہ کیا ہے اسے غصہ دلاؤں گا اور پریشان کروں گا۔

پوچھا گیا: وہ کون ہے؟

اس نے کہا: وہ شیطان ہے۔

اس وقت فضیل نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ: پالنے والے میرے جس بھائی نے میری بدگوئی کی ہے اسے بخش دے۔

اس کے بعد فضیل نے کہا: جب میں شیطان کو غصہ دلاتا ہوں اس وقت خدا کی اطاعت میں رہتا ہوں نہ یہ کہ جس نے میری برائی کی ہے اسی کے بارہ میں گفتگو کرتا رہوں لہٰذا جب بھی شیطان کسی بندہ سے یہ چیز دیکھتا ہے تو اس ڈر سے کہ کہیں اس کا بہکانا اس بندہ کے نیک اعمال اور حسنات میں اضافہ نہ کردے اس سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ [۱]

شیطان ہر اچھے کام سے رنجیدہ ہوتا ہے کیونکہ اچھائیوں سے دور جو کچھ بُرا، ناپسند ہے وہ شیطان کی پسند ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۱۷۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵۷۔

ایاکم والفرقہ فانّ الشّاذ عن اهل الحق للشّیطان کما انّ الشّاذ من الغنم للذّئب۔

"تنہائی اور جدا ہونے سے دور رہو یقیناً جو اہل حق سے جدا ہوا ہو وہ شیطان کا نوالہ بن جاتا ہے جس طرح اپنے گلّہ سے جدا ہو جانے والا گوسفند بھیڑیئے کا شکار بن جاتا ہے۔" [۱]

حضرت علی علیہ السّلام ایک دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

ایاك والفرقہ فانّ الشّاذ من النّاس للشّیطان۔

"جدائی اور تنہائی سے دور رہو کیوں کہ یقیناً لوگوں سے جدا ہو جانے والا شیطان کا حصّہ ہوتا ہے۔" [۲]

خدا تفرقہ اور جدائی، حسد اور کینہ، کدورت اور رنجیدگی، فتنہ و آشوب، چغل خوری اور بدگوئی، نفاق اور دوروئی سے محفوظ رکھے۔

اے بھائیو! اور بہنو! تفرقہ، نفاق اور وسوسہ سے دوری اختیار کرو کیونکہ تفرقہ ایمان کے خوشہ کو اس کے پودے سے ٹڈی کی طرح جدا کر دیتا ہے۔

لہٰذا دوستو آ ؤ کینہ توزی کے بجائے ہم ایک دوسرے کے دوست بنیں ایک دوسرے کو دھمکی لکھنے کے بجائے نصیحتیں لکھیں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ بنیں۔

۱۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۳۲۶۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۳۰۵۔

۱۹۱۔ دعوت شیطان: (شک وتردّد)

ابراہیم تیمی نے کہا: شیطان، بندہ کو گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے لیکن وہ اس کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس حال میں نیک عمل انجام دیتا ہے جب شیطان بندہ کو اس طرح پاتا ہے تو اس سے دست بردار ہو جاتا اور دور بھاگتا ہے۔

دوسرے جملہ میں کہا گیا:

اگر شیطان تمہیں دوراہے پر شک وتردّد میں پائے (یعنی حق وحقیقت کی راہ اپنانے اور اعمال خیر انجام دینے میں کریں یا نہ کریں کی کشمکش میں مبتلا پائے) تو پھر اسے تم میں لالچ پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر متوجہ رہو اور دل میں شک وتردّد کی کیفیت نہ پیدا ہو تو رنجیدہ خاطر اور ملول ہو کر تمہارا دشمن بن جاتا ہے اور تم سے دور بھاگتا ہے۔[1]

استاد محمد تقی جعفریؒ کہتے ہیں: یہ خبیث خود کو جالینوس (حکیم) ظاہر کر کے تمہارے بیمار نفس کو مختلف فریب دینے والی دواؤں سے دگرگوں کر دیتا ہے اور پہلے سے زیادہ بیمار بنا دیتا ہے اور اس کے معالجہ کا وعدہ بالکل ویسا ہی وعدہ ہے جیسا کہ اس نے ابوالبشر آدمؑ سے گیہوں کے بارہ میں کیا تھا، چیخ پکار مچاتا ہے، اس کی گردن میں رسّی ڈالتا ہے کہ اس کی خواہش کے مطابق عمل کیا جائے جیسے نعل بندی کے وقت گھوڑے کے منہ میں لب بند لگاتے ہیں، اپنے مکر کے ذریعہ معمولی پتھر کو گوہر بنا کر پیش کرتا ہے، شیطان تمہارے کانوں کو ایسے پکڑتا ہے

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۱۷۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵۷۔

جیسے گھوڑے کے پکڑے جاتے ہیں اور لالچ کی راہ پر کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اپنی نعل کو تمہارے پاؤں پر مارتا ہے کہ اس کے درد سے راہ نہ چل سکو۔ تمہیں پتہ ہے شیطان کی نعل، زندگی کے دوراہے پر پایا جانے والا شک وتردّد ہے جو تمہیں حیران اور سرگرداں کیسے رہتا ہے کہ یہ کروں یا وہ کروں؟[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً شیطان تمہارا ایسا دشمن ہے جو ہمیشہ آمادہ وحاضر رہتا ہے کہ تم سے باطل وعدے کرے۔"[2]

۱۹۲۔ دل شیطان کی جگہ نہیں ہے: (ذکر خدا)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے پروردگار سے دعا کی وہ شیطان کی جگہ دکھا دے۔ خداوند عالم نے اسے دکھایا اور حضرت عیسیٰؑ نے دیکھا شیطان کہ جس کا سر سانپ کی طرح ہے اپنے سر کو آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے جس وقت بندہ ذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے تو وہ اپنا سر کھینچتا ہے اور جب وہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ کی طرح اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے۔[3]

جس گھڑی دل ذکر الٰہی کے نور سے خالی ہوتا ہے اور یاد خدا میں مشغول نہیں ہوتا تو شیطان اس قسم کے دل کا قاصد بن جاتا ہے، بہت جلد اس پر وہ ایسا قابو

۱۔ تفسیر وتحلیل ونقد مثنوی مولوی جلد ۱۱ ص ۱۴۹۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۳۰۳۔

۳۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۰، تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۵۲۶۔

پالیتا ہے کہ اسے آسانی سے دور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

لہٰذا اپنے دل کو ذکر خدا کے نور سے پُر کرو تاکہ شہوتوں کی تاریکی تم سے دور ہو جائے۔

کیونکہ دل اس کنویں کے مانند ہے جس کو گندہ پانی سے پاک کرنا مطلوب اور واجب ہے تاکہ صاف ستھرا پانی باہر آسکے لہٰذا اگر کوئی شیطان کی یاد میں مشغول ہو تو حقیقتاً اس نے خبیث و کثیف پانی کو اپنے دل میں جاری کیا ہے اور جو شخص دل میں شیطان اور خدا کے ذکر کو ایک جگہ جمع کر کے شیطان اور خدا کا ذکر کرنے والا بنے تو ایک طرف سے گندہ پانی کا نالہ دوسری طرف سے پاک و صاف اور رواں پانی کی نہر اس نے جاری کی ہے اور جو آگاہ، ہوشیار اور بینا ہو وہ گندہ پانی کے آگے بند، باندھ دیتا ہے اور دل کے کنویں کو صاف ستھرے پانی سے پُر کرتا ہے۔[۱]

ذکر خدا پاک و صاف پانی کا مجرا اور متعفن اور شیطانی سیل کے مقابلہ خداوند عالم کا مقام ہے نہ کہ شیطان کا۔

قلب سلیم ذکر الٰہی کے نور سے نورانی ہے لیکن تاریک اور سیاہ دل ذکر شیطان کی آماجگاہ ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ذکر اللہ مطردة الشّیطان۔

۱۔ احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۶۲-۶۶۱۔

خدا کا ذکر اور اس کی یاد شیطان کی دوری کا سبب ہے۔[۱]

دوسرے جملہ میں حضرتؑ فرماتے ہیں:

ذکر اللہ دعامة الایمان و عصمة من الشّیطان۔

"خدا کی یاد ایمان کا ستون اور شیطان کے شر سے حفاظت ہے۔"[۲]

ذکر اللہ راس مال کلّ مومن و ربحه السّلامة من الشّیطان۔

"خداوند عالم کی یاد مومن کا سرمایہ اور اس کا فائدہ شیطان کے شر سے سلامتی ہے۔"[۳]

حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے:

کلّما الهی عن ذکر اللہ فهو من ابلیس۔

"ہر وہ چیز جو انسان کو یاد خدا اور ذکر خدا سے غافل کر دے وہ شیطان کی طرف سے ہے۔"[۴]

۱۹۳۔ شیطان اور پانچ گدھوں کا بوجھ: (۶ بُری عادتیں)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے راستہ میں ابلیس کو پانچ باردار گدھوں کے پیچھے

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸۔
۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۰۔
۳۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۰۔
۴۔ مجموعۂ ورام جلد ۲ ص ۱۷۰۔

چلتے ہوئے دیکھا۔

آپ نے پوچھا: گدھوں پر کیا چیز لادے ہوئے ہو؟

شیطان نے کہا: تجارت کا مال جس کے خریدار کی تلاش میں ہوں۔

حضرت نے پوچھا: گدھوں پر کیا چیز ہے اور اس کے خریدار کون لوگ ہیں؟

ابلیس نے کہا: ایک گدھے پر ستم کا بوجھ ہے جس کے خریدنے والے سلاطین اور بادشاہ ہیں۔ دوسرے پر خود پسندی ہے جس کے خریدار دولت منداور صاحبان اقتدار ہیں۔ تیسرے پر حسد ہے جس کے خریدار علماء اور دانشور ہیں۔ چوتھے پر خیانت ہے جس کے طلب گار تاجر لوگ ہیں اور پانچویں پر فریب وحیلہ ہے جس کا تعلق عورتوں سے ہے۔[۱]

پیغمبر اسلامؐ اور امیر المؤمنینؑ ایک روایت میں فرماتے ہیں:

"خداوند عالم چھ طرح کے لوگوں کو چھ عادتوں کی وجہ سے بغیر کسی حساب وکتاب کے آتش جہنم میں ڈال دے گا:

۱۔ دولتمند، حکام اور سلاطین کو ان کے ظلم وجور کی وجہ سے۔

۲۔ عربوں کو جاہلیت کے تعصب کی وجہ سے۔

۳۔ تاجروں کو خیانت اور جھوٹ کی بناء پر۔[۲]

۴۔ ذمہ داروں اور اونچے لوگوں کو غرور وتکبر اور خود پسندی کی وجہ سے۔

۵۔ دیہاتیوں کو جہالت ونادانی کی خاطر۔

۱۔ مواعظ العددیہ، آیۃ اللہ مشکینی ص ۲۷۶، جامع التمثیل ص ۳۰۴۔

۲۔ مواعظ العددیہ ص ۲۹۱، منیۃ المرید شہید ثانیؒ ص ۱۵۴۔

۶۔ دانشوروں اور فقہاء کو حسد کی برائی کی بناء پر۔[۲]

۱۹۴۔ دانشوروں کے لیے شیطان کی خطرہ کی گھنٹی: (خود پسندی)

عُجب اور خود پسندی بہت بڑا گناہ ہے۔

علماء ودانشمندان کی خود پسندی جو انھیں تباہی وبربادی کی کھائی کے کگار تک پہونچا دیتی ہے کے بارہ میں شیطان کہتا ہے:

اے اولاد آدم تم جو یہ سمجھ رہے ہو کہ اپنے علم ودانش کے ذریعہ مجھ سے نجات پاگئے ہو تو یقین جانو کہ خود پسندی کی خاطر ان جانے میں تم میرے جال میں آ پھنسے ہو۔[۳]

حارث محاسبی کہتے ہیں:

علماء السُّؤ شیاطین الانس و فتنة علی النّاس۔

"دنیا کے طلب گار علماء ودانش مندان فاسد، برے اور آدمیوں میں شیاطین اور لوگوں میں فتنے ہیں۔[۴]

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے:

عذر کے ساتھ نافرمانی اور گناہ خود پسندی کے ساتھ اطاعت سے بہتر ہے۔

۱۔ وسائل جلد ۱۱ ص ۲۹۷، بحار جلد ۷۰ ص ۲۸۹، خصال جلد ۱ ص ۳۲۵۔

۲۔ مذکورہ بالا مدارک۔

۳۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۳۵۵، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۸۷۔

۴۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۹۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۵۵۳۔

کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ابلیس کو اپنی اطاعت وفرماں برداری اچھی لگی تو خدا نے اس پر لعنت بھیجی۔ آدمؑ نے خطاء کی اور کہا: خدایا مجھ سے بُرائی ہوگئی۔

خداوند عالم نے آدمؑ کے جواب میں فرمایا کہ: میں نے تجھے بخش دیا۔

لہٰذا اس بوڑھے صاحب معرفت نے کہا: میں بھی ایسی اطاعت کہ جو خود پسندی کا سبب ہے اس سے بیزار رہوں۔ ۱؎

۱۹۵۔ معصیت کا سبب: (غرور)

ایک بزرگ نے فرمایا: ہر وہ گناہ جو شہوت کی وجہ سے ہو جائے اس کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے اور جو گناہ غرور کی وجہ سے ہو اس کے بخشے جانے کی امید نہیں رکھنا چاہیئے کیوں کہ ابلیس کا گناہ غرور کی بناء پر ہوا تھا اور آدمؑ کا معاملہ شہوت کی وجہ سے تھا۔ ۲؎

استاد محمد تقی جعفریؒ کتاب تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی مولوی میں لکھتے ہیں:

آدمؑ کا معاملہ پیٹ کی وجہ سے پیش آیا لیکن شیطان کو تکبّر اور جاہ پرستی نے برباد کیا یہی وجہ ہے کہ آدمؑ توبہ میں کامیاب ہوگئے لیکن اس ابدی ملعون نے غرور دکھایا اور خدا کی طرف واپسی سے اپنے آپ کو محروم کردیا، مقام پرستی جاہ طلبی اور تکبّر کی بیماری ہڈیوں کے ٹوٹنے کی مانند ہے، عرب سرکش گھوڑے کو شیطان کیوں کہتے ہیں اس چوپایہ کو نہیں جو چراگاہ میں چرنے میں لگا ہوا ہے، کیوں کہ

۱۔ رسالۃ العلیۃ ص ۳۲۶ و ۳۳۱۔
۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۵۱۔

سرکشی جو تکبّر کا نمونہ ہے لغت میں ایسی شیطنت کے ہم معنی ہے جو لعنت کی سزاوار ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

الکبر مصیدۃ ابلیس العُظمیٰ

"غرور شیطان کا بڑا جال ہے۔" ۱؎

دوسرے جملہ میں ارشاد ہے:

ایّاک والکبر فانّه اعظم الذّنوب والأمّ العیوب وهو حلیة ابلیس

"غرور تکبّر سے دوری اختیار کرو، بے شک یہ بری عادت بہت بڑا گناہ، پست ترین عیب اور شیطان کے زیوروں میں سے ہے۔" ۲؎

۱۹۶۔ حضرت علیؑ اور حسن بصری: (کج فکری)

ان لوگوں کا گروہ جو شیطانی وسوسوں کے آگے تسلیم، اپنے دنیوی مقام و منزلت کی حفاظت کے لیے اپنے احمقانہ رفتار و کردار کے سلسلہ میں عذر و بہانہ تلاش کرتے ہیں اور اپنے شرعی اور دینی وظائف کی بجا آوری میں کوتاہی برتتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی سے فرار و گریز کر کے راہ حق و حقیقت سے منحرف ہو کر شیطانی

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۲۹۴۔
۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۹۳۔

راہ کا شکار ہوتے ہیں اس میں سے ایک زاہد نما کج فکر شخص حسن بصری ہے۔

تاریخ میں حسن بصری کا نام زیادہ ملتا ہے ان کے والد کا نام یسار ہے، جو بصرہ کے نزدیک میسار قریہ کے رہنے والے تھے۔

حسن بصری نے ۸۹ سال کی عمر پائی اور ان کا شمار آٹھ مشہور و معروف زاہدوں میں ہوتا ہے۔

انھوں نے حضرت علی علیہ السّلام سے لے کر امام محمد باقر علیہ السّلام تک کا زمانہ پایا، شیعی نقطۂ نظر کے اعتبار سے وہ ایک منحرف، زاہد نما اور کج فکر درباری آدمی تھے، منحرفین کے گروہ میں بہت محترم تھی اور انھیں روشن فکر خیال کیا جاتا تھا، جنگ جمل اور اس میں فتح حاصل ہونے کے بعد حضرتؑ ایک مقام سے گذر رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ حسن بصری وہاں وضوء کر رہے تھے آپؑ نے فرمایا: اے حسن ٹھیک سے وضوء کرو۔

حسن نے جواب دیا: اے امیرالمؤمنینؑ آپؑ نے کل (جنگ جمل میں) ایسے مسلمانوں کو قتل کیا جو خدا کی وحدانیت رسول کی رسالت کی گواہی دیتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے اور صحیح وضوء کرتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے دشمن کے مقابلہ میں میری مدد کیوں نہیں کی؟

حسن بصری نے کہا: میں نے جنگ کے پہلے دن غسل کیا، عطر لگایا اور اسلحہ اٹھایا لیکن مجھے شک گذرا کہ یہ جنگ صحیح ہے بھی یا نہیں؟

جب میں ''خریبہ'' پہونچا تو ایک آواز سنی جس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: اے حسن واپس پلٹ جاؤ کیوں کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں جہنم کے خوف سے گھر واپس آ گیا اور جنگ میں نہیں گیا۔ دوسرے دن بھی میں نے قصد کیا لیکن ایسے ہی حالات پیش آئے۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہی بات ہے جانتے ہو وہ آواز دینے والا کون تھا؟

حسن نے کہا: نہیں معلوم۔

امامؑ نے فرمایا: وہ تمہارا بھائی ابلیس تھا اور اس نے تصدیق کر دی کہ دشمن (عائشہ، طلحہ اور زبیر) کے لشکر کے قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

حسن نے کہا: اب میں سمجھا کہ دشمن قوم ہلاک ہو گئی۔ [1]

ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زہد و تقویٰ کے بارہ میں شہرت حاصل کرتے ہیں لیکن امام برحق کے حکم سے سرکشی اور روگردانی کرتے ہیں اور جنگ و جہاد کی بات درمیان میں آتی ہے تو مسلم کشی کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔

ایک دوسرے موقع پر نقل ہوا ہے کہ حسن بصری وضو کرنے میں وسواس کے شکار تھے اور پانی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ حضرتؑ نے دیکھا تو ٹوکا کہ حسن پانی زیادہ بہاتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا کہ: وہ خون جو امیرالمؤمنینؑ بہاتے ہیں وہ زیادہ ہے۔

۱۔ داستان دوستان جلد ۱ ص ۱۵۷، سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۶۲۔ سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۲ ص ۲۰۹-۲۰۸۔

حضرتؑ نے پوچھا: کیا میرے کام سے تمہیں تکلیف ہوئی ہے اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: خدا کرے ہمیشہ اس میں بسر کرو۔

حضرتؑ کی اس بددعا کے بعد پوری عمر حسن بصری رنجیدہ خاطر رہے یہاں تک کہ انھیں موت آ گئی۔ ۱؎

۱۹۷۔ ابلیس کے جرائم: (قناعت اور حبّ علیؑ)

محمد صوفی کہتے ہیں: ایک دن شیطان سے ملاقات ہوگئی. اس نے مجھ سے پوچھا:

تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں آدمؑ ابوالبشر کا بیٹا ہوں.

اس نے کہا: لاَ الٰہ الا اللہ تم عجیب جھوٹی قوم ہو کیوں کہ خدا کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو لیکن اس کی نافرمانی کرتے ہوئے گناہ کے مرتکب ہوتے ہو دوسری طرف کہتے ہو کہ ہم شیطان کے دشمن ہیں جبکہ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرتے ہو؟

میں نے اس سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں مشہور ناموں والا ہوں جس کا نقارہ بجتا ہے. میں ہابیل کا قاتل، کشتی میں نوحؑ کا ہم سفر اور ان کی قوم کو غرق کرنے والا، صالحؑ نبی کے ناقہ کو

۱۔ داستان دوستان جلد ۱ ص ۱۵۷، سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۶۲۔ سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۲ ص ۲۰۹-۲۰۸۔

پے کرنے والا ابراہیمؑ کے خلاف نمرودیوں کی آتش روشن کرنے والا، حضرت یحییٰؑ کے قتل کا منصوبہ ساز، قوم فرعون کا دریائے نیل میں غرق کرنے والا، حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ جادو اور سحر کا ایجاد کرنے والا اور قوم بنی اسرائیل کی عجلت کا مسبّب ہوں کہ فرعون سے بنی اسرائیل کے نجات پاتے ہی جب موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو میں نے انھیں عقاید حقّہ سے منحرف کر کے گوسالہ پرستی کی طرف ہنکایا۔

میں آرہ (جس سے جناب زکریاؑ کو درخت کے اندر چھپ جانے کے بعد قتل کیا گیا) کا مالک ہوں، لوگوں نے انھیں درمیان سے درخت کے ساتھ دونیم کردیا، میں ہی ہوں جس نے اصحاب فیل کو کعبہ کی طرف بھیجا، میں نے ہی جنگ احد وحنین میں دشمنان پیغمبر اسلام کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا۔ میں نے ہی سقیفہ کے شوریٰ والے دن منافقین کے دل میں بغض وحسد پیدا کیا۔

میں جنگ جمل میں عایشہ کا شتربان، کجاوہ دار اور مددگار تھا۔

میں ہی علیؑ کی جنگ صفین کی کامیابی میں رکاوٹ بنا اور جنگ کے جاری رہنے کا سبب ہوا اس وقت قرآن کو نیزوں پر بلند کیا تاکہ معاویہ کا لشکر اس جنگ میں شکست سے نجات پاجائے اور علیؑ کی فوج ہار جائے۔

میں حادثۂ کربلا کے اور اہلبیتؑ کی اسیری کے موقع پر طعنہ زنی کرنے نیز مؤمنین کے غم واندوہ کی وجہ بہت مسرور اور خوش تھا۔ میں منافقوں کا امام، اولاد آدمؑ کے اوّلین افراد کو ہلاک کرنے اور ان کے آخرین فرد کو گمراہ کرنے والا ہوں، میں ناکثین (عہد توڑنے والوں) کا راس و رئیس ہوں۔ قاسطین (دشمنان) کا سیّد وسردار اور مارقین (جاہلوں اور احمقوں) کا سایہ ہوں۔ میں

ابومرّہ، آتش سے پیدا ہوئی ایک مخلوق ہوں نہ کہ خاک سے۔
میں ہی لوگوں کے گناہوں اور معصیت کی وجہ سے خدا کو قہر وغضب پر آمادہ کرتا ہوں اور انھیں عذاب اور غضب الٰہی میں گرفتار کرتا ہوں۔

صوفی کا بیان ہے کہ میں نے شیطان سے کہا: تجھے اس خدا کی قسم جس کا تجھ پر حق ہے مجھے ایک ایسے عمل کی طرف راہنمائی کر کہ جس کے ذریعہ دنیا میں اپنے خدا کا تقرّب حاصل کروں اور آخرت میں روز قیامت کے حوادث اور گرفتاری سے امان میں رہوں۔

شیطان نے کہا: دنیا میں تم عفّت کے ساتھ کفایت شعاری کو پیشہ بناؤ اور شہوت پرستی، اور حرص وطمع سے دوری اختیار کرو تا کہ آسودہ خاطر رہو۔

اور آخرت کے حوادث سے موت کے وقت، عالم قبر اور برزخ میں نجات پانے کے لیے اپنے دل میں علی ابن ابی طالبؑ کی محبّت قرار دو اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھو خدا کی قسم ساتوں آسمانوں میں کوئی ملک مقرّب یا نبی مرسل ایسا نہیں جس نے خدا سے تقرّب ونزدیکی کے لیے علی ابن ابی طالبؑ کی محبّت کا سہارا نہ لیا ہو۔

جب یہ خبر امام صادق علیہ السّلام کو پہونچی تو آپ نے فرمایا: اس ملعون نے زبان سے علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ودوستی کا اقرار کیا لیکن دل میں اس موضوع کا انکاری تھا۔

چونکہ شیطان میں قلبی ایمان اور خضوع نہیں تھا لہٰذا علیؑ کی محبت کا اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور اگر اس میں خضوع پایا جاتا تو پھر وہ حضرت آدمؑ ابوالبشر

کو سجدہ کر لیتا۔[۱]

۱۹۸۔ شیاطین غدیر خم میں: (نفاق)

زید شحّام کہتے ہیں: قتادہ نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے آیت

ولقد صدّق علیهم ابلیس ظنّه فاتّبعوه الاّ فریقا من المؤمنین۔[۲] (سباء ۲۰)

کے معنی پوچھے آپؑ نے فرمایا:
یہ منافقین کے ایک گروہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے؛ جب آیت:

یا ایّها الرّسول بلّغ ما انزل الیك من رّبك و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته۔[۳]

نازل ہوئی اور پروردگار نے پیغمبر اسلام کو حضرت امیر المؤمنینؑ کو خلافت و امامت کے منصب پر فائز کرنے کا حکم دیا تو آں حضرتؐ نے عید غدیر کے دن حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا:

''جس جس کا میں مولا ہوں اس کے اس کے علیؑ مولا ہیں۔''

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۳

۲۔ سباء/ ۲۰، شیطان نے اپنے باطل گمان کو لوگوں کی نگاہ میں صداقت وحقیقت بنا کر پیش کیا سب نے اس کی تصدیق کی اور مختصر افراد کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔

۳۔ مائدہ/ ۶۷، اے پیغمبر جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہو چکا ہے اسے پہونچا دیجیے اگر آپ نے اسے نہ پہونچایا تو گویا کار رسالت انجام نہیں دیا۔

شیاطین نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اپنے سر وصورت پر خاک اڑاتے ہوئے ابلیس کے پاس آئے۔

ابلیس نے ان سے پوچھا: تم لوگوں نے اپنا یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟

انھوں نے کہا: کیا تمہیں نہیں پتہ کہ پیغمبر خاتمؐ نے لوگوں سے علیؑ کی امامت و خلافت کا عہد لیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نہیں سمجھ پا رہے ہیں کہ کوئی آدمی اس عہد و پیمان کی مخالفت کرے گا۔

ابلیس نے ان سے کہا: جو تم سمجھ رہے ہو وہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ آں حضرتؐ کے اطراف میں ایسے لوگ ہیں جو آخر کار اس عہد و پیمان کے برخلاف عمل پیرا ہوں گے اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ میں میرا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

چونکہ شیطان نے پیغمبرؐ کے ہاتھوں پر علیؑ کو بلند کرتے وقت منافقین کو کہتے سنا تھا کہ پیغمبر بھی لوگوں کی طرح معاذ اللہ دیوانگی کی حرکتیں کرتے ہیں اور ہویٰ و ہوس کی بناء پر نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اسی لیے اس نے شیاطین سے کہا کہ تمہارا یہ خیال کہ مسلمان اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے غلط ہے۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ کہ شیطان کی منافقین اور ان کے عقائد کے بارہ میں یہ رائے حقیقت ثابت ہوئی اور چند شیعہ افراد کے علاوہ بقیہ نے شیطان کی پیروی کی اور منافقین کی یہ عہد شکنی اس وقت سامنے آئی جب پیغمبرؐ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے اور بعد کی حکومتوں نے علیؑ کے حق کو غصب کرلیا اور آں حضرتؐ کے مقام پر خود بیٹھ گئے تھے اور لوگوں پر حکومت کر رہے تھے اس

وقت شیطان نے لباس سلطنت پہنا اپنے سپاہیوں کو اپنے اطراف میں جمع کیا اور خود منبر پر گیا اور لوگوں سے خطاب کیا: خوشی مناؤ کیوں کہ اطاعت و فرماں برداری کرنے والے کم ہیں یہاں تک قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں۔[1]

۱۹۹۔ عید غدیر میں شیطان کی نالہ و فریاد: (پیمان شکنی)

امام محمد باقر علیہ السّلام کا بیان ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید غدیر خم کے دن حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں اوپر اٹھا کر ان کے بارہ میں اپنی جانشینی اور امت کی رہبری کا اعلان کیا تو ابلیس ملعون نے ایک چیخ ماری جسے سن کر اس کے تمام حوالی موالی اس کے پاس جمع ہوگئے اور اس سے کہا:

اے میرے سیّد و سردار یہ کیسی چیخ تھی ہم نے آج تک آپ کی ایسی چیخ نہیں سنی تھی۔

ابلیس نے جواب دیا: آج کے دن خداوند عالم نے وہ کام کیا ہے کہ اگر وہ کامل ہوجائے تو کوئی شخص انحراف کا راستہ نہ اپنائے گا اور خدا کی معصیت و نافرمانی نہ کرے گا۔

شیاطین نے کہا: آپ بہت چالاک ہیں جس طرح حضرت آدمؑ کے سلسلہ میں اپنی چالاکی سے کام لیا ویسے ہی اس معاملہ میں بھی کوئی راہ آپ نکال لیں گے۔

جب منافقین نے حضرت علیؑ کی امامت و خلافت کے بارہ میں اپنا اختلاف

۱۔ تفسیر جامع جلد ۵ ص ۲۱۱، تفسیر قمی جلد ۲ ص ۱۷۶، بحار الانوار جلد ۳۷ ص ۱۶۹۔

ظاہر کیا اور یہ کہہ دیا کہ: پیغمبرؐ معاذ اللہ ہوا و ہوس کی بناء پر گفتگو کر رہے ہیں جیسا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا: دیکھ نہیں رہے ہو کہ پیغمبرؐ کی آنکھیں اطراف میں گھوم رہی ہیں (معاذ اللہ) وہ دیوانہ ہیں اس وقت شیطان نے دوبارہ چیخ ماری لیکن اس کی اس مرتبہ کی چیخ خوشی کی چیخ تھی۔ جب سارے شیاطین جمع ہو گئے تو اس نے ان سب سے خطاب کر کے کہا:

یقیناً تم جانتے تھے کہ میں پہلے سے اس کا توڑ جانتا تھا اور آدمؑ ابوالبشر کے ساتھ میں نے کیا کیا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں!

شیطان نے کہا: یہ جان لو کہ آدمؑ ابوالبشر نے خدا سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑا ہے اور درخت ممنوعہ سے کھالیا ہے لیکن انھوں نے کفر نہیں کیا تھا لیکن ان منافقوں نے پیمان شکنی بھی کی ہے اور پیغمبرؐ کا انکار بھی کیا ہے۔

لہٰذا جس وقت پیغمبرؐ نے اس دنیا سے رحلت کی اور لوگوں نے ان کی جگہ پر علیؑ کے علاوہ دوسرے کو بٹھایا، اس کے سر پر خلافت کا تاج سجایا، اسے منبر پر بٹھایا تو شیطان نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر کے کہا خوشی مناؤ کیوں کہ اب ظہور امام زمانہؑ تک خدا کی جیسی اطاعت و فرماں برداری ہونی چاہیئے نہیں ہوگی۔[۱]

دشمنِ خدا شیطان نے چار مرتبہ نالہ و فریاد کی ہے:

۱۔ جس دن خدا کی لعنت کا مستحق قرار پایا اور بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا۔
۲۔ جس دن زمین پر پھینکا گیا۔

۱۔ روضہ کافی حدیث ۵۴۲، داستان ہائے صاحب دلان جلد ۱ ص ۴۱۔ منقول از نور الثقلین جلد ۵ ص ۱۴۷۔

۳۔ جس دن پیغمبر اسلام کو خداوند عالم نے مبعوث بہ رسالت کیا۔
۴۔ عید غدیر کے دن جب نبیؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی خلافت و امامت کے منصب پر فائز کیا۔[۱]

۲۰۰۔ غدیر خم میں شیطان کی سازش: (علیؑ کے شیعہ اور محبّ)

عید غدیر کے دن جب پیغمبر اسلامؐ نے حضرت امیر المؤمنینؑ کو ولایت و خلافت کے منصب پر فائز کیا تو شیطان نے ایک زبردست چیخ ماری جس سے تمام شیاطین جمع ہو گئے اور انھوں نے استفسار کیا کہ میرے سیّد و سردار کیا ہوا؟

شیطان نے کہا: وائے ہو تم پر آج کا دن حضرت عیسیٰؑ کی ولادت جیسا ہے۔ خدا کی قسم میں لوگوں کو علیؑ کے بارہ میں گمراہ کروں گا۔

خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی:

ولقد صدّق علیھم ابلیس ظنّہ فاتّبعوہ الاّ فریقا من المؤمنین۔

(سبا/۲۰)

اوران پر ابلیس نے اپنے گمان کو سچّا کر دکھایا تو مؤمنین کے ایک گروہ کو چھوڑ کر سب نے اس کا اتباع کرلیا۔

دوسری مرتبہ شیطان نے پھر چیخ ماری جب شیاطین جمع ہو گئے تو ان سے کہا: وائے ہو تم پر خداوند عالم نے میری باتوں کو قرآن میں نقل کر دیا۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱۔

اس کے بعد کہا: پروردگار کے عزّت وجلال کی قسم میں ان کم تعداد مؤمنین کو تمام لوگوں کے ساتھ ملحق کردوں گا۔

جس وقت آیۂ:

انّ عبادی لیس لك علیهم سلطان۔

(اسریٰ/ ٦٥)

"تو ہرگز میرے خاص بندوں پر مسلط نہ ہو سکے گا۔"

نازل ہوئی تو شیطان کی فریاد بلند ہوئی اور شیاطین جمع ہو گئے کہ کیا بات ہے؟

شیطان نے کہا: میری چیخ علؑی کے چاہنے والوں کی وجہ سے ہے لیکن اپنے پروردگار کی قسم میں گناہوں کو ان کے لیے سجاؤں گا تا کہ وہ غضب الٰہی کا نشانہ بنیں۔ اس کے بعد امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"اس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو حق وحقیقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے گوشت کے ٹکڑے پر جس طرح مکھیاں بیٹھی ہیں اس سے زیادہ مؤمنین کے گرد دیؤ عفریت اور شیاطین منڈلاتے ہیں لیکن مؤمن بلند و بالا پہاڑوں سے سخت ہوتا ہے جو طوفان بلا کا مقابلہ کرتا ہے اور اسے جنبش تک نہیں ہوتی۔[۱]

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۲۳، بحار الانوار جلد ٦٠ ص ۲۵٦۔

۲۰۱۔ معراج کا ایک واقعہ: (شیطان اور سچّے شیعہ)

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس رات میں معراج پر گیا تھا تو میں نے آسمان سے زمین پر ایک سرخ رنگ کا بقعہ (جگہ) دیکھا جس کا رنگ زعفران سے بہتر اور بوُ مشک سے اعلیٰ تھی اور اس جگہ ایک بوڑھے کو لمبے لباس میں اونچی ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے اس بقعہ اور جگہ کے بارہ میں پوچھا تو انھوں نے کہا: یہ آپؐ کی امّت اور آپ کے وصی علی ابن ابی طالب علیہما السّلام کے شیعہ ہیں۔

میں نے پوچھا: یہ بوڑھا کون ہے؟

جواب ملا: یہ ابلیس ہے۔

میں نے کہا: یہ یہاں کیا کر رہا ہے اور میرے شیعوں سے اسے کیا لینا دینا؟

جبرئیلؑ نے کہا: یہ آپؐ کے شیعوں کو ولایت علؑی سے دور کر کے فسق و فجور میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

میں نے کہا: مجھے فوراً اس بقعہ کی طرف لے چلو، جبرئیلؑ نے برق رفتاری سے مجھے پہونچا دیا جب میں اس ملعون کے پاس پہونچا تو میں نے اس سے کہا: "قُم یا ملعون" اے لعنتی یہاں سے اٹھ اور دور ہو جا۔ کہ تو پروردگار کی بارگاہ سے نکالا ہوا ہے اور تو ابدی لعنت کا سزاوار ہے۔ یہ جان لے کہ کبھی میری امت کے سچّوں اور علؑی کے حقیقی شیعوں پر تجھ کو تسلّط حاصل نہ ہوگا۔ اس وقت سے اس

سرزمین کا نام قُم ۱ پڑ گیا۔ ۲

۲۰۲۔ شیطان کی بیعت: (دین میں تفرقہ)

سلیم بن قیس ہلالی سے منقول ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے سلمان فارسیؓ سے پوچھا: تمہیں پتہ ہے کہ سب سے پہلے رسول خداؐ کے منبر پر چڑھ کر ابوبکر کی بیعت کس نے کی تھی؟

سلمانؓ نے کہا: میں نہیں پہچانتا۔ لیکن پہلی مرتبہ جب ابوبکر منبر پر گئے تو ایک بوڑھے نے کہ جو عصا پر تکیہ کیے ہوئے تھا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا گٹھا تھا جلدی سے منبر پر گیا وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

خدا کا شکر کہ اس نے تمہیں اس مقام پر دیکھنے سے پہلے مجھے اس دنیا سے نہیں اٹھایا۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں بیعت کروں، ابوبکر نے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس بوڑھے نے بیعت کی، پھر منبر سے اترا اور مسجد سے باہر چلا گیا۔

حضرتؑ نے پوچھا: سلمان جانتے ہو وہ کون تھا؟

سلمان نے کہا: میں نے اسے نہیں پہچانا لیکن اس کی بات مجھے بہت بری لگی کیوں کہ اس کی گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ وہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے خوش ہے۔

۱۔ قم ایران کے ایک مقدس شہر کا نام ہے جو دینی مرکز ہے اور اس میں امام کاظم علیہ السلام کی صاحب زادی حضرت معصومہؑ کا مزار ہے۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۸۔

حضرتؑ نے فرمایا: وہ ابلیس تھا۔

کیوں کہ ابلیس اور اس کے حوالی موالی غدیرخم کے دن (جب رسول خداؐ نے مجھے ولایت و امامت کے عہدہ پر منصوب کیا تھا) موجود تھے۔ اس موقع پر شیاطین باہم باتیں کر رہے تھے کہ: یہ امّت اب رحمت الٰہی کی سزاوار بن گئی ہے اب اس کے بعد ان پر ہمارا بس نہ چلے گا کیوں کہ پیغمبرؐ نے ان کے لیے امام اور پیشوا مہیا کر دیا ہے۔

ابلیس اس واقعہ سے بہت مایوس ہوا۔ کچھ دنوں بعد حضرت رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا:

اے علیؑ میرے منبر پر سب سے پہلے ابوبکر کی بیعت ابلیس کرے گا جو ایک بوڑھے کی شکل میں ہوگا اور بیعت کے بعد شیاطین کو اپنے گرد جمع کرے گا شیاطین اس پر سجدہ کریں گے اور شیطان ان سے کہے گا: یہ جو تم نے سوچ لیا تھا کہ اس امّت کی گمراہی کا اب کوئی راستہ نہیں ہے غلط تھا۔

تم نے دیکھ لیا کہ میں نے ان سے اور ان کی امّت سے کیا سلوک کیا میں نے وہ حرکت کی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے انحراف کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں جس کی اطاعت کا حکم رسول خداؐ نے انھیں دیا تھا۔ ۱

خداوند عالم نے اسی سلسلہ میں آیت نازل فرمائی:

ولقد صدّق علیھم ابلیس ظنّہ فاتّبعوہ الاّ فریقا من

۱۔ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، مناقب اہل بیت جلد ۱ ص ۱۲۹، روضہ کافی حدیث ۵۴۱، اثبات الہداۃ جلد ۱ ص ۵۳، ۴۵۳، جلد ۲ ص ۲۷۔

المؤمنین۔[1]

(سبا/۲۰)

شیطان نے اپنے باطل گمان کو لوگوں کی نگاہ میں سچائی اور حقیقت کے عنوان سے پیش کیا تھوڑے سے مؤمنین کے علاوہ بقیہ سب نے اس کی تصدیق کی۔

علی بن ابراہیم قمیؒ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا: اس آیۂ کریمہ

و قال الّذین کفروا ربّنا ارنا الّذین اضلاّنا من الجنّ والانس نجعلهما تحت اقدامنا لیکو نامن الاسفلین۔

(فصلت/۲۹)

میں جن سے مراد شیطان ہے۔

کیونکہ وہ کفار کو پیغمبر اسلامؐ کے قتل کی ترغیب دیتا تھا اور آپؐ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے اس نے ابوبکر کی بیعت کی اور آیت میں لفظ انس سے دوسرے صاحب مراد ہیں۔[2]

۱۔ اور کفار یہ فریاد کریں گے کہ پروردگار ہمیں جنّات و انسان کے ان لوگوں کو دکھلا دے جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انھیں اپنے قدموں کے نیچے قرار دے دیں اور اس طرح وہ پست لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

۲۔ تفسیر قمی جلد ۲ ص ۲۳۷، تفسیر جامع جلد ۶ ص ۱۶۸۔

۲۰۳۔ آخرت کا عذاب: (ستم گر اور منافقین)

روز قیامت حساب و کتاب کے موقع پر شیطان کو ستر (۷۰) قسم کی زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا۔ اسی موقع پر ایک اور شخص کو بھی زنجیروں میں گرفتار کر کے لایا جائے گا جسے دیکھ کر شیطان پوچھے گا تمام لوگوں کو تو میں نے گمراہ کیا ہے آخر اس شخص نے کیا کیا ہے جو اسے اس طرح کے عذاب کا سامنا ہے؟

فرشتے کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام کے حق میں 'ظلم و ستم' کیے ہیں اور ان کے حق کو غصب کیا ہے۔

شیطان اس کے قریب جائے گا اور پوچھے گا تم نے علیؑ کے بارہ میں کیونکر ظلم کیا کیا تمہیں میرے حالات نہیں پتہ تھے کہ جب خدا نے مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن میں نے اس کے حکم کی نافرمانی کی اور اس کے نتیجہ میں خدا کے جوار سے مجھے نکال باہر کیا گیا۔ اس وقت میں نے خدا سے خواہش کی کہ وہ مجھے اولاد آدم پر مسلّط کرے خاص کر محمدؐ و آل محمدؐ، علیؑ اور ان کے شیعوں پر۔ لیکن جواب ملا اے شیطان تو میرے خاص اور خالص بندوں پر تسلّط پیدا نہ کر پائے گا سوائے ان ظالموں کے جو تیری پیروی کریں لہٰذا اس وقت تک میں محمدؐ، علیؑ اور ان کی اولاد کے مقام و درجہ سے واقف نہیں تھا۔

اب بتاؤ تمہارے نفس نے کیونکر علی علیہ السّلام پر ظلم کرنے کی جرأت کی؟

وہ شخص شیطان کے جواب میں کہے گا:

تو نے مجھے آنحضرتؐ کے حق میں ظلم کرنے اور ان کا حق غصب کرنے کا حکم

دیا تھا۔

شیطان اسے جواب دے گا: خدا نے تجھے حق وحقانیت کی طرف بلایا، درستی اور راستی کی طرف دعوت دی، روز قیامت، حشر، حساب کتاب، جزا اور سزا برحق ہے یہ ساری باتیں بتائیں اور میں نے کہا: معاد و قیامت، حساب و کتاب اور بہشت و دوزخ یہ سب جھوٹ ہے اور اگر تم نے کفر کیا یا گناہ کے مرتکب ہوئے تو میں تمھیں خدا کے عذاب و عقاب سے نجات دلاؤں گا اور تمھیں یونہی بے سہارا نہیں چھوڑوں گا، میں نے تم کو اس جھوٹے وعدہ پر امید دلائی لیکن اپنے دعوے پر میرے پاس کوئی دلیل یا برہان نہیں تھی اور کبھی تم پر میرا تسلّط نہیں تھا اور نہ کبھی میں نے تمھیں مجبور کیا کہ ضرور میری پیروی کرو میرا کام تو صرف وسوسہ کرنا تھا، میں نے جھوٹا وعدہ کیا تھا لیکن تم میرے جھوٹے وعدہ میں آئے کیسے تم نے خدا کے مقابلہ میں میری دعوت کو کیوں ترجیح دیا؟ لہٰذا تم مجھ پر ملامت نہ کرو بلکہ اپنے سرکش نفس کو سرزنش کرو کیوں کہ تم نے اپنے پروردگار کے سیدھے اور صحیح فرمان کو چھوڑ کر بغیر کسی وجہ کے اپنی حد سے تجاوز کیا اور اس کی اطاعت ترک کی۔ اور میرے جھوٹی، بے دلیل غلط باتوں میں آگئے اور نتیجتاً آج نہ میں تمہاری فریاد کو پہونچ سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہونچ سکتے ہو۔ کیونکہ ہم دونوں اپنے اپنے جرم و معصیت میں گرفتار ہیں اور یہ جان لو کہ روز حساب و کتاب اور سزا و جزا کا دن ہے اور ظالموں کے لیے آج شدید کیفر و عذاب اور دردناک سزا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ [1]

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۴۰، سورۂ ابراہیم آیہ ۲۸-۲۶۔

سلیم بن قیس ہلالی، سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو ابلیس کو آگ کی ایک مہار لگا کر لایا جائے گا اور ایک شخص کو آگ کی دو مہاریں لگا کر لایا جائے گا۔ ابلیس اس کے قریب جائے گا اور نعرہ مارے گا اور طعنہ دیتے ہوئے کنایۃً کہے گا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو کون ہے؟ ارے میں نے تو اوّلین و آخرین کو گمراہ اور گرفتار کیا ہے تو مجھے ایک مہار لگائی گئی ہے لیکن تمہارے لیے دو مہار استعمال کی گئی ہے؟

وہ شخص جواب دے گا: میں وہ ہوں جسے تو نے حکم دیا اور میں نے تیری اطاعت کی اور خدا نے حکم دیا اور میں نے نافرمانی اور سرکشی کی۔ [1]

یہ شخص اور اس جیسے دوسرے لوگ خاندان اہل بیتؑ عصمت وطہارت کے حق خلافت کے غاصب ہیں۔

۲۰۴۔ علیؑ کی شیطان سے جنگ: (حرام زادہ)

امام رضا علیہ السلام اپنی آباء طاہرینؑ سے اور وہ بزرگان حضرت علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:

ایک دن میں کعبہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس وقت حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک بڑے بوڑھے کو دیکھا جس کی پلکیں اور ابرو تک سفید ہوگئی تھیں اور وہ آنکھوں پر لٹک آئی تھیں۔ ہاتھوں میں عصا لیے ہوئے تھا سرخ رنگ کی ٹوپی سر پر رکھے ہوئے تھا

۱۔ اسرار آل محمد سلیم بن قیس ہلالی ص ۴۵۔

اور اونی لباس پہنے تھا۔ پیغمبرؐ کے قریب آیا اور اس نے کہا: یا رسولؐ اللہ خدا سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا:

"اے بوڑھے تیری سعی و کوشش بے ثمر اور تیرا عمل رائگاں اور بے فائدہ ہے۔"

جب وہ بوڑھا آنحضرتؐ سے دور ہوگیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا:

"اے ابوالحسن تم نے اسے پہچانا؟

میں نے عرض کی: نہیں میں نے نہیں پہچانا۔

حضرتؐ نے فرمایا: وہ شیطان ملعون تھا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

"میں اس کے پیچھے دوڑا اور اس کے پاس پہونچ کر اسے پٹخ دیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوگیا اور اس کا گلا دبانے لگا۔"

شیطان نے کہا:

اے ابوالحسنؑ یہ نہ کرو کیوں کہ مجھے روز معلوم تک کی مہلت دی گئی ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا: یا علیؑ خدا کی قسم میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور تم سے کوئی دشمنی نہیں کرتا سوائے والدالزنا کے۔

حضرتؑ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کے سینہ سے اتر آئے۔[1]

۱۔ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۷۲ باب ۳۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۵۔

۲۰۵۔ حضرت علیؑ کی شیطان سے جنگ: (دشمن علیؑ)

جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں ہم منیٰ میں حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا ایک شخص تضرع و زاری کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں مناجات کر رہا ہے۔ کبھی رکوع میں جاتا ہے اور کبھی سجدہ میں جاتا ہے اور انتہائی اطمینان اور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ شخص کتنی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔

حضرتؐ نے فرمایا:

"یہ شیطان ہے جس نے تمہارے باپ آدمؑ ابوالبشر کو جنت سے نکالا ہے۔"

حضرت امیرؑ نے یہ سنتے ہی اس کے پاس جا کر اسے اٹھا کر زمین پر اس طرح پٹخا کہ لگا اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس کر ٹوٹ گئیں۔

اس کے بعد فرمایا:

"انشاء اللہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔"

شیطان نے کہا:

مجھے نہ مارو کیوں کہ خداوند عالم نے مجھے وقت معلوم تک مہلت دی ہے۔

اس کے بعد کہا:

آپ مجھے کیوں مار رہے ہیں خدا کی قسم کوئی شخص آپ سے دشمنی نہیں کرتا مگر یہ کہ میں اس کے نطفہ میں شریک ہوں اور حقیقت میں آپ کے دشمنوں کے

اموال اوران کی اولاد میں میری شرکت ہے جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

"وشارکھم فی الاموال والاولاد"

(اسراء/۶۴)

"شیطان تمہارے اموال اور اولاد میں شرکت کر کے شریک بن جاتا ہے، ہوشیار رہو۔"[۱]

ایک روایت میں رسول اسلامؐ امیر المؤمنینؑ سے فرماتے ہیں:

"اے علیؑ تین گروہ کے علاوہ کوئی اور تم سے اور تمہاری اولاد (ائمہ طاہرینؑ) سے دشمنی نہیں کرسکتا: ۱۔ ولدالزّنا، ۲۔ منافق، ۳۔ جس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔"[۲]

۲۰۶۔ علیؑ کو شیطان کی خوش خبریاں: (اہل بیتؑ کے دوست اور دشمن)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت رسول اکرمؐ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اے علیؑ فلاں محلہ جاؤ وہاں ایک دروازہ پر ایک شخص کو کھڑے دیکھو گے

حضرتؑ اس محلہ میں وارد ہوئے اور ایک بوڑھے کو ایک دروازہ پر کھڑا دیکھا۔

اس بوڑھے نے حضرتؑ کو دیکھتے ہی پوچھا: تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو اور مقصد کیا ہے؟

حضرتؑ نے جواب دیا: میں رسول اللہ کی طرف سے آیا ہوں؟

۱و۲۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۷۱ باب ۱۲۰۔

بوڑھے نے کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

حضرتؑ نے فرمایا: میرے خیال میں تو ہی شیطان ملعون ہے۔

شیطان نے کہا: مجھ سے کشتی لڑو گے؟

حضرتؑ نے منظور کیا اور شیطان سے مقابلہ کر کے اسے زمین پر گرادیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔

شیطان نے کہا: اٹھ جاؤ تو تمہیں ایک خوش خبری سناؤں۔

حضرتؑ اٹھے اور فرمایا: بتاؤ تمہاری خوش خبری کیا ہے؟

شیطان نے کہا: قیامت کے دن آپؑ کے بیٹے امام حسنؑ عرش خدا کے داہنی طرف اور امام حسینؑ بائیں طرف کھڑے ہوں گے تاکہ وہ آپؑ کے شیعوں کو آتش جہنم سے نجات دیں۔

دوسری مرتبہ پھر دونوں نے کشتی لڑی اور اس بار بھی حضرتؑ شیطان کو زمین پر پٹخنے کے بعد اس کے سینہ پر سوار ہوگئے۔

شیطان نے کہا: نیچے اترو تو ایک اور خوش خبری سناؤں۔

حضرتؑ اٹھ گئے اور بولے سناؤ؟

شیطان نے کہا: جس وقت خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا اور عالم ذر میں ان کی اولاد کو خلق فرمایا تو تمام بنی آدم سے نبی اکرمؐ اور تمہاری دوستی اور اطاعت وفرماں برداری کا عہد و پیمان لیا اور میں ان میں سے تمہارے دوست و دشمن کو پہچانتا ہوں۔

تیسری مرتبہ مقابلہ ہوا حضرتؑ اسے زمین پر پٹخنے کے بعد پھر سینے پر سوار ہو گئے۔

شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایک اور بشارت سناؤں۔

حضرتؑ نے کہا: اے ملعون بتاوہ کون سی بشارت ہے؟

شیطان نے کہا: اے ابوطالبؑ کے فرزند خدا کی قسم کوئی شخص تم سے دشمنی نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے مال اور اس کے نطفہ میں میں شریک و سہیم ہوں تاکہ اسے راہ راست سے بہکا کر آتش جہنم میں جلنے کے لیے پہونچا دوں۔

کیا نے آپ نے قرآن میں خداوند عالم کا یہ ارشاد گرامی ملاحظہ نہیں فرمایا:

"و شارکھم فی الاموال والاولاد۔"

(اسراء/ ۶۴)

حضرتؑ نے فرمایا: تو پھر تو ان کے اموال اور ان کی اولاد میں شریک رہ۔ [۱]

۲۰۷۔ حضرت علیؑ کی شیطان سے گفتگو: (دشمنان اہل بیتؑ)

انس بن مالک کہتے ہیں ایک دن پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علیؑ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک بوڑھا آیا اور اس نے رسول اللہؐ کو سلام کیا اور واپس چلا گیا۔

حضرتؐ نے پوچھا: اے علیؑ تم نے اس بوڑھے کو پہچانا؟

۱۔ بحار الانوار جلد ۳۹ ص ۱۷۸۔

علیؑ نے عرض کی: نہیں اے خدا کے رسولؐ میں نے اسے نہیں پہچانا۔ وہ کون تھا؟

حضرتؐ نے فرمایا: وہ شیطان ملعون تھا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ اگر مجھے معلوم ہوتا اور آپؐ کی اجازت ہوتی تو اسے اپنی شمشیر کے گھاٹ اتار دیتا کہ آپ کی امت اس کے شر سے نجات پا جاتی، یہ بات شیطان کے کان میں پہونچی تو وہ پلٹ آیا اور اس نے کہا: اے ابوالحسنؑ مجھ پر جفا نہ کرو کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے۔

وشارکھم فی الاموال والاولاد۔

(اسراء/ ۶۴)

ان لوگوں کے اموال اور اولاد میں شریک ہو، تو خدا کی قسم میں ہرگز آپؐ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے نطفہ میں شریک نہیں ہوتا بلکہ میں اس کے نطفہ میں شریک و سہیم ہوتا ہوں جو آپؐ سے یا آپؐ کی اولاد سے دشمنی کرے۔ [۱]

۲۰۸۔ اولاد کے نطفہ اور مال میں شیطان کی شرکت: (مال حرام)

انسان کے مال اور اولاد میں شیطان کی شرکت کا ایک اور راستہ فرزند کے نطفہ اور حرام مال کے ذریعہ ہے۔ جو مال حرام راستے مثلاً سود، چوری، جوا اور معاملات میں ملاوٹ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے یا یہ کہ حکم شرعی کو نظر انداز کر کے خدا کے واجب کیے ہوئے حقوق کی عدم ادائیگی مثلاً خمس و زکات اور فطرہ وغیرہ کا

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۱۶، جلد ۳۹ ص ۱۶۶، جلد ۱۸ ص ۸۸۔

ادا نہ کرنا۔

اولاد میں شیطان کی شرکت کے بارہ میں اہل بیت اطہار علیہم السّلام سے منقول روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی زوجہ سے ہم بستری بھی بعض اوقات حرام ہوتی ہے مثلاً حالت حیض میں نزدیکی۔ یا اجنبی خواتین سے جنسی رابطہ، پیدا ہونے والے بچہ کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کا سبب بنتا ہے اور ایسا بچہ یقیناً خود اپنے خاندان اور سماج کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے شیطان کی شرکت کے معنی پوچھے کہ خداوند عالم اس آیت کریمہ میں: وشارکھم فی الاموال والاولاد "شیطان، لوگوں کے اموال اور اولاد میں شریک ہوتا ہے" کے معنی پوچھے کہ اس سے کیا مراد ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"ہر چیز جو مال حرام سے فراہم ہو شیطان اس میں شریک ہوتا ہے اور شیطان آدمی کے نطفہ میں بھی شرکت کرتا ہے۔ زنا کے ذریعہ پیدا ہونے والے بچہ میں اور زوجہ سے اسلامی قوانین کے خلاف جنسی رابطہ کرنے سے بچہ میں شیطان شریک ہوتا ہے۔" ۱؎

یعنی اگر نطفہ حرام ہو تو وہ بچہ والد الزنا ہے اور شیطان اس میں شریک ہے، یا یہ کہ نطفہ تو حلال ہے لیکن اس کی آمادگی میں مال حرام شامل ہے مال حرام سے تغذیہ ہوا ہے اس کا گوشت پوست خون اور ہڈی حرام سے روئیدہ اور مستحکم ہوئی

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۹۹۔

ہے اور اس حال میں اس نے اپنی زوجہ سے ہم بستری کی اور نطفہ ٹھہر گیا تو اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے اس لیے کہ ہر وہ چیز کہ جس کا تعلق حرام سے ہو شیطان اس میں شریک وسہیم ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں کہ جس کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں شیطان اس راستہ سے شریک ہو جاتا ہے جیسا کہ معاملات، تجارت اور شادی بیاہ کے احکام میں اشارہ کیا گیا ہے مثال کے طور پر شادی کے احکام میں تاکید کی گئی ہے کہ حالت حیض میں عورتوں سے دوری اختیار کی جائے کیونکہ اس حالت میں نطفہ کے انعقاد کی صورت میں اس بچہ میں شیطان کی شرکت ہوگی۔ ۱؎

یا یہ کہ بہت سی روایتوں میں ذکر ہوا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ اپنے بچہ میں شیطان کی شرکت سے بچنے کے لیے یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ و یتعوّذ باللہ من الشّیطان۔

"خدا کے نام سے، میں شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔" ۲؎

ایک کلّی نتیجہ یہ نکالا جا سکتا ہے کہ کسی کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کی پہچان اس آدمی کی اہل بیتؑ دشمنی سے کی جا سکتی ہے۔ ۳؎

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۵۶۷ باب ۴۴۔

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۹۶۔

۳۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۵۶۸ باب ۴۴۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کسی شخص کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کی شناخت کا معیار ہم اہل بیتؑ پیغمبر کی دوستی اور دشمنی ہے۔" [۱]

اور مال حرام کے انسانی جسم وجان پر اثرات کے بارہ میں امام حسین علیہ السلام کربلا کے میدان میں اپنے ایک خطبہ میں اشارہ فرماتے ہیں اور کوفہ والوں کی مخالفت کا راز بیان فرماتے ہیں:

قد انخزلت عطيّاتكم من الحرام و ملئت بطونكم من الحرام فطبع الله علىٰ قلوبكم.

"جو مال حرام تمہارے ہاتھ لگا ہے حرام غذائیں اور لقمے جو تمہارے شکموں میں جمع ہیں اس کی وجہ سے خداوند عالم نے تمہارے دلوں پر مہر لگادی ہے۔"

دوسرے لفظوں میں امام حسین علیہ السلام فرمانا چاہتے ہیں:

"گذشتہ برسوں میں میدان جنگ میں میرے بابا علی مرتضیٰ کو شکست دینے کی سازشوں اور میرے برادر بزرگوار امام حسن مجتبیٰ کو گوشہ نشین کرانے اور انھیں میدان سیاست وخلافت سے دور کرنے کے لیے کثرت سے حرام مال معاویہ کی طرف سے تم کوفہ والوں کو تحفہ اور ہدیہ کے عنوان سے دیا گیا ہے اور تمہارے پیٹ حرام غذاؤں

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۹۷۔

سے بھرے ہیں اور ان ہی حرام غذاؤں کی وجہ سے تمہارے دل سیاہ، تمہاری آنکھیں اندھی اور تمہارے کان بہرے ہوگئے ہیں۔" [۱]

ہاں کیوں نہ ہو یہ باتیں انسان کے مال اور اولاد میں شیطان کی شرکت کا پتہ دیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت علیؑ ایک خط کے ذیل میں معاویہ کو لکھتے ہیں:

"یقیناً تو ناز ونعمت (مال حرام وغیرہ) میں اس طرح غرق ہوگیا ہے کہ شیطان نے تیرے دل میں اپنی جگہ بنالی اور گھر کرلیا ہے اور وہ خون کی طرح تیری رگوں میں گردش کررہا ہے۔" [۲]

۲۰۹۔ شیطان کی شرکت کی علامتیں: (فحش، زنا، سودخوری، بے دینی)

اسلامی آثار میں بہت سے ایسے موارد ذکر ہوئے ہیں جو انسان میں شیطان کی شرکت کا پتہ دیتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر کسی آدمی کو اس بات کی پروا نہ ہو کہ وہ کس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے اور کوئی دوسرا اس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کی شرست میں شریک وسہیم ہے۔"

جو شخص لوگوں کے سامنے کھلم کھلاّ گناہ کرتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا

۱۔ سیرۃ امام حسین علیہ السلام ص ۲۰۵۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۱۵۴، نہج البلاغہ فیض، نامہ ۱۰۔

شیطان اس کی شرست میں شریک ہے۔ ۱؎

جو شخص اپنے کسی مومن بھائی کی غیبت، تہمت، بہتان، چغل خوری، جھوٹ یا بدگوئی میں مبتلا ہے شیطان اس میں شریک ہے۔

جو شخص زنا اور فعل حرام کی طرف رغبت رکھتا ہو شیطان اس میں شریک ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

"زنا والی اولاد کی کئی پہچان ہے۔"

۱۔ خاندان پیغمبرؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔

۲۔ زنا سے اسے بہت رغبت ہوتی ہے۔

۳۔ دین و مذہب کو ہلکا اور چھوٹا سمجھتا ہے۔

۴۔ لوگوں سے بدزبانی کرتا اور فحش دیتا ہے۔ اور کوئی شخص لوگوں کے بارہ میں نیز اپنے مومن بھائی کے سلسلہ میں بدزبانی نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اولاد زنا ہو یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔ ۲؎

مال اور حرام اموال کے سلسلہ میں زیادہ مطالب ہیں جس کا ایک شعبہ سود خوری ہے۔ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

آکل الرّبا لا یخرج من الدّنیا حتیٰ یتخبّطه الشّیطان۔

"سود خوار دنیا سے نہیں اٹھتا مگر یہ کہ وہ شیطانی جنون میں مبتلا ہو کر

۱۔ تفسیر صافی جلد ۳ ص ۲۰۳، بحار جلد ۶۰ ص ۲۰۷، اصول کافی جلد ۴ ص ۱۴۔

۲۔ خصال جلد ۱ ص ۲۱۶، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵، بحار جلد ۷۰ ص ۳۵۶۔

مرتا ہے۔" ۱؎

استاد محمد تقی جعفری تفسیر نہج البلاغہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اموال اولاد اور دوسرے تمام معاملات میں شیطان کی شرکت محسوس اور دکھائی دینے والی کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ مراد کسی ہدف، وسیلہ اور دوسرے انسانی فکری تحریک نیز رفتار اور گفتار میں اس کی ایسی شرکت ہے، جس طرح نفس حیوانی جبلت، وسایل کے انتخاب اور دوسرے تمام معاملات میں دخالت رکھتا ہے اور ان تمام معاملات میں جہاں شیطان شریک ہوتا ہے آدمی کی شرکت کا تناسب اتنا کم ہو جاتا ہے کہ گویا اس آدمی کی باگ ڈور شیطان اور ہویٰ و ہوس کے ہاتھ میں آجاتی ہے اور انسان اتنا تباہ کار بن جاتا ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ۲؎

۲۱۰: شیطان عالم برزخ میں: (انسان کا ہم زاد و ہم راہی)

جیسا کہ آیۃ شریفہ میں اولاد آدم کے اموال و اولاد میں شرکت کی بات کہی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان، انسان کا ہم زاد اور اس کا شریک ہے، اس سلسلہ میں کتاب "سیاحت غرب" میں بہت دلچسپ واقعہ عالم برزخ میں انسان اور شیطان کے تعلّق سے نقل ہوا ہے۔

بعض روایات کی بناء پر ابلیس نے درگاہ الٰہی سے نکالے جانے کے بعد خدا

۱۔ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۴۸، وسائل جلد ۱۲ ص ۴۲۸، تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۲۷۲۔

۲۔ ترجمہ و تفسیر نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۵۷۔

سے کئی تقاضے کیے جن میں سے ایک یہ تھا کہ ایک آدمی کی ولادت کے مقابلہ میں شیطان کے یہاں بھی ایک بچہ پیدا ہو جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہے لہٰذا ہر آدمی کے لیے ایک شیطانی ہم زاد ہے جو اس آدمی کے مرنے کے بعد برزخ میں بھی اس کے ساتھ رہے گا اور انسان دنیا میں اپنے ہم زاد پر غالب رہے گا تو وہ عالم برزخ میں بھی اپنے ہم زاد کے شر سے محفوظ رہے گا ورنہ دوسری صورت میں وہاں بھی اس کے شر کا شکار بنا رہے گا پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انّ شیطانی اسلم بیدی

"میرے ہم زاد شیطان نے میرے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا ہے
اور مجھ سے مغلوب ہو گیا ہے۔" [1]

آیۃ اللہ قوچانی موت کے بعد انسان کے ہم زاد کے ہاتھوں اس عالم میں مشکلات میں مبتلا ہونے کے بارہ میں لکھتے ہیں:

عالم برزخ میں تنہائی سے وحشت زدہ تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی میری طرف چلا آ رہا ہے، خوش ہو گیا کہ الحمد اللہ اکیلا نہ رہوں گا وہ شخص میرے نزدیک آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک لمبا سیاہ رنگ، موٹے ہونٹ، بڑے دانت، چپٹی ناک والا ڈراؤنا اور بدبودار شخص ہے۔ قریب آ کر اس نے مجھ سے کہا سام علیک۔ [2]

١۔ کتاب کے مقدمہ میں یہ حدیث مختلف حوالوں کے ساتھ درج ہوئی ہے۔

٢۔ سام: سم (زہر) اور مرض سے کنایہ ہے "سام علیک" کے معنی یہ ہیں کہ تم پر مرگ، مرض، نفرین اور لعنت ہو۔

اس نے سلام نہیں کیا، میں فکر مند ہو گیا کہ اس نے مجھ سے کیوں دشمنی دکھائی، اگرچہ اس کی شکل وصورت اور منحوس قیافہ آدمیوں سے مختلف تھا جس سے دشمنی کی وجہ معلوم ہوتی تھی لیکن پھر بھی میں نے خیال کیا کہ شاید "سام" میں لام اس کی کوشش کے باوجود اس کی زبان سے نہ ادا ہوا ہو گا لہٰذا میں نے احتیاط کرتے ہوئے اسے "وعلیک" کہہ کر جواب دینے میں اکتفا کیا۔

پھر میں نے اس سے پوچھا:

"کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

چونکہ مجھے اس سے وحشت ہو رہی تھی اور مجھ پر خوف طاری تھا اور میں اس کے ساتھ رہنے پر تیار نہیں تھا لہٰذا اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میں تمہارا ہم زاد ہوں میرا نام جہل اور لقب کج روی (گمراہی) ہے میری کنیت ابوالہول (وحشت اور خوف کا باپ) ہے میرا مشغلہ فساد و آشوب ہے وہ ایک سے ایک وحشت ناک نام لے رہا تھا اور میرے خوف میں اضافہ کر رہا تھا۔

میں نے خود سے کہا عجیب ساتھی ملا ہے اس سے سیکڑوں گنا بہتر تو اپنی تنہائی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا: اگر کسی دوراہے پر پہونچے تو پھر راستہ جانتے ہو؟

اس نے کہا: میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ ابتدائے عمر سے تمہارے سایہ کی طرح تھا اور جدا نہیں ہوا مگر یہ کہ خداوند عالم کی توفیق سے تم مجھ سے جدا ہو جاؤ۔

میں نے سوچا: یقیناً یہ شیطان ہے جس کے وسوسوں سے دنیا میں کبھی کبھی خطا کی ہے، عجیب سخت جان دشمن کے پلّے پڑا ہوں، مالک رحم فرما۔

علاّمہ محمد حسین حسینی تہرانی کتاب ''معاد شناسی'' میں رقم طراز ہیں:

یہ شیطان حقیقت میں نفس امارہ کا ظہور اور اس کی موجودیت ہے جو دنیوی حجابوں کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی اور اس وقت عالم برزخ میں پردے ہٹ گئے ہیں لہٰذا نظر آتا ہے اور انسان اس سے دوری کی آرزو کرتا ہے اگر مومن کا عمل اچھا ہو تو وہ اس کے ہمراہ خوبصورت، خوشبو، خوش لباس اور خوش منظر انسان کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

البتہ شیطان بشر و غیر بشر کے مقابلہ میں ایک مستقل وجود ہے اور ہماری باتوں کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ شیطان ہی نفس امارہ ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ انسان کے اطاعت شیطان اور اس کے وسوسوں کو قبول کرنے کا سبب بنتا ہے۔ [۱]

۲۱۱۔ استعاذہ: (خدا کی پناہ)

بہت سے مواقع پر شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا کی پناہ حاصل کرنے کی تاکید ہوئی ہے، مرحوم خوئی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ جب موٹا تازہ شیطان دبلے پتلے شیطان کو دیکھتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے: تم اتنے دبلے کیوں ہو؟

۱۔ معاد شناسی جلد ۳ ص ۲۴۴۔

وہ جواب دیتا ہے: میں ایسے شخص کے ساتھ رہتا ہوں کہ جو کھانا کھاتے وقت پانی پیتے وقت اور زوجہ سے ہم بستری کے وقت ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو میں اس کے ساتھ ان معاملات میں شریک ہونے سے محروم رہ جاتا ہوں، اسی وجہ سے رنج و غم میں مبتلا رہ کر دبلا ہوں۔ [۱]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں: جب دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو چار ہزار فرشتے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اگر اس دسترخوان پر ''بسم اللہ'' کہا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: خدا تم پر اور تمہارے کھانے پر برکت نازل فرمائے اور وہ شیطان سے کہتے ہیں:

اے فاسق یہاں سے بھاگ جا تو ان پر تسلّط نہیں پا سکتا اور جب یہ لوگ کھانے کے بعد ''الحمد للہ'' کہتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں خدا نے نعمتوں سے نوازا ہے اور وہ اس پر خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔

اگر وہ لوگ ''بسم اللہ'' نہ کہیں تو فرشتے کہتے ہیں اے فاسق آ ان کے ساتھ کھانا کھا اور اگر دسترخوان اٹھاتے وقت وہ ''الحمد للہ'' نہ کہیں تو فرشتے کہتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جنھیں خدا نے نعمت بخشی لیکن انھوں نے اپنے پروردگار کو بھلا دیا اور خدا کو اپنی یاد سے نکال دیا۔ [۲]

البتہ انسان کو ہر حال میں شیطان کے شر سے خدا کی پناہ حاصل کرنا چاہیے

۱۔ شرح نہج البلاغہ خوئی جلد ۶ ص ۱۰۱۔

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۶ ص ۴۸۲، من لا یحضرہ الفقیہ حدیث ۴۲۵۰۔

اور خدا کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے لیکن کچھ خاص موارد میں ذکر خدا کی زیادہ تاکید کی گئی ہے مثلاً کھانے پینے، مکان بنانے یا خریدنے کے وقت، سفر کرتے وقت، کام پر جاتے وقت، گھر سے نکلتے وقت، سوتے وقت، جاگنے کے وقت، سوار ہوتے وقت، ولادت کے وقت اور ہر حال میں اور ہر کام میں......

گھر خریدتے یا بناتے وقت شیطان کے شر سے پناہ حاصل کرنے کے بارہ میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے لیے گھر بنائے (یا خریدے) تو ایک گوسفند (بکری) قربانی کرے اور اس کا گوشت پکا کر غریبوں کو کھلائے اور یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ادحر عنّی مردة الجنّ و الانس والشّیاطین و بارك لی فی بنائی۔

"پروردگارا! جن، دیو شیاطین اور (حاسد، بدچشم اور شریر) آدمیوں کو مجھ سے دور رکھ اور اس گھر کو میرے لیے مبارک قرار دے۔"[۱]

بعض روایات کی بنا پر عطر، گلاب، عود، عنبر، دھوئیں اور اسپند[۲] کی بو شیطان کو آدمی کے گھر سے دور رکھتی ہے کیونکہ شیطان برائی، خباثت اور بدبو کی طرف رغبت رکھتا ہے نہ کہ نیکی، خوبی، پاکیزگی، خوشبو کی طرف کہ جن کا استعمال ذکر و یاد خدا سے سازگار ہے اور یہ چیزیں ایک حساب سے شرّ شیطان سے خدا کی پناہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

۱۔ مکارم الاخلاق جلد ۱ باب ۷ فصل ۱۱، ثواب الاعمال شیخ صدوق ص ۴۱۲۔
۲۔ دار السلام نوری جلد ۴ ص ۱۹۲، مکارم الاخلاق جلد ۱ باب ۷ فصل ۱۱۔

ایک روایت کے مطابق نقل ہوا ہے:

شیطان کے پاس کتے کا منہ باندھنے کا جیسا تسمہ ہے کہ جس کو وہ آدمی کے دل پر رکھ دیتا ہے اور اس پر اس قدر شہوتوں، لذتوں اور آرزوؤں کا وسوسہ کرتا ہے کہ وہ شخص اپنے خدا کے بارہ میں شک و شبہ کا شکار ہو جاتا ہے تو جس وقت بندہ شیطان کے شر سے خدا کی پناہ حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے:

اعوذ باللہ من الشّیطان الرّجیم

"تو شیطان اس تسمہ کو آدمی کے دل پر سے اٹھا لیتا ہے اور دور بھاگ جاتا ہے۔"[۱]

ہم دعائے حزین میں اپنے زبان حال سے پڑھتے ہیں:

و اغوثاہ بك یا اللہ من عدوٍّ قد استکلب علیّ۔

پروردگارا! میں اس قسم کھائے دشمن اور شیطان لعین سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے گھر والے یہ درندہ صفت کتا بھونک بھونک کر مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میری فریاد کو پہونچ۔[۲]

۲۱۲۔ جنوں کی اذیّت و آزار: (فی امان اللہ)

جاہلیت عرب کے زمانہ میں رائج تھا کہ جب سفر کے موقع پر شب میں کسی جنگل یا صحرا میں پڑاؤ ہو تو جناتوں کی اذیّت و آزار سے خود کو بچانے کے لیے ان

۱۔ میزان الحکمت جلد ۱۰ ص ۴۵۲۔
۲۔ حاشیہ مفاتیح الجنان، دعائے حزین۔

سے امان مانگتے تھے۔

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں کہ عربوں کے ایک قبیلہ نے شام کے سفر میں ایک منزل پر قیام کیا اور جب سونے کا وقت آیا تو انھوں نے کہا:

آج کی رات ہم لوگ اس وادی والوں کی امان میں ہیں۔

اس وقت اچانک صحرا سے آواز آئی کہ خدا کی پناہ مانگو کیونکہ جنّات کسی کو امان نہیں دیتے مگر یہ کہ خدا امان دینا چاہے۔[1]

امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

تحرّز من ابلیس بالخوف الصّادق

"خدا کے سچے خوف اور اس کی پناہ کے ذریعہ خود کو شیطان کے شر سے بچاؤ۔"[2]

اس سلسلہ میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

و انّه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجنّ فزادوهم رهقا۔

"اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنّات کے بعض لوگوں کی پناہ ڈھونڈھ رہے تھے تو انھوں نے گرفتاری میں اور اضافہ کر دیا۔"

(جن/۶)

۱۔ حیواۃ القلوب جلد ۲ ص ۲۴۸۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵۔

بعض مفسّروں نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس میں زمانہ جاہلیت کی ایک بے ہودہ بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عرب کا کوئی قافلہ رات کے وقت کسی درّہ میں پہونچتا تھا تو کہتا تھا:

اعوذ بعزیز هذا الوادی من شرّ سفهاء قومه.

اس وادی کے قوم کے بے وقوفوں کے شر سے اس سرزمین کے بزرگ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کہنے سے جنّات کے بزرگ انھیں برے جناتوں کے شر سے بچائیں گے۔

اور چونکہ خرافات کا سبب فکری انحطاط، خوف اور گمراہی ہوتا ہے لہٰذا آیت کے آخری جملہ میں "فزادوهم رهقا" آیا ہے۔[1]

ایک دوسری روایت میں زرارہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیہ شریفہ:

"و انّه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجنّ فزادوهم رهقا"

کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:

"جاہلیت کے زمانہ کی رسم یہ تھی کہ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ شیطان کاہنوں پر وحی کرتا ہے لہٰذا وہ کاہنوں

۱۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۱۴۶، تفسیر نمونہ جلد ۲۵ ص ۱۰۸-۱۰۷، تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۱۹۵۔

سے تقاضہ کرتے تھے کہ وہ شیطان سے کہیں کہ فلاں شخص تمہاری پناہ چاہتا ہے۔" [1]

۲۱۳۔ انسان کی ولادت کے موقع پر شیطان کا نعرہ: (انسان دشمنی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

جب اولیاء اور دوستان خدا کے یہاں کوئی بچّہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس طرح نالہ وفریاد کرتا ہے کہ اس کی آواز سن کر شیاطین اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں:

اے ہمارے بزرگ اور سردار تجھے کیا ہو گیا ہے جو اس طرح نعرہ لگا رہا ہے؟

شیطان کہتا ہے: خدا کے ایک دوست کا بچّہ پیدا ہوا ہے۔

شیاطین کہتے ہیں: اس سے تمہیں کیا نقصان پہونچ رہا ہے؟

وہ کہتا ہے: اگر یہ بچّہ زندہ رہ گیا اور بڑا ہو گیا تو خدا اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو راہ راست پر لے آئے گا (اور یہ مجھے بہت زیادہ ناگوار ہے)

شیاطین کہتے ہیں تو حکم دیجیے ہم اپنے ہاتھوں سے اسے ٹھکانے لگا دیں۔

شیطان کہتا ہے: نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا۔

پوچھتے ہیں کیوں؟

وہ کہتا ہے: اس لیے کہ ہماری حیات کا دار و مدار اولیاء اللہ پر ہے اور جب

۱۔ تفسیر قمی جلد ۲ ص ۳۷۸، تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۲۰۷۔

زمین پر خدا کا دوست باقی نہ بچے گا تو قیامت برپا ہو جائے گی اور ہماری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور جہنّم میں جلد چلے جائیں گے۔ لہٰذا جہنّم میں جانے میں ہم جلد بازی سے کیوں کام لیں۔ [1]

روایتوں سے جو چیز سامنے آتی ہے اس کے مطابق شیطان تین موقعوں پر حاضر ہوتا ہے اور اپنی دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور کبھی کبھی اپنی سپاہ کو جمع کرتا ہے تا کہ آدمی کو اذیّت دے۔

۱۔ نطفہ کے انعقاد کے وقت۔

۲۔ بچّہ کے پیدا ہونے کے وقت کہ موقع مل جائے تو اس پر مسلّط ہو جائے اور اسے اذیّت دے۔

۳۔ جاں کنی کے عالم میں۔ [2]

امام زین العابدین علیہ السّلام صحیفۂ سجّادیہ کی دعا میں عرض کرتے ہیں:

وِ اعذنی و ذرّیتی من الشّیطان الرّجیم و من کلّ شیطان مرید

"پروردگارا مجھے اور میری اولاد کو شیطان رجیم اور ہر سرکش شیطان کے شر سے پناہ دے۔" [3]

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۹۔

۲۔ ثمرات الحیٰوۃ جلد ۱ ص ۵۹ منقول از بحار الانوار۔

۳۔ صحیفۂ سجّادیہ دعاء ۲۳۔

۲۱۴۔ مرنے والے کے سرہانے شیطان کی حاضری: (تلقین)

کثیر روایات میں آیا ہے کہ جب انسان کا آخری وقت ہوتا ہے تو شیطان اس کے سرہانے آتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو لالچ اور وعدوں کے سہارے اسے متزلزل کر کے اس کا ایمان ضایع کرنا چاہتا ہے لیکن سچا مومن اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے وعدوں کے فریب میں نہیں آتا۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"جب کسی کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو ابلیس ایک شیطان کی ڈیوٹی لگاتا ہے کہ اس کے قریب جائے اور کفر و شرک کے ذریعہ اس کے دین و مذہب میں شک و شبہ پیدا کرے اور ایمان و اعتقاد میں سستی لائے یہاں تک کہ اس کی روح بدن سے نکل جائے اور وہ مرجائے لیکن اگر مرنے والا مومن ہو تو شیطان اس پر غلبہ نہیں پاتا اور اس کے دل میں شبہات کو جگہ نہیں ملتی۔" [۱]

لہٰذا جب بھی کسی ایسے شخص کے پاس جاؤ جو جان کنی کے عالم میں ہے تو اسے توحید، نبوّت اور امامت کے معتقدات کی اتنی تلقین کرو کہ اسی حالت میں اس کی روح پرواز کرے۔ [۲]

۱۔ وسائل جلد ۲ ص ۶۵۵، باب ۷ ۳ جلد ۳۔

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۸ ص ۲۶۳، وسائل جلد ۲ ص ۶۶۳، بحار الانوار جلد ۶ ص ۱۹۵، معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۲۶۔

البتہ یہ پتہ ہے کہ شیطان انسان کے باطن میں وسوسہ کرتا ہے اور قوت خیال کے ذریعہ اس پر مسلّط ہوتا ہے اور ایک خوبصورت اور دل فریب منظر دکھاتا ہے۔

اور نفسانی نیتوں کا ایک سلسلہ ذہن میں جگا دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان لقاء اللہ کے ارادہ سے منصرف ہو جاتا ہے اور خدا کے روحانی درجات اور رضوان سے غفلت کرتے ہوئے دنیا اور زینت دنیا میں محو ہو جاتا ہے اس طرح امور اخروی، خدا اور رسولؐ ائمہؑ اور اوصیاء سے اس کا رابطہ سست ہو جاتا ہے اور دنیا اور اس کے مسائل میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔

لیکن مومن جس کا تعلّق ابدیت سے ہوتا ہے اور وہ لقاء محبوب کا عاشق ہوتا ہے وہ ان تمام مناظر کو شیطانی فریب، وسوسہ اور شکار کا جال سمجھتا ہے اور اسے نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور باطناً وہ کبھی اس کی طرف رخ نہیں کرتا۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ہمارے دوستوں میں سے جو شخص حالت نزع میں ہوتا ہے شیطان اس کے داہنے اور بائیں طرف سے آتا ہے تاکہ اسے اس کے عقیدہ و مذہب (ولایت) سے منحرف کر دے لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اس کے وسوسے میرے چاہنے والے پر اثر انداز ہوں۔

داہنے جانب سے حضرتؑ کی مراد ایمان اور معنوی پہلو ہے اور بائیں طرف سے مادّی اور دنیوی امور مراد ہیں۔ یعنی شیطان دونوں راستوں سے وارد ہوتا

ہے اور وسوسہ کرتا ہے لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں اور وہ توحید عملی کہ جو ولایت سے عبارت ہے اسے اپنے دل میں بسایا ہے اس کی خدا اور پیغمبر اور ائمہ حفاظت فرماتے ہیں۔[۱]

آیۃ اللہ شہید دست غیبؒ فرماتے ہیں:

جو شخص ایک عمر تک صداقت اور راستی کے ساتھ توحید پرست رہا ہو احتضار کے وقت ہرگز شیطان اس پر غلبہ نہیں کرسکتا لیکن اگر اس نے اپنی عمر شیطان کی پیروی میں گذاری ہو تو موت کی گھڑی اس کا مونس وہمدم شیطان ہی ہوگا۔[۲]

اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمیشہ اپنے مرنے والے کو شہادتین کی تلقین کروتا کہ اس سلسلہ میں اس کی مدد ہو اور شیطان کی طاقت ختم ہو جائے۔''[۳]

مختلف روایتوں میں تاکید ہوئی ہے کہ جب مرنے والے کے سرہانے جاؤ تو اسے شہادتین۔ ائمۂ طاہرینؑ کی امامت، کلمات فرج

''لا الٰہ الاّ اللہ الحلیم الکریم، لا الٰہ الاّ اللہ العلی العظیم۔''

۱۔ معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۵۲ تا ۱۴۵۔

۲۔ معاد ص ۱۴۔

۳۔ معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۴۸۔

استغفار اور توبہ کی تلقین کروتا کہ اس کی جان آسانی سے بدن سے نکل جائے کیونکہ محتضر بے ہوشی کے عالم میں ہوتا ہے۔

محتضر کے سرہانے سورۂ صافات، یٰسٓ اور دعائے عدیلہ پڑھنے کی بڑی تاکید ہوئی ہے اور اس بات کی رعایت کی بھی کہ محتضر کے کمرہ میں لوگ باوضو ہوں حائض یا مجنب جن لوگوں پر غسل واجب ہو وہاں نہ جائیں۔ کمرہ کو معطر کریں کیوں کہ وہ ملائکہ کے نزول کی جگہ ہے اور وہ عطر کی خوشبو سے خوش ہوتے ہیں لیکن شیاطین کو عطر کی خوشبو اور قرآن کی تلاوت، دعاء وذکر، بسم اللہ اور تلقین شہادتین ناگوار گذرتی ہے اور وہ اس سے فرار کرتے ہیں۔[۱]

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من اصغیٰ الیٰ ناطق فقد عبدہ فان کان النّاطق عن اللہ عزّوجلّ فقد عبداللہ و ان کان النّاطق عن ابلیس فقد عبدابلیس۔[۲]

جو شخص کسی گفتگو کرنے والے کی گفتگو (تسلیم ورضا کے ساتھ) سنے تو وہ اس گفتگو کرنے والے کا بندہ اور مطیع ہو جاتا ہے اور گویا اس نے اس کی پرستش کی

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ابواب احتضار باب ۳۶ الی ۴۳، مستدرک الوسائل جلد ۲ ابواب احتضار باب ۲۶ الی ۳۳ چاپ جدید، بحار الانوار جلد ۶ ابواب موت باب ۶ و ۷، معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۴۸۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۲۳۹، بحار الانوار جلد ۶۹ ص ۲۶۴، عیون الاخبار الرّضا جلد ۱ ص ۳۰۴، باب ۲۸، عقاید شیخ صدوقؒ ص ۱۳۴، سفینۃ البحار جلد ۶ ص ۱۷۔

ہے اب اگر یہ بات کرنے والا خدا کی باتیں کرتا ہے تو اس نے گویا خدا کی پرستش کی ہے۔ اور اگر ابلیس کی باتیں کرتا ہے تو اس نے ابلیس کی عبادت و بندگی کی ہے۔

جو لوگ دنیا میں ابلیس کی آواز کو دھیان سے سنتے اور اس پر لبیک کہتے ہیں وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ ابلیس کے بندے اور مطیع و فرمان بردار ہوتے ہیں اور اس کے وسوسہ کی بنیاد پر اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کیا ہے یقیناً یہ لوگ عمر کے آخری حصہ میں بھی شیطان کی ہی آواز پر لبیک کہیں گے نہ کہ رحمان و رحیم خدا کی آواز پر جس کی تلقین کی جاری ہے۔ اور یہ اس شخص کا انجام ہے جس کا نامۂ اعمال بدبختی پر بند کیا جائے۔

اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلّھا۔[1]

"پروردگارا تمام امور میں ہماری عاقبت وانجام خیر پر فرما!"

۲۱۵۔ موت کے وقت شیطان کی موجودگی: (شیطان کا بندہ)

منتخب التواریخ کے مؤلف کہتے ہیں: استاد مرحوم حجۃ الاسلام آقا میر سید علی حائری یزدی نقل فرماتے ہیں:

اصفہان کے ایک دیہات میں ایک شخص جاں کنی کے عالم میں تھا اسے قبلہ رخ لٹایا گیا۔ اس بستی میں ایک عالم زاہد تشریف فرما تھے ان سے اس شخص کے سرہانے آنے اور اسے شہادتین تلقین کرنے کی درخواست کی گئی۔

۱۔ نہج الفصاحۃ ص ۶۳۴، علاء الدین اعلمی، موسسہ الاعلمی چاپ، بیروت۔

اس عالم کا بیان ہے کہ میں اس شخص کے سرہانے گیا اور اس سے لا الٰہ الاّ اللہ کہلوایا اس نے "لا الٰہ الاّ اللہ" کہہ دیا۔ اس وقت کمرہ کے ایک کونہ سے آواز آئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو صدق عبدی میرا بندہ سچ کہتا ہے۔

مجھے تعجب ہوا میں نے اس سے یا اللہ کہنے کے لیے کہا۔

اس نے کہا: "یا اللہ"

دوبارہ میں نے وہ آواز سنی کہ اس نے کہا: **لبّیك عبدی**

میں اس بات سے بہت زیادہ پریشان ہوا میں نے کہا: تو کون ہے جو اس محتضر کے "یا اللہ" کے جواب میں لبیک کہہ رہا ہے؟

اس نے کہا: میں اس کا خدا ہوں اور وہ میرا خالص بندہ ہے۔ برسوں اس نے میری اطاعت وفرماں برداری کی ہے اور ایک مدّت سے میرا زرخرید غلام ہے۔

میں نے اس سے پوچھا: تو آخر ہے کون؟

اس نے کہا: میں شیطان ہوں۔[1]

لئالی الاخبار کی روایت کے مطابق منقول ہے:

جب کوئی شخص بہت مشکل سے جان دیتا ہے، شیطان اس کے سرہانے آتا ہے اور اس کے بائیں طرف بیٹھتا ہے اور کہتا ہے:

تم نے امر خدا کا انجام دیکھا؟

۱۔ منتخب التواریخ ص ۷۸۷، ۸۷۶۔

کہو کہ خدا دو ہے تا کہ اس مشکل سے نجات پاؤ۔ ا؎

۲۱۶۔ شیطان اور دینوی تعلق: (نہ توڑو نہیں کہوں گا)

انسان دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے تعلق پیدا کر کے ممکن ہے اپنا دین و ایمان کھو بیٹھے شیطان ملعون کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اپنے وسوسوں سے انسان اور دینوی چیزوں کے درمیان علاقہ اور وابستگی پیدا کرے تا کہ اس کے ذریعہ زندگی میں حتّٰی عمر کے آخری لمحات میں انسان کے ایمان و اعتقاد کو تباہ و برباد کر کے اسے ہلاکت میں ڈال دے۔

ایک خدا رسیدہ عالم دین کا بیان ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں میرا ایک دوست تھا جس کے پاس ایک گھڑی تھی جو اسے بہت زیادہ پسند تھی ہمیشہ وہ اس کی حفاظت میں لگا رہتا تھا۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا اور اس کی حالت، احتضار جیسی ہو گئی اس وقت ایک عالم دین وہاں موجود تھے انھوں نے اسے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کی تلقین کی لیکن وہ جواب دیتا کہ: "نہ توڑو میں نہیں کہوں گا۔"

ہمیں حیرانی ہوئی کہ وہ ذکر خدا کے بجائے یہ کیا کہہ رہا ہے کہ "نہ توڑو نہیں کہوں گا" یہ بات ہم لوگوں کے لیے معمہ بنی رہی یہاں تک کہ میرا بیمار دوست کچھ صحت مند ہو گیا۔ میں نے اس بات کے بارہ میں اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا: پہلے وہ گھڑی لاؤ تا کہ اسے توڑ دوں، گھڑی لائی گئی اس نے اپنے ہاتھ سے اسے توڑا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

ا۔ منتخب التواریخ ص ۸۷۷،۸۷۶۔

میں اس گھڑی کو بہت پسند کرتا تھا اور اس سے خاص لگاؤ تھا جب تم لوگ احتضار کے وقت مجھ سے "لا الٰہ الاّ اللہ" کہنے کے لیے کہہ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ شیطان کے ایک ہاتھ میں یہی گھڑی ہے اور دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اگر "لا الٰہ الاّ اللہ" کہو گے تو اسی ہتھوڑی سے میں تمہاری اس گھڑی کو چکنا چور کر دوں گا چونکہ اس گھڑی سے میری اتنی وابستگی ہو گئی تھی کہ میں اس سے کہہ رہا تھا کہ "نہ توڑو میں (لا الٰہ الاّ اللہ) نہیں کہوں گا۔ ا؎

۲۱۷۔ شیطان اور شہادتین کی تلقین: (قرض کی رسید)

نقل ہوا ہے کہ علماء نجف کی ایک صالح فرد بیمار ہو گئے جب لوگ ان کی عیادت کو گئے تو ان کی جاں کنی کا عالم تھا لہٰذا انھیں شہادتین کی تلقین کی جا رہی تھی۔

اس عالم نے جواب دیا کہ: پہلے یہ چیز ثابت ہو جائے (آیا یہ صحیح ہے یا نہیں) اس نے شک و تردد ظاہر کیا۔ جب دوسری اور تیسری مرتبہ اسے تلقین کی گئی تو اس نے منہ پھیر لیا جس سے حاضرین کو بڑا تعجب ہوا۔

اتفاق کی بات کہ کچھ دنوں کے بعد وہ ٹھیک ہو گئے اور ہم ان کے پاس اس دن شہادتین نہ کہنے اور منہ پھرا لینے کی وجہ دریافت کرنے گئے تو انھوں نے کہا: میں نے مبلغ ۵ تومان فلاں کو قرض دیئے تھے اور اس کی رسید اس صندوقچہ میں رکھ دی تھی اور جب تم لوگ مجھ سے شہادتین پڑھنے کے لیے کہتے تھے تو ایک

ا۔ داستان دوستان جلد ۵ ص ۱۱۹، داستان ۶۲۔

سفید داڑھی والا شخص صندوقچہ کے پاس کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ: اگر یہ کلمے زبان پر جاری کرو گے تو پیسوں کی رسید نکال کر جلا دوں گا میں نے اس لیے کہ وہ رسید کو نہ جلائے شہادتین کو زبان پر جاری نہیں کیا۔ یہاں تک کہ خدا کا فضل شامل حال ہوا اور طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی تو میں نے کہا کہ وہ رسید نکال کر پارہ پارہ کر ڈالی جائے تا کہ میرا دل اس میں نہ لگا رہے اور اس کا وجود شہادتین کہنے میں مانع نہ ہو اور یہ دل بستگی اور علاقہ میرے ایمان کو نیست و نابود نہ کرے اور مجھے ہلاکت میں نہ ڈالے۔[1]

۲۱۸: میّت کے سرہانے شیطان کا آنا: (ایمان اور اعتقاد کا چور)

شیطان انسان کی عمر کے آخری لمحات تک اس کی دشمنی سے دست بردار نہیں ہوتا اور اس کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ آدمی اس دنیا سے کافر اور بے ایمان جائے۔ خداوند عالم ہمارا انجام بہ خیر فرمائے۔

شیخ عطّار کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں اس بارہ میں نقل کرتے ہیں:

جو لوگ مرنے والے کے پاس آتے ہیں ان میں سے ایک ابلیس بھی ہوتا ہے جو اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوتا ہے اور سر پر خاک ڈالتا ہے اور کہتا ہے: وائے ہو مجھ پر کہ تم نے مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیا۔

محتضر کہتا ہے: نہیں ابھی نہیں جب تک ایک سانس کی آمد و رفت کا سلسلہ

۱۔ جن و شیطان علی رضا رجالی تہرانی ص ۱۷۹۔

ہے خطرہ باقی ہے۔[1]

شیطان کہتا ہے: میں تین موقعوں پر ضرور حاضر رہتا ہوں جس میں سے ایک موت کا ہنگام ہے۔[2]

۲۱۹: شیطان اور انکر و منکر: (عالم قبر)

عالم برزخ میں انکر و منکر نامی فرشتوں کے ذریعہ میت کے سوال و جواب کے بارہ میں نقل ہوا ہے:

جب انکر و منکر پوچھتے ہیں کہ تمہارا خدا کون ہے، دین کیا ہے پیغمبر اور امام کون ہیں؟ اور وہ صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں:

سو جاؤ، میٹھی نیند جس میں کوئی اضطراب اور تھکا دینے والا خواب نہ ہو۔ اس کے قبر کے اندر ہی بہشت کی طرف ایک در بنا دیتے ہیں تا کہ وہ جنت میں اپنے مقام و منزل کا نظارہ کر سکے۔

لیکن جو مشرک اور معصیت کار ہوتا ہے اس کے پاس دونوں فرشتے آتے ہیں اور شیطان بھی آتا ہے اس حال میں کہ اس کی دونوں آنکھیں سرخ تانبے کی طرح چمکتی ہیں۔

اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے وہ دونوں فرشتے اس سے خدا، دین، مذہب، پیغمبر اور امام کے بارہ میں سوال کرتے ہیں کہ تیرا خدا کون ہے؟ تیرا دین

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۱۹۹۔

۲۔ مستدرک، ابواب مقدمات نکاح باب ۸۷ حدیث ۵۔

کیا ہے؟

لیکن چونکہ میت کے دینے کے لیے جواب نہیں رہتا تو وہ دونوں فرشتے اسے شیطان کے ساتھ تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور اس پر زہریلے سانپ مسلّط کر دیتے ہیں اور اس کی قبر میں جہنّم کی طرف ایک در کھول دیتے ہیں تاکہ آتش جہنّم میں اپنا مقام ومنزل دیکھ لے۔[1]

۲۲۰۔ روح مومن کے قبض ہونے پر شیطان کی فریاد: (ایمان واعتقاد)

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب خداوند عالم اپنے بندہ سے راضی ہوتا ہے تو ملک الموت سے کہتا ہے؟

اے ملک الموت میرے پاس سے فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس کی روح میرے پاس لے آؤ اس لیے اس نے جو نیک اعمال انجام دیئے ہیں وہ کافی ہیں۔ میں نے اس کا امتحان لیا ہے اور جو منزل میری محبت وتوجّہ کی مستحق ہے میں نے اسے اس کا حق دار پایا ہے۔

ملک الموت پانچ فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھوں میں پھولوں اور زعفران کی شاخوں کے گلدستے لیے ہوتے ہیں اور اس کی روح کے بدن سے خارج ہونے کے وقت دو طولانی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔

جب شیطانوں کا سردار ابلیس یہ منظر دیکھتا ہے تو اپنے سر پر دو ہتھڑ مارتا ہے

۱۔ معادشناسی جلد ۳ ص ۲۴۳-۲۴۱۔

اور چیختا ہے۔

دوسرے شیاطین اور اس کے پیروکار جب اسے اس حالت میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اے میرے بزرگ اور سردار کس حادثہ نے آپ کی یہ حالت کی ہے؟

ابلیس کہتا ہے: تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ خدا کا یہ مومن بندہ کتنے احترام اور کرامت کا مستحق قرار پایا ہے؟

تم اس سے کیوں کر غافل تھے، تم لوگ آخر کر کیا رہے تھے کہ اسے گمراہ نہ کر سکے؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے اس کے بارہ میں اپنی پوری کوشش کر ڈالی لیکن چونکہ اس نے ہماری اطاعت وفرماں برداری نہیں کی لہٰذا ہماری کوششیں ناکام ہو گئیں۔[1]

۲۲۱۔ حزن وملال اور خوشی کی وجہ: (فقر وفحشاء)

عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا:

کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات ہم بغیر کسی وجہ کے غمگین ہو جاتے ہیں جبکہ ہمیں اپنی اولاد یا اموال کی طرف سے رنج نہیں پہونچتا اور اسی کے برعکس بعض اوقات خوش ہو جاتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"کوئی شخص ایسا نہیں جس کے ساتھ فرشتہ اور شیطان نہ رہتا ہو جس گھڑی فرشتہ اس سے نزدیک ہوتا ہے تو اسے خوشی محسوس ہوتی ہے

۱۔ معادشناسی جلد ۲ ص ۲۱۹، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۶۱۔

اور جب شیطان اس سے نزدیک ہوتا ہے (اور اسے وسوسہ کرتا ہے) تو وہ غمگین ہوجاتا ہے (تو یہ حزن وملال شیطان کے وسوسہ کی وجہ سے ہے)۔"

خداوند عالم فرماتا ہے:

الشّیطان یعدکم الفقر و یا مرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرة منه و فضلا واللہ واسع علیم۔[۱]

"شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل واحسان کا وعدہ کرتا ہے اور خدا صاحب وسعت بھی ہے اور علیم ودانا بھی۔"

تفسیر علی ابن ابراہیم قمیؒ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۸ کی تفسیر کے ذیل میں نقل ہوا ہے کہ:

"شیطان کہتا ہے راہ خدا میں خرچ نہ کرو فقیر ہوجاؤ گے لیکن خدا بخشش اور زیادتی کی بشارت دیتا ہے جب خدا کے لیے انفاق کرتے ہو تو خدا تمہیں بخش دیتا ہے اور تمہیں اس کا عوض دیتا ہے۔"[۲]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

۱۔ بقرہ/ ۲۶۸۔

۲۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۱۵ باب ۸۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۵۔

"انفاق کے وقت دو چیز خدا کی طرف سے ہوتی ہے اور دو چیز شیطان کی طرف سے ہوتی جو دو چیز خدا کی طرف سے ہے ان میں سے ایک گناہوں کی بخشش ہے اور دوسرے اموال میں زیادتی ہے [۱] اور جو چیزیں شیطان کی طرف سے ہے ان میں سے ایک فقر وتہی دستی کا وعدہ ہے دوسرے فحشاء کے ارتکاب کا حکم ہے۔"[۲]

۲۲۲۔شیطان کی شادی: (ابلیس کی اولاد)

امام صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا:

"اے ابوبصیر جس وقت خداوند عالم نے نار سموم بغیر دھویں کے حرارت والی آتش پیدا کی اور اس سے "جان" جس کا نام مارج تھا پیدا کیا خدا نے اس کے لیے مادہ جسے مارجہ کہا جاتا ہے پیدا کیا۔"

جن کے اختلاط سے جنّ پیدا ہوئے اور جنوں میں بہت سے قبیلہ وجود میں آئے کہ ابلیس کا بھی ایک قبیلہ سے تعلّق ہے۔

شیطان نے جان میں سے ایک عورت جس نام "لھیا" بیان کیا جاتا ہے شادی کی جن میں ایک پیٹ سے "بلقیس" اور "طونہ" اور دوسرے پیٹ سے "فقطس" و "فقطہ" پیدا ہوئے جن سے شیطان کی نسل زیادہ ہوئی اور انھوں نے مختلف جگہوں کو اپنے وجود سے پُر کردیا اور کرۂ زمین کے اطراف میں سکونت

۱۔ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۰۰، تفسیر المیزان۔

۲۔ مجمع البیان جلد ۲ ص ۱۹۳، تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۲۵۲۔

اختیار کی اور ان کے وجود سے بیابان، جنگلات، راستے، نہریں اور جانور باندھے جانے کے مقامات پُر ہیں۔ [۱]

شیطان ابلیس کی اولاد، آتشیں اجسام لطیف اور سریع حرکت کرنے والے ہیں ان کا کام آدمی کے نفس میں وسوسہ ڈالنا، فساد و گمراہی کی دعوت دینا، عبادت واطاعت الٰہی سے دور کرنا اور کبھی انسان پر سحر و جادو کرنا وغیرہ ہے۔

بزرگ اسلامی دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) میں اس بارہ میں ذکر ہے کہ خداوند عالم نے سورۂ کہف آیت ۵۰ میں ابلیس کو آل اولاد والا بتایا ہے......

آیت میں ''ذرّیّت'' سے مراد اس کے پیروکار اور سپاہی ہیں جیسا کہ سورۂ شعراء آیت ۹۴-۹۵ **فکبکبوا فیھا ھم والغاؤن و جنود ابلیس اجمعون** کے ذریعہ تائید ملتی ہے کہ وہ سب کے سب تمام گمراہوں اور پوری ابلیسی سپاہ کے ساتھ دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے...... اور چونکہ ابلیس کے تمام پیروکاروں کو ''جنود'' سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی ذرّیت اس کا وہی لشکر ہے اور شیطان کے پیروکاروں کو ہی مجازاً ذرّیّت کہا گیا ہے۔ [۲]

لغت نامہ دھخدا میں ہے کہ:

''مجمع السلوک'' میں کہا گیا ہے کہ: شیطان غیر مصفّٰی آتش جو تاریکیٔ کفر سے ممزوج ہے بنا ہے اور انسان کے جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔

۱۔ تفسیر جامع جلد ۳ ص ۴۶۲ سورۂ حجر ۲۷ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۳۷۷۔

۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۵۔

علماء آیۂ مبارکہ ''شیاطین الجنّ والانس'' کی تفسیر میں اختلاف رکھتے ہیں اور یہ اختلاف دو طرح سے ہے:

۱۔ پہلا قول یہ ہے کہ سارے شیاطین ابلیس کی اولاد ہیں اس نے اپنی اولاد کو دو حصّوں میں بانٹ دیا ہے بعض کو بنی نوع انسان کے دل میں وسوسہ کرنے اور بعض کو جناتوں کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کے لیے تو ان کی پہلی قسم شیاطین انس اور دوسری قسم شیاطین جن کی ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے انسانوں اور جناتوں میں ہر سرکش اور نافرمان کو شیاطین کے نام سے جانا جاتا ہے اسی وجہ سے پیغمبرؐ نے ابوذر سے فرمایا:

ھل تعوذن باللہ من شرّ الشّیطان والانس والجنّ؟

''آیا شیطان انس و جن کے شر سے خدا کی پناہ نہیں چاہتے ہو؟''

ابوذر نے پوچھا: کیا بنی آدم کے لیے بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

''ہاں شیاطین انس، شیاطین جن سے زیادہ شریر اور بدتر ہیں۔'' [۱]

۲۲۳۔ شیطان کی شادی: (شیطان اور اس کی اولاد سے دوستی)

اپنے زمانہ کے مشہور عالم شعبی [۲] سے کسی نے کہا:

۱۔ لغت نامۂ دہخدا، لفظ شیطان۔

۲۔ جامع التمثیل اصمعی۔

ایک بڑا اہم مسئلہ آن پڑا ہے اسے حل کر دیجیے۔

انھوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: شیطان کی بیوی ہے یا نہیں؟

شعبی نے کہا: میں اس کی بارات میں کہاں گیا تھا جو مجھے پتہ ہو کہ اس کے بیوی ہے یا نہیں؟ لیکن فوراً قرآن کریم کی ایک آیت ذہن میں آ گئی جس سے شیطان کے بیوی بچوں کا ثبوت ملتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

افتتخذونه و ذرّيته اولياء۔ ۱؎

"تم نے شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رکھا ہے۔"

اس بنا پر سمجھ میں آیا کہ ذریّت کا وجود زوجہ کے بغیر نہیں ہو سکتا لہٰذا انھوں نے کہہ دیا کہ ہاں اس نے شادی بھی کی ہے اور اس کے بچے بھی ہیں۔

اس نے پوچھا: اس کی بیوی کا کیا نام ہے؟

شعبی نے کہا: میں نے کب اس کے نکاح نامہ پر دستخط کیے ہیں جو مجھے پتہ ہو کہ اس کی بیوی کا کیا نام ہے۔ ۲؎

۲۲۴۔ شیطان و جنّ کے وجود کی حقیقت: (وجودی اشکال)

شیطان و جنّ کی حقیقت کے بارہ میں علاّمہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے درمیان اس چیز میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ

۱۔ کہف/ ۵۰

۲۔ تفسیر سورۂ یٰس ص ۲،۱۷، آیۃ اللہ شہید دست غیب شیرازیؒ، جامع التمثیل ص ۳۲۰۔

دونوں لطیف جسم ہیں جو کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں اور سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور انسان کے خون کے ساتھ اس کی رگوں میں دوڑ سکتے ہیں۔ ۱؎

صدر المتألہین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنّ کے لیے اس دنیا میں وجود اور عالم غیبت و تمثیل اور عالم مثال میں ایک وجود ہے۔

بعض اوقات جنّاتوں کے ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بدن لطیف اور اس میں لطافت و نرمی متوسط درجہ کی ہوتی ہے جو جدا ہونے اور ملنے کی صلاحیت رکھتی ہے لہٰذا ان کا جسم کبھی دکھائی دیتا ہے اور کبھی نہیں دکھائی دیتا۔ ۲؎

علاّمہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنّات کا تعلّق موجودات کے اس طائفہ سے ہے جو ہمارے حواس سے طبعی طور پر پوشیدہ ہیں وہ ہماری ہی طرح شعور و ارادہ کے مالک ہیں اور قرآن کریم میں ان کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔

ان سے عجیب و غریب سرعت والے کام منسوب ہیں مثلاً جناب سلیمان علیہ السّلام کے واقعہ میں، وہ ہماری طرح احکام کے بارہ میں مکلف ہیں اور ہماری ہی طرح مرتے ہیں اور قیامت میں محشور ہوں گے۔ ۳؎

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰، باب ۱، ۲، ۳۔

۲۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۲۵۵

۳۔ تفسیر المیزان جلد ۲۳ ص ۲۲۳۔

ایک دوسرے مقام پر علامہ طباطبائی فرماتے ہیں:

لفظ جنّ خدا کی مخلوقات میں سے وہ قسم ہے جو ہمارے حواس سے پوشیدہ ہیں اور قرآن کریم نے اس قسم کے موجود کی تصدیق کی ہے' مزید اس کے سلسلہ میں معلومات فراہم کی ہیں:

۱۔ اس مخلوق کی خلقت نوع بشر کی خلقت سے پہلے ہوئی ہے۔

۲۔ یہ مخلوق آتش سے پیدا ہوئی ہے۔ (حجر/۲۷)

۳۔ یہ بھی انسان کی طرح زندگی گذارتے' مرتے ہیں اور قیامت میں محشور ہوں گے۔ (احقاف/۱۸)

۴۔ یہ مخلوق بھی دوسری اور مخلوقات کی طرح نر و مادہ ہوتی ہے اور ازدواج اور توالد وتناسل اور تکاثر کی منزل سے گذرتی ہے۔ (جن/۶)

۵۔ یہ لوگ بھی آدمیوں کی طرح ارادہ اور شعور کے مالک ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ سرعت سے نیز سخت و دشوار کام انجام دے سکتے ہیں جو آدمی کے بس کی بات نہیں ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ سے مربوط آیات میں بیان ہوا ہے اور جنّات آنحضرتؐ کے قبضہ میں تھے جیسا کہ شہر سبا کے قصہ میں آیا ہے۔

۶۔ جنّات بھی انسانوں کی طرح مومن اور کافر ہوتے ہیں ان میں سے

بعض صالح اور بعض فاسد ہوتے ہیں۔

(ذاریات/۵۶-جن/۲/۱۱/۱۴-احقاف/۳)

اس کے علاوہ اور بہت سی دوسری آیتوں میں جنّات کی دوسری خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کلام پروردگار سے پتہ چلتا ہے کہ ابلیس جنّات کے طائفہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ قبیلہ اور اولاد والا ہے۔[۱]

(کہف/۵۰-اعراف/۲۷)

نتیجہ یہ نکلا کہ جنّ و شیطان اگرچہ اصل وجود میں مشترک ہیں یعنی آتش سے خلق کیے گئے ہیں لیکن شیطان کا تعلق جنوں کے اس طائفہ سے ہے جن سے صرف شر صادر ہوتے ہیں جبکہ جنّات میں اچھے برے اور مسلمان اور کافر ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ شیاطین جنّات کی ایک قسم سے ہیں لہٰذا جو جنّات مومن ہو اسے شیطان نہیں کہا جا سکتا بلکہ کافر جن ہی اس نام سے پکارا جاتا ہے، چونکہ جن کا اجتنان سے تعلق ہے جس کے معنی استتار کے ہیں لہٰذا اس صفت سے متصف وجود کو جن کہا جاتا ہے۔[۲]

۱۔ تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۱۹۰، سورۂ جن،

۲۔ سفینۃ البحار چاپ جدید جلد ۱، ص ۶۷۳، لفظ جنن، بحار الانوار جلد ۶۰، ص ۵۰، کتاب جن و شیطان ص ۲۵،

جناب شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ آیۂ شریفہ:

و خلق الجانّ من مارج من نار۔

(الرحمٰن/ ۱۵)

اور جنات کو بغیر دھویں کے خالص آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ہے۔ کے ذیل میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہی ابلیس ہے جو جنوں کا باپ ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے جس طرح حضرت آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہیں لہٰذا ابلیس ابوالجنّ ہے۔ [1]

۲۲۵۔ شیطان کا مقام اوراس کے آلات: (مختلف شعبے)

جب شیطان بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا اور سرگرداں ہو گیا تو اس نے خداوند عالم سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا:

پالنے والے تو نے مجھے آسمان کی بلندی سے پست ترین جگہ زمین میں بھیج دیا ہے تو میرے لیے گھر، بزم، کھانے، پینے، موذن، قرآن، کتاب، حدیث اور دوسرے جال معیّن فرما۔

خدا نے اس کے جواب میں فرمایا:

تیرے پیغمبر اور سفیر کاہن (غیب گو) لوگ ہیں۔

تیری کتاب گودنا ہے۔

تیرا گھر حمام ہے۔

۱۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ص ۳۳۵، بحار جلد ۶۰ ص ۵۹۔

تیری بزم بازار ہے۔

تیرے جمع ہونے کی جگہ راستے ہیں۔

تیری خوراک ہر وہ کھانا ہے جسے پکایا جائے کھایا جائے لیکن نام خدا کے بغیر

تیری شراب ہر وہ مائع ہے جو مست کرنے والا ہو۔

تیرا موذن سر، تال اور بانسری وغیرہ ہے۔

تیرا قرآن شعر ہے۔

تیری حدیث جھوٹ ہے۔

اور تیرے شکار کے اسباب و آلات عورتیں ہیں۔ [1]

❖ **شعر:** ابلیس نے عربی میں شعر بھی کہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب ہابیلؑ، قابیل کے ہاتھوں شہید ہو چکے تو آدم علیہ السلام نے ان کے غم میں مرثیہ کہا حوا نے بھی مرثیہ پڑھا اس وقت ابلیس وہاں پہونچا اور اس نے چار اشعار کے ذریعہ اپنی اس ذلیل حرکت پر فخر کیا۔ [2]

قال رسول اللہ ﷺ: الشعر من ابلیس

"پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: حق و حقیقت اور حکمت و معنویت سے خالی

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۸۱، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۷، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۳۔

۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۳، ۵۹۹، بحار الانوار جلد ۷۶ ص ۲۹۰۔

اشعار کا تعلق ابلیس سے ہے۔"[1]

❖ **بازار:** بازار شیطان کا بہترین میدان عمل ہے، وہ ہمیشہ بازاریوں کے درمیان رہتا ہے اور بقول شیخ عطار کے وہ بازار کا داروغہ ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص بازار میں لین دین کررہا ہے وہ بہت جلد فریب کھاجاتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

مجالس الاسواق محاضر الشّیطان

"لین دین کے لیے بازاریوں کا محلِّ اجتماع شیطان کے حاضر ہونے کی جگہ ہے۔"[3]

رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"شیاطین ہر روز صبح لین دین کرنے والوں کے ساتھ سب سے پہلے اپنے جھنڈوں کو لے کر بازار پہونچ جاتے ہیں اور سب سے آخر میں وہاں سے نکلنے والوں کے ساتھ باہر آتے ہیں اور ان کا مقصد معاملہ کرنے والوں کو دھوکہ دینا اور انھیں حرام میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔"[4]

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ از الفاظ رسول اکرمؐ ح ۵۷۷۱، بحارالانوار جلد ۷۴ ص ۱۳۳۔
۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲، ص ۵۹۳-۵۹۹۔
۳۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۳۴۔
۴۔ نہج الفصاحۃ ص ۱۲۷ حدیث ۳۷۵۱۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

شرّ بقاع الارض الاسواق وھی میدان ابلیس

"زمین کا بدترین حصّہ بازار ہے جس میں خرید وفروخت ہوتی ہے اور وہ جگہ شیطان کے لیے دوسروں کو فریب دینے کا میدان ہے۔"[1]

معاملہ میں ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، کم فروشی وغیرہ معاملات، کسب وکار اور تجارت کے وہ مسائل ہیں جن کے ذریعہ شیطان آسانی سے بازاریوں کو فریب دے کر حرام میں مبتلا کرتا ہے۔

❖ **کاہن (ساحر):** شیطان کے کاموں میں سے ایک کام سحر وجادو ہے اور اس گناہ کی سزا قتل اور اس کا انجام دوزخ ہے۔

علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

والکاھن کالسّاحر والسّاحر کالکافر والکافر فی النّار۔

"کاہن، ساحر ہے اور ساحر کافر ہے اور کافر کی جگہ اور اس کا مقام جہنّم ہے۔"[2]

امام صادقؑ نے فرمایا:

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ ابواب تجارت ح ۳۷۵۱۔
۲۔ نہج البلاغۃ فیض خطبہ ۷۸، میزان الحکمت جلد ۴ ص ۴۰۸، بحارالانوار جلد ۷۶ ص ۲۱۲۔

والکاهن ملعون و السّاحر ملعون.

"کاہن وساحر ملعون ہیں۔" ۱؎

حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں:

حدّ السّاحر ضربة السّیف.

"ساحر کی سزا اوراس کی مجازات شمشیر کی ایک ضرب (گردن پر ہے تاکہ اس کا خاتمہ ہوجائے)" ۲؎

❖ **مزامیر:** سازوآواز وترانہ ورقص کی مناسبت سے بیان ہو چکا ہے، حضرت رسول اکرمؐ ایک جملہ ارشاد فرماتے ہیں:

صوت عندالنّعمة باللّهو و لعب بالمزامیر و انّها مزامیر الشّیطان.

"نعمت کے وقت ترانہ خوانی اور گانے بجانے کی آواز کا بلند کرنا شیطان کے مزامیر (باجہ) کی آواز ہے۔" ۳؎

❖ **شراب:**

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۲ ص ۱۰۳، بحارالانوار جلد ۷۶ ص ۲۱۲۔

۲۔ نہج الفصاحۃ ص ۲۸۴، حدیث ۱۳۵۱، مستدرک جلد ۱۸ ص ۱۹۲، وسائل جلد ۱۸ ص ۵۷۶۔ (مشابہ)

۳۔ مستدرک جلد ۲ ص ۸۵ ۴، مستدرک الوسائل جلد ۱۳ ص ۲۱۸، (چاپ جدید)

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

انّما الخمر...... رجس من عمل الشّیطان. ۱؎

"شراب خبیث مائع ہے اور (شراب خوری) شیطانی عمل ہے۔"

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

انّما یرید الشّیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر و المیسر ویصدّکم عن ذکر الله و عن الصّلواة فهل انتم منتهون. ۲؎

"شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے بارہ میں تمہارے درمیان بغض وعداوت پیدا کردے اور تمھیں یادخدا اور نماز سے روک دے تو کیا تم واقعاً رک جاؤ گے۔ ان تمام باتوں کے باوجود کیا تم ان شیطانی کاموں سے دست بردار نہیں ہوگے کہ شیطان کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔"

امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

والخمر هو شراب ابلیس

"شراب ابلیس کا مشروب ہے۔" ۳؎

حضرتؑ اس کلام کے تکملہ میں فرماتے ہیں:

۱۔ مائدہ/۹۰۔ ۲۔ مائدہ/۹۱

۳۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷، مستدرک جلد ۱۷ ص ۴۵-۴۶ (چاپ جدید)

"شراب عقل کو زائل کرنے والی قلب کو فاسد کرنے والی اور بے شرمی کا سبب ہے اور انسان کو خدا سے دور کرتی ہے۔" ۱؎

حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من بات سکرانا بات عروسا للشّیطان۔

"جو شخص مستی کی حالت میں شب بسر کر کے صبح کرے تو اس وقت وہ شیطان کی دولہن ہے۔" ۲؎

❖ **عورتیں:** عورتوں پر نگاہ کے آثار اور ان کے شیطان کے جال ہونے کے بارہ میں اشارہ ہو چکا۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام تین جملے فرماتے ہیں:

العیون مصائد الشّیطان

"نامحرم پر نگاہ ڈالنا شیطان کے جال میں سے ایک جال ہے۔" ۳؎

لیس لابلیس جند اشدّ من النّساء۔

"ابلیس کے لیے عورتوں سے زیادہ دلیر اور بہادر کوئی لشکر نہیں ہے۔" ۴؎

لیس لابلیس وھق اعظم من الغضب والنّساء

۱۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷، مستدرک (چاپ جدید) جلد ۱۷ ص ۴۵-۴۶۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۱۶۴۔ ۳۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۲۳۵۔

۴۔ میزان الحکمت، جلد ۵، صفحہ ۹۵

"شکار کے لیے ابلیس کے پاس غصّہ اور عورتوں سے بڑی اور مضبوط کوئی اور کمند نہیں ہے۔" ۱؎

❖ **راہ (طریق):** شیطان ہر راستہ پر انسان کی تاک میں بیٹھا رہتا ہے وہ اس کا اس طرح پیچھا کیا کرتا ہے کہ وہ انسان کو دیکھتا ہے لیکن انسان اس کو نہیں دیکھ پاتا۔

ہاں شیطان تمام برائیوں کا مظہر اور انسان کا جانی دشمن ہے وہ ہر جگہ انسان کے راستہ پر جال بچھائے رہتا ہے تا کہ اسے راہ راست سے منحرف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملعون نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔

خدایا! میں تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا اس کے بعد سامنے پیچھے اور داہنے، بائیں سے آؤنگا (تا کہ ہر ممکن طریقہ سے انھیں بہکا سکوں)۔ ۲؎

❖ **جھوٹ:** شیطان کا وجود شرارت اور خباثت کا مظہر ہے اور وہ لوگوں کی گمراہی اور بدبختی کا سبب ہوتا ہے۔

اس کی مکر آمیز رفتار، برے اور پست اخلاقی صفات اس کے بڑے جال ہیں، جھوٹ اور جھوٹی قسم شیطان کے ان جالوں میں سے ہے۔ جس کے ذریعہ اس نے خلقت انسان کے آغاز میں آدمؑ ابوالبشر کو فریب دیا اور انھیں جنّت سے نکلوادیا۔

تو اے آدمی یاد رکھ جھوٹ شیطان کا وہ مکر ہے کہ تمہاری زبان سے بولتا ہے تا کہ تمھیں ہلاک کر دے۔

۱۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵۔

۲۔ اعراف/۱۷

جھوٹ کے مختلف اثرات کے بارہ میں کئی حکایتیں نقل ہو چکی ہیں بقیہ دوسرے برے اعمال اور صفات کے سلسلہ میں صرف ایک جملہ کافی ہے کہ" جو کچھ برائی اور خباثت ہے وہ سب شیطانی ہے۔

۲۲۶۔شیطان اور نشہ آور مشروب: (شراب کی مستی)

ایک جوان اپنی بہن اور بوڑھے باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک رات وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ ابلیس انتہائی ڈراؤنی صورت میں اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اسے جگا دیا۔ اس ملعون کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر اس جوان کی گھگھی بندھ گئی۔

ابلیس نے اس سے کہا میں موت ہوں اور تمہاری جان لینے کے لیے مجھے بھیجا گیا اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو تین کاموں سے ایک کام کرو ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔

اور وہ تین کام یہ ہیں:

۱۔ اپنے بوڑھے باپ کو مار ڈالو۔

۲۔ یا اپنی بہن کو اتنا مارو کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جائے۔

۳۔ یا پھر اس جام شراب سے کہ جو میرے ہاتھ میں ہے اس میں سے چند پیالے پیو۔

اگر تم نے کاموں میں سے کسی ایک کام کو انجام دے دیا تو میں تمہیں ہلاک

کرنے سے چشم پوشی کروں گا۔

وہ جوان شیطان کی ان دھمکیوں سے کانپنے اور لرزنے لگا جیسے کسی نے درندہ شیر نر کو دیکھ لیا ہو، اس عالم میں اس نے سوچا:

میرے بوڑھے باپ اور جوان بہن نے کیا خطا کی ہے جو انھیں ستاؤں ایک کی ہڈیاں توڑوں یا دوسرے کو قتل کر دوں یہ سب گناہ ہے اور قتل تو بہت ہی بڑا جرم ہے لہٰذا اس نے سوچا یہ تیسرا کام ان دونوں کے مقابلہ میں آسان اور بے خطر ہے اس سے ہماری جان اور باپ اور بہن کی بھی جان بچے گی اور شیطان کا خطرہ بھی برطرف ہو جائے گا۔

اس خیال کے بعد اس نے ارادہ کر کے چند پیالے شراب کے پی لیے۔ وہ جوان شراب کی خراب کاریوں سے غافل تھا کہ وہ ابھی کیا رنگ لائے گی۔ اس نے جیسے ہی شراب پی اس کا چہرہ لال ہو گیا اور دونوں آنکھیں خون سے بھرے ہوئے دو پیالوں کی طرح سرخ ہو گئیں وہ اپنی طبیعی حالت کھو بیٹھا اور مستی میں باپ پر حملہ کر بیٹھا اور اس کا بوڑھا باپ اور جوان بہن دو کبوتروں کی طرح اس کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

آخر کار شراب کی مستی میں اس نے بہن کی ہڈیاں بھی توڑیں اور باپ کو قتل بھی کر ڈالا اور نتیجہ میں تینوں کام جو شیطان چاہتا تھا اس نے انجام دے دیئے۔

کاش انگور کے تمام باغ اور چمن خشک ہو جاتے، جل جاتے کہ اس میں انگور ہی نہ نکلتے کہ جس سے شراب بنتی تا کہ لوگ اس کے شر و فساد سے نجات

پاجاتے۔[۱]

ایک روایت کے مطابق ابلیس ملعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا:

"اے موسیٰ میں تمہیں کچھ باتیں بتاتا ہوں اسے اپنے ذہن نشین کرلو اور وہ بات یہ ہے: جس دسترخوان پر شراب پی جارہی ہو ہرگز اس پر نہ بیٹھنا کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔"[۲]

ایک روایت میں حضرت علیؑ سے عرض کیا گیا:

کیا آپ شراب نوشی کو زنا اور چوری سے بھی بدتر سمجھتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

ہاں، شراب خوار جب شراب پیتا ہے تو زنا بھی کرتا ہے چوری بھی کرتا ہے قتل کا مرتکب بھی ہوتا اور نماز بھی ترک کرتا ہے (اور دوسرے واجبات اور احکام دینی کو چھوڑ دیتا ہے۔)[۳]

۲۲۷۔ شیطان اور شراب خور: (نشیلے مشروبات کے اثرات)

حماد کہتے ہیں: امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ شراب کو حرام کیا اور جو شرابی

۱۔ ایرج مرزا ص ۳۱۵۔

۲۔ مستدرک جلد ۱۴، ص ۲۶۶، ابواب مقدمات نکاح باب ۷۹ حدیث ۶،

۳۔ وسائل جلد ۱۷، ص ۲۵۲، ابواب اشربۂ محرمہ باب ۱۲ حدیث ۸۔

ہو اور تم میں سے کسی کے پاس پیغام لے کر آئے تو یاد رکھو وہ رشتہ کی لیاقت نہیں رکھتا (اسے لڑکی نہ دو) اور اگر کوئی بات کرے تو اس کی تصدیق نہ کرو اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش اور وساطت کو قبول نہ کرو۔ امانت سونپنے میں اس پر اطمینان نہ کرو، اگر امانت اس کے ہاتھ سے ضایع ہوجائے تو خدا اس ضایع شدہ امانت کا تدارک نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کو اجر نہیں دیتا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

ایک دفعہ میں نے ایک شخص کو اپنے لیے تجارت کے لیے کچھ رقم دینے کا ارادہ کیا تاکہ وہ یمن کی طرف جائے۔ جب اس بارہ میں میں نے والد بزرگوار امام باقر علیہ السّلام سے مشورہ کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ فلاں کو تجارت کی خاطر سرمایہ فراہم کروں آپ کی کیا رائے ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ وہ شرابی ہے؟

میں نے عرض کی: یہ بات چند مؤمنین بتاتے ہیں کہ وہ شراب پیتا ہے۔

والد بزرگوار نے فرمایا: ان چند مؤمنین کی باتوں کو مان لو کیوں کہ خدا فرماتا ہے۔

یؤمن باللہ و یؤمن للمؤمنین۔

"پیغمبر، خدا پر ایمان رکھتے تھے اور مؤمنین کی تصدیق فرماتے تھے ان پر آپ کو اطمینان تھا۔"[۱]

۱۔ توبہ/۶۱۔

آپؑ نے فرمایا:

اگر تم نے سرمایہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ برباد ہو گیا تو یاد رکھو خدا نہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور نہ ہی اس کا تدارک کرے گا۔

میں نے سوال کیا: آخر وہ کیوں؟ فرمایا: کیونکہ خدا خود فرماتا ہے:

ولا تؤتوا السّفهاء اموالکم الّتی جعل الله لکم قیاما۔

"اور ناسمجھ لوگوں کو ان کے وہ اموال جن کو تمہارے لیے قیام کا ذریعہ بنایا گیا ہے نہ دو' کیا شرابی سے زیادہ اور کوئی نادان ہو سکتا ہے؟ [1]

انّ العبد لا یزال فی فسحة من ربّه مالم یشرب الخمر فاذا اشربها خرق الله یسر باله فکان ولده و اخوه و سمعه و بصره ویده و رجله ابلیس یسوقه الی کلّ شرّ و یصرفه عن کلّ خیر۔

"بندہ جب تک شراب نہیں پیتا خدا کی نگہ بانی' پناہ اور اس کی مغفرت میں بسر کرتا ہے اگر اس نے شراب پی لی تو خدا اس کے راز و اسرار فاش کر دیتا ہے۔ اور اسے اپنی پناہ میں نہیں رکھتا، اس صورت

۱۔ نساء/۵

میں اس کی اولاد اور بھائی بند شیطان کے کان، آنکھ اور ہاتھ پیر ہوتے ہیں اور وہ ملعون اسے ہر برائی کی طرف گھسیٹتا پھرتا ہے اور ہر کارِ خیر کی انجام دہی سے مانع ہوتا ہے۔" [1]

۲۲۸۔ حضرت سلیمانؑ اور شیطان کی سازش: (سحر و جادو)

ولکنّ الشّیاطین کفرو ایعلّمون النّاس السّحر۔

"شیاطین اور شیطان صفت یہودیوں نے کفر کیا، جادو سحر کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا۔" [2]

جب جناب سلیمانؑ نے نبوّت کے ساتھ سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی تو خداوند عالم کے حکم سے تمام دنیوی وسائل، اسباب اور مخلوقات خاص کر شیاطین کو آپ کی اطاعت میں دے دیا گیا۔

حضرت سلیمانؑ نے شیاطین کو بڑے سخت سخت کام میں لگائے رکھا تاکہ وہ خالی رہ کر لوگوں میں وسوسہ اور فتنہ و فساد نہ پیدا کر سکیں یہی وجہ ہے کہ آپؑ کے زمانہ میں شیاطین نے بڑے سختی میں زندگی گذاری ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے جب انتقال فرمایا تو شیاطین بہت زیادہ خوش ہوئے اور ابلیس کا کاروبار شروع ہوا حضرتؑ کے انتقال کے بعد ابلیس نے سحر اور جادو کے طریقوں کو ایک طومار

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۸۴، تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۴۶، وسائل جلد ۱۷ ص ۲۴۸، ابواب اشربہ محرّمہ باب ۱۱ حدیث ۵۔

۲۔ بقرہ/۱۰۲۔

میں لکھ کر لپیٹا اور اس کی پشت پر لکھ دیا کہ یہی وہ علم ہے جسے "آصف بن برخیا"[۱] نے جناب سلیمانؑ کی حکومت کے لیے تیار کیا تھا اور یہ ان علمی ذخائر میں سے ہے کہ اس کے ذریعہ جو کچھ انجام دینا چاہے آدمی انجام دے سکتا ہے۔

پھر اس طومار کو جناب سلیمانؑ کے تخت کے نیچے چھپا دیا اور کچھ شیاطین اور یہودی بزرگ افراد کو اس کی اطلاع دی اور ان کی راہنمائی کی۔ جب وہ طومار جناب سلیمانؑ کے تخت کے نیچے سے نکالا اور پڑھا گیا تو لوگ حیرت سے کہنے لگے کہ سلیمانؑ جو ہم پر حکومت کر رہے تھے اور انھیں ہم پر غلبہ حاصل تھا وہ اسی جادو اور سحر کی وجہ سے تھا لہٰذا جناب سلیمانؑ کو جادو اور سحر کی تہمت لگائی گئی کہ آپؑ ساحر اور جادوگر تھے۔ لیکن مؤمنین نے کہا: نہیں یہ جھوٹ اور تہمت ہے کیوں کہ ان کی حکومت خدا کی طرف سے تھی اور وہ خود بندہ ہونے کے ساتھ خدا کے رسول تھے جو ہرگز جادو اور سحر نہیں کر سکتے۔

لیکن بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے مؤمنین کی بات نہیں مانی اور شیطان سے دھوکہ کھا کر اس طرح گمراہی اختیار کی کہ وہ توریت سے دست بردار ہو گئے

۱۔ آصف بن برخیا ایک قول کے مطابق جناب سلیمانؑ کے وزیر، مورد اطمینان، دوست اور کاتب تھے آپ اسم اعظم سے واقف تھے اور اس کے ذریعہ خدا سے دعا فرماتے تو وہ قبول ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو جناب سلیمانؑ کے لیے حاضر کیا تھا۔ (نمل/۴۰) دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۱ ص ۴۱۵۔

اور سحر و جادوگری میں لگ گئے۔[۱]

لہٰذا، سحر، جادو، طلسم، نظر بد اور غیر شرعی اذکار، باطل اور خبیث اعمال اور کفر آمیز حرکتیں ہیں جو شیطانی کام ہیں اور شیطان صفت آدمی ہی اس کی پیروی کرتے ہیں۔

۲۲۹۔ شیطان کے نام اور القاب: (رجیم، ابلیس، اہریمن، دیو)

شاہ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنیؒ فرماتے ہیں: میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"رجیم کا مفہوم قرآن مجید میں "من الشّیطان الرّجیم"[۲] جیسی آیتوں کے ذیل میں یہ ہے کہ شیطان لعنت کے ساتھ خداوند عالم کی درگاہ سے نکالا گیا اور خیر و نیکی کی ہر جگہ سے دور کر دیا گیا، مؤمنین اس کو لعنت کے علاوہ اور کسی چیز کے ذریعہ یاد نہیں کرتے، یقیناً جب قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ظہور ہوگا تو ان کے زمانہ میں ہر مومن شیطان کو پتھر مار کر اپنے سے دور کرے گا جیسا کہ اس

۱۔ اس واقعہ میں سحر و جادو کی داستان مختلف طریقوں سے نقل ہوئی ہے۔ تفسیر المیزان، تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، تفسیر صافی، تفسیر کاشف، تفسیر نمونہ، تفسیر منہج الصادقین، تفسیر مجمع البیان، تفسیر اثنا عشری، ذیل سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲، مستدرک جلد ۲ ص ۴۳۳، مستدرک چاپ جدید ۱۳ ص ۱۰۵۔

۲۔ آل عمران/ ۳۳۔

سے پہلے اسے لعن ونفرین کیا جاتا رہا ہے۔"[1]

عباس بن ہلال کہتے ہیں: ایک دن امام رضا علیہ السلام ابلیس کے بارہ میں گفتگو فرمارہے تھے آپؑ نے فرمایا:

ابتداء میں ابلیس کا نام حارث تھا اور خدا نے جو اسے "یا ابلیس" کہہ کر پکارا اس کے معنی ہیں "اے نافرمان" لہٰذا اسے ابلیس اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے نافرمانی کی اور رحمت خدا سے ناامید اور مایوس ہوگیا ہے۔[2]

دوسرے الفاظ میں: جب شیطان نے حکم خدا سے سرکشی کی تو خدا نے اسے "اے ابلیس" کہہ کر پکارا اور ابلیس نافرمان اور رحمت خدا سے مایوس و ناامید کے معنی میں ہے۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی میں دوسرے اعتبار سے معنی بیان کیے گئے ہیں: ابلیس اس موجود کا خاص نام ہے جس نے خدا سے سرکشی کی اور اس کی بارگاہ سے نکالا گیا اور یہ نام دوسرے عام شیاطین کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابلیس نام کے بارہ میں ۴ مختلف زاویوں سے بحث ہوئی ہے۔

۱۔ لغت اور عربی ادب کے اعتبار سے۔

۲۔ قرآن مجید میں۔

۳۔ کلام میں۔

۴۔ فارسی اور عرفانی ادب میں۔

۱۔ معانی الاخبار ص ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۲۔

۲۔ معانی الاخبار، ص ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱۔

۱۔ دینی اور عربی ادبیات میں اسے ابلیس کے علاوہ "حارث" نام اور "رجیم" کے قرآنی لقب سے پکارا جاتا ہے، اس کے اور بھی القاب اور کنیت ہیں جن میں سے ابومرّہ۔ ابوخلاف، ابولبینی (کہا جاتا ہے لبینی اس کی لڑکی کا نام تھا) ابوالجن (ابوالبشر اور ابوالانس حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں) ابودجانہ اور خنّاس وغیرہ ہیں۔

۲۔ قرآن مجید میں ابلیس ایک موجود جو رحمت خدا سے مایوس ہونے کے معنی میں ہے اور کبھی شیطان کے ہم معنی استعمال ہوتا ہے اگرچہ لفظ شیطان بھی قرآن میں ابلیس کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ابلیس خدا کی نافرمانی کی وجہ سے قرب الٰہی سے وقت معلوم تک کے لیے نکال باہر کیا گیا ہے۔

(سورۂ حجر/ ۱۵-۱۸ و سورۂ ص/ ۸-۳۸)

اور وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اسی وجہ سے "عدوّ مبین" کہا گیا ہے۔ (بقرہ/ ۲/ ۶۸/ ۲۰۸، یوسف ۵-۱۲.....)

۳۔ علم کلام: متکلّمین نے لفظ ابلیس اور اس کی داستان کے سلسلہ میں مختلف آیات و روایات سے اس کی داستان کو اخذ کرکے اسے بحث کا موضوع قرار دیا ہے۔

اس بارہ میں عقلی استدلال کرکے اپنے معیار کو پایۂ ثبوت تک پہونچایا ہے اسی لیے کبھی انھوں نے ماہیت ابلیس کے سلسلہ میں تاویلات پیش کی ہیں اور جن لوگوں میں فلسفی یا عرفانی ذوق تھا انھوں نے ابلیس کو دو اعتبار سے دیکھا ہے:

۱۔ ایک یہ کہ ابلیس عالم کبیر ہے جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ابلیس عالم صغیر ہے۔

بعض کلامیوں کا کہنا ہے کہ اس کا تعلّق جناتوں سے ہے اور چونکہ انسان کی طرح ان میں سے کچھ کافر اور بعض مومن ہیں اور ابلیس کافر جناتوں میں سے ہے۔

۳۔ فارسی کی نثر و نظم اور عرفانی ادبیات میں ابلیس کو زیادہ تر شیطان، دیو، اہریمن جیسے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور لغات میں ابلیس کو دیوؤں کا داروغہ کہا گیا ہے۔

یہ اسماء جب جمع کی صورت مثلاً ابالسہ، ابالیس، شیاطین، دیوان اور اہریمنان میں استعمال ہوتے ہیں تو اس سے مراد ابلیس کے پیروکار جن وانس کے سرکش اور بدسرشت لوگ ہیں۔ ان تعبیرات کو ان صفات کے مالک انسانوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً دیوشرست، دیوخوی، دیوکردار، اہرمن روی وغیرہ۔[1]

ابلیس: اس کا نام عزازیل ہے اور یہ خدا کے مقرّبین میں سے تھا اور اللہ کی رحمت سے مایوسی کی وجہ سے اس نام سے پکارا گیا۔

شیطان: مادّہ شَطَن، شطونا، دور ہونے اور خدا کی بارگاہ سے نکالے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲، ص ۵۹۲ - ۵۹۸ لفظ ابلیس۔

ہوئے شخص کے معنی میں ہے بعض کا خیال ہے کہ اس کا تعلّق لفظ شاط، شیطاً سے ہے، جس کے معنی ہلاکت کے ہیں اور خبیث، پلید، شریر اور نافرمان روح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اہریمن: بُرا رہنما اور شر اور فساد کا سرچشمہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ شیطان، دیو اور جن کو بھی اس نام سے پکارا جاتا ہے۔

دیو: ایک خیالی اور افسانوی موجود ہے جس کا ڈھانچہ انسان سے ملتا جلتا ہے لیکن بہت زیادہ لحیم شحیم، بدصورت، ڈراؤنا اور دم اور سینگ والا ہوتا ہے۔ قدیم زمانہ میں گمراہ کرنے والے بدکار اور شیطان جیسوں کو دیو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔[1]

۲۳۰۔ لیلۃ الجنّ: (مسلمان جنوں کے مبلّغ)

علقمہ بن قیس نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا:

آپ لوگوں میں سے کون کون "لیلۃ الجنّ" میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔

انھوں نے جواب دیا: اس رات ہم میں سے کوئی آپؐ کے ہمراہ نہیں تھا۔

انھوں نے بتایا کہ "لیلۃ الجنّ" میں رسول اللہؐ ہم لوگوں کو مکّہ میں نہیں مل پا رہے تھے۔ ہم ان کی تلاش میں در بہ در پھرتے رہے لیکن وہ نہیں ملے تو ہم سمجھے کہ یا آپؐ اغوا کر لیے گئے یا پھر معراج پر تشریف لے گئے۔ اسی فکر و خیال کے

۱۔ لغت نامہ دہ خدا، فرہنگ معین، فرہنگ عمید۔

ساتھ ہم دڑوں میں انھیں تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ دیکھا کہ آپؐ کوہ حرا سے نیچے کی طرف آ رہے ہیں۔ ہم انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہؐ جب سے آپؐ ہماری نظروں سے غائب ہوئے رات کے اس حصّہ تک کسی قوم نے اتنی بے چینی سے نہیں بسر کی جتنی بے چینی اور اضطراب میں ہم لوگ تھے، یہ بتایئے آپؐ تھے کہاں؟ ہم لوگ بے چین تھے اور آپؐ کے سلسلہ میں ڈر رہے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا: آج رات جنّوں کا مبلّغ میرے پاس آیا تھا میں اس کے ساتھ گیا ہوا تھا تا کہ ان کے درمیان قرآن پڑھوں۔

اس گفتگو کے بعد حضرتؐ ہم لوگوں کو اپنے ہمراہ اس جگہ تک لے گئے جہاں جنّ تھے اور آپؐ نے ان کے پیروں کے نشانات، آگ کی جگہ اور چولہے وغیرہ دکھائے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ اس رات ہم میں کوئی آں حضرتؐ کے ساتھ تھا یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔[1]

سورہ احقاف کی آیت ۲۹-۳۱ کے مطابق ارشاد ہوتا ہے:

اور جب ہم نے جنّات میں سے ایک گروہ کو آپؐ کی طرف متوجہ کیا کہ قرآن سنیں تو جب وہ حاضر ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموشی سے سنو پھر جب تلاوت تمام ہوگئی تو فوراً پلٹ کر اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر آ گئے۔ کہنے لگے کہ اے قوم والو ہم نے ایک کتاب کو سنا ہے جو موسیٰؑ کے بعد نازل ہوئی ہے یہ اپنے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور حق و

۱۔ مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۱۴۵، ترجمہ تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۲۰۶۔

انصاف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والی ہے۔ قوم والو اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ تا کہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمھیں دردناک عذاب سے پناہ دے دے۔

قرآن کریم کی ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کے لیے بھی رسول تھے بلکہ دوسرے انبیاء بھی جن وانس پر برابر سے مبعوث ہوئے تھے اور خاص کر خاتم النّبیّین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک گروہ علوم و احکام الٰہی کو حاصل کرنے میں مصروف اور آپ کا فرماں بردار تھا۔

علاّمہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس بارہ میں خود جنّاتوں سے بھی پوچھا گیا کہ تمہاری جنس سے کسی پیغمبر کو مبعوث کیا گیا ہے تو انھوں نے جواب دیا: ہمارے پیغمبر انسان ہی ہیں اور ہم حضرت ختمی مرتبت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور انھیں آخری نبی مانتے ہیں۔[1]

۲۳۱۔ امام صادقؑ اور جنّاتوں کا گروہ: (شیعہ جنّ)

بہت سی احادیث میں جنّاتوں کا ایک گروہ مسلمان اور اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے شیعہ کے عنوان سے پہچنوایا گیا ہے۔

ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں:

۱۔ کتاب جن وشیطان، صفحہ ۶۷-۶۸

ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السّلام کے دولت کدہ پر ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا اور باریابی کی اجازت چاہی تو پتہ چلا کہ ابھی کچھ لوگ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہیں، میں ان کے نکلنے کے انتظار میں بیٹھ گیا جب وہ لوگ رخصت ہو کر باہر آئے تو میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا ہر شخص اجنبی تھا۔

جب امامؑ کی بارگاہ میں شرف یاب ہوا تو میں نے عرض کی:

ہماری جان آپؑ پر قربان ہو یہ بنی امیہ کا زمانہ ہے ان کی تلواریں آپؑ کا خون بہانے کے لیے آمادہ ہیں لہٰذا اجنبیوں اور ناشناس لوگوں سے آپؑ کی ملاقات خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا:

"اے ابو حمزہ گھبراؤ نہیں یہ شیعہ جنّات ہیں جو اپنے دینی مسائل حل کروانے کے لیے آئے تھے۔"[1]

۲۳۲۔ واقعۂ کربلا: (مددگار جنّ)

کتاب "کامل الزیارات" میں نقل ہوا ہے کہ میثمی نے کہا:

واقعۂ کربلا کے وقت کوفہ سے پانچ آدمی امام حسین علیہ السّلام کی مدد کے لیے نکلے اور "شاہی" دیہات سے گذرے تو ان کی ملاقات دو اشخاص سے ہوگئی جن میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ سلام دعا اور مزاج پرسی کے بعد اس

۱۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۱۱۸۔

بوڑھے نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا تعلق قوم جنّ سے ہے اور یہ جوان میرا بھتیجہ ہے ہم امام حسینؑ کی مدد کے لیے کربلا جا رہے ہیں۔ البتہ میری ایک رائے ہے۔

ان لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں تیزی سے پرواز کر کے کربلا جاتا ہوں اور وہاں کی خبر خاص کر لشکر کفار کی اطلاعات حاصل کر کے واپس آتا ہوں تاکہ ہم سب تیزی سے امام حسینؑ کے لشکر کی طرف کوچ کریں۔

انھوں نے کہا: یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔

بوڑھا جنّ ایک شبانہ روز غائب رہنے کے بعد واپس آیا اس حال میں کہ صرف اس کی آواز سنائی دی، آواز والا دکھائی نہیں دے رہا تھا آواز آرہی تھی:

میں تمہارے پاس نہیں آیا مگر یہ دیکھ کر کہ کربلا کے تپتے صحرا میں ان کا بدن بے سر ہے وہ خاک و خون میں غلطاں ہیں، ان کے چاروں طرف جوانوں کے لاشے تھے جن کی گردنوں سے خون رس رہا تھا اور وہ رات کی تاریکی میں چراغ کی طرح چمک رہے تھے اور صحرا کو منور کیے ہوئے تھے میں نے اپنی سواری کو ڈانٹا تاکہ فرشتوں کی آغوش میں جانے سے پہلے مل لوں، حسینؑ وہ نور تھے جن سے لوگ کسب ضیاء کرتے تھے اور خدا شاہد ہے میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے اور فضول نہیں کہی ہیں وہ رسول اللہؐ کے ساتھ جنّت کے غرفہ میں تشریف فرما ہیں وہ فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا اور جعفر طیارؑ کے ساتھ شاد و مسرور ہیں۔[1]

۱۔ کامل الزیارات ابن قولویہ ص ۹۹، منتخب کامل الزیارات ص ۱۳۹۔

۲۳۳۔ایک خدارسیدہ عالم دین کے ساتھ شیعہ جنّ کا سفر: (قبر مطہرامام حسین علیہ السّلام کی زیارت)

مرحوم سید محمد باقر خوانساری کتاب ''روضات الجنّات'' میں مرحوم ملاّ محمد بن عبدالفتاح تنکابنی مازندرانی المعروف بہ ''سراب'' شاگرد مرحوم ملاّ محمد باقر سبزواری صاحب کتاب ''ذخیرۃ المعاذ'' کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مرحوم عتبات عالیات کے سفر میں جب قبر سیّد الشہداء حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوات اللہ علیہ کی زیارت سے مشرّف ہونے جارہے تھے تو راستہ میں ہر منزل کی ابتداء میں ایک شخص ان کی سواری کے آگے پاپیادہ چلتا ہوا دکھائی دے اور جب منزل پر پہونچ جائیں تو نگاہوں سے غائب ہوجائے۔

ایک دن قافلہ والوں سے اس شخص کے بارہ میں سوال کیا لوگوں بتایا کہ وہ بھی اسے نہیں پہچانتے لیکن کسی منزل پر قافلہ پہونچنے کے وقت وہ آتا ہے اور تھوڑی سی غذا لے کر چلا جاتا ہے پھر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ملاّ محمد یہ قصہ سن کر حیران رہ گئے۔ جب اس منزل سے کوچ کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی سواری کے آگے اس شخص کو چلتا ہوا دیکھا جب اس کی چال ڈھال کو غور سے دیکھا تو ان کا تعجب بڑھ گیا کیوں کہ وہ زمین اور ہوا کے درمیان راستہ چل رہا تھا اور اس کے پیر زمین پر نہیں پڑ رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر ان کے بدن نے جھرجھری لی۔ اس شخص کو آواز دے کر انھوں نے اس کے بارہ میں استفسار کیا۔ اس نے کہا: میرا تعلق جنّات قوم سے ہے میں علیؑ اور ان کی اولاد

طاہرینؑ کا چاہنے والا ہوں، ایک دن میرے ساتھ ایک بڑا حادثہ ہوا تو میں نے خدا سے عہد کیا کہ اگر اس نے اس مشکل سے مجھے نجات دی تو میں پاپیادہ کسی شیعہ عالم دین کی ہمراہی میں حضرت اباعبداللہ الحسینؑ کی قبر کی زیارت کو جاؤں گا۔ میں اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتا تھا، جب مجھے پتہ چلا کہ آپ اس آستان کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں تو موقع کو غنیمت جانا اور خود کو آپ کی رکاب کی ملازمت کے ساتھ زیارت کا قصد کرلیا۔[1]

۲۳۴۔ مسلمان شیطان: (ہام بن قیس بن ابلیس)

انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات ہیں جن میں ایک قوم جنّات ہے جو سب کے سب ''جان'' کی اولاد ہیں ان میں سے کچھ کافر اور کچھ مسلمان ہیں اور جنوں میں سے مسلمانوں کا گروہ تھا جو کربلا امام حسینؑ کی مدد کے لیے گیا تھا۔

اور شیاطین سب کے سب ابلیس کی اولاد ہیں اور ان میں سوائے ''ہام بن قیس بن ابلیس'' کے کوئی مومن یا مسلمان نہیں۔[2]

ایک دن ہام بن قیس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرتؐ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟

۱۔ روضات الجنّات جلد ۷ ص ۴، ۵۳، ۳، فوائد الرضویہ شیخ عباس قمیؒ ص ۵۵۰۔

۲۔ بعض متکلمین کہتے ہیں: ابلیس قوم جنّ سے ہے اور وہ بھی انسانوں کی طرح کافر اور مومن ہوتے ہیں ابلیس کافر جنّات میں سے ہے۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۱ ص ۵۹۷۔

اس نے کہا: میں ہام بن قیس بن ابلیس ہوں۔ جب قابیل نے بھائی کو قتل کیا اس وقت میری عمر چند سال سے زیادہ نہیں تھی اس وقت ہم، لوگوں کو برے اور گندے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے تھے اور انھیں نیک کام اور عبادت خدا کرنے سے روکتے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا:

تم کتنے گندے اور بُرے تھے اور تمہارا کام کتنا بُرا تھا۔

اس نے کہا: اے خدا کے رسولؐ میں اپنے کرتوت سے پشیمان ہو گیا اور جناب نوحؑ کے ہاتھوں پر توبہ کرلی میں آں حضرتؑ کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا، اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ آگ میں تھا، میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اس وقت تھا جب خدا نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی، میں یوسفؑ کے ساتھ کنویں میں تھا، میں حضرتؑ ہودؑ، صالحؑ، اور عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ بھی رہا۔

میں نے توریت کا کچھ حصہ حضرت موسیٰؑ سے سیکھا اور انجیل کی ایک مقدار حضرت عیسیٰؑ سے پڑھی اس کے علاوہ بقیہ دوسری کتابیں پڑھیں اور انھیں دیکھا ہے ان سب میں آپؐ کے آنے اور آپ کی رسالت کی بشارت موجود ہے اور تمام انبیاء نے آپ کو سلام کہلایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ بہترین پیغمبر ہیں آپؐ پر جو چیز نازل ہوئی ہے اس میں سے مجھے کچھ تعلیم دیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

اے علیؑ اسے قرآن کے چند سوروں کی تعلیم دو۔

اس نے کہا: اے رسول خداؐ ہم صرف پیغمبر اور وصی پیغمبر کی ہی اطاعت کرتے ہیں یہ کون شخص ہے جس کے حوالہ آپؐ مجھے کررہے ہیں؟

رسول خداؐ نے فرمایا: یہ شخص میرا بھائی، وزیر، وارث، علی بن ابی طالبؑ ہے جس کا نام توریت میں ''ایلیا'' اور انجیل میں ''حیدرہ'' ہے۔

اس نے کہا: ہاں اے خدا کے رسولؐ میں نے بھی اسے کتابوں میں پڑھا ہے اس کے بعد حضرت علیؑ نے اسے چند سوروں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ احکام دین سکھائے وہ یہ سب کچھ آپ سے سیکھ کر رخصت ہوا اس کے بعد وہ جنگ صفین میں اس رات آیا جب زبردست جنگ ہو رہی تھی۔[۱]

۲۳۵۔ مسلمان جنّ: (شیطان کا پنجتنؑ سے توسّل)

قوم جنّ سے تعلّق رکھنے والی ایک عورت جس کا نام ''عفراء'' تھا کبھی کبھی پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی اور دین کے احکام کی بابت معلومات حاصل کرتی تھی اور اپنی قوم کے صالح اور نیک افراد تک پہونچاتی تھی اور لوگ اس سے اچھی باتیں سیکھتے تھے اور اس کے ہاتھوں پر مسلمان ہوجاتے تھے۔

ایک دفعہ کچھ مدّت گذرنے کے بعد جب عفرا خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے اس سے پوچھا: کہ تم ابھی تک کہاں تھی اور اتنے دنوں کے بعد کیوں

۱۔ بحارالانوار جلد ۱۸ ص ۸۳، حیوۃ القلوب جلد ۲ ص ۲۴۴، مناقب اہل بیتؑ جلد ۱ ص ۲۸۔

آئی ہو؟

عفراء نے کہا: میں اس عرصہ میں اپنی بہن سے ملاقت کے لیے گئی ہوئی تھی

آپؐ نے فرمایا: کتنے خوش نصیب ہیں وہ دو مومن جو خدا کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کیونکہ خداوندعالم ان دونوں مومنوں کے لیے بہشت میں نعمتیں فراہم کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرتؐ نے پوچھا:

اے عفرا اس سفر سے تم میرے لیے کیا نئی خبر لائی ہو؟

عفرا نے کہا: اے خدا کے رسولؐ اس سفر میں ایک دن میں نے دریائے اخضر کے کنارے ایک سفید پتھر پر ابلیس کو دیکھا کہ آسمان کی طرف دونوں ہاتھوں کو بلند کرکے کہہ رہا تھا: پروردگارا! جب تو اپنی قسم پر عمل کرتے ہوئے مجھے جہنّم میں بھیجے تو میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ علیہم السّلام کے حق قسم دیتا ہوں کہ مجھے اپنی مغفرت و رحمت سے معاف کردے اور آتش جہنّم سے نجات دے دے۔

میں نے ان کلمات کو سنا تو پوچھا کہ: اے حارث یہ کیسے اسماء ہیں جن کے وسیلہ سے تو دعا مانگ رہا ہے؟

شیطان نے کہا کہ قبل اس کے کہ خدا آدمؑ ابوالبشر کو خلق کرے میں نے عرش پر ان اسماء کو لکھا ہوا دیکھا تھا اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق ہیں لہٰذا اپنی نجات کے لیے میں نے ان اسماء کو وسیلہ قرار دیا اور خدا کو قسم

دی۔

حضرتؐ نے اس خبر کے سنتے ہی فرمایا:

"اگر اہل زمین حقیقت میں خدا کو ان اسماء کی قسم دیں تو خدا یقیناً ان کی مراد پوری کرے گا۔"

ایک روایت میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"جب قیامت کا دن آئے گا تو خداوندعالم ان اسماء کو اس (شیطان) کے سینہ سے محو فرمادے گا"[1]

۲۳۶۔ شیطان کی آرزو: (رحمت الٰہی کی لالچ)

ایک دن قوم جن کی ایک عورت دریا کنارے سے گذر رہی تھی تو اس کی نظر ابلیس پر پڑی دیکھا کہ وہ ایک پتھر پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کر کر کے زار زار اس طرح رو رہا ہے کہ اس کے آنسو گالوں پر بہہ رہے ہیں۔

اس عورت نے تعجب سے پوچھا: اے ابلیس تجھ پر وائے ہو ان طولانی سجدوں سے تجھ کو کیا ملے گا؟

ابلیس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ جب خدا اپنی قسم پر عمل کرتے ہوئے مجھے جہنّم میں ڈال دے تو اپنی رحمت واسعہ سے آتش جہنّم سے نجات دے

۱۔ خصال جلد ۲ ص ۶۳۹، بحارالانوار جلد ۱۸ ص ۸۳، حیٰوۃ القلوب ص ۲۴۴، مناقب اہل بیتؑ جلد ۱ ص ۱۸۲، بحارالانوار ۶۰ ص ۲۱۶، جلد ۳۹ ص ۱۶۶۔

دے۔[1]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامة نشر اللہ تبارك و تعالیٰ رحمة حتّٰی یطمع ابلیس فی رحمته۔

"جب قیامت کا دن آئے گا تو خداوند عالم اپنی رحمت کو اس قدر وسعت دے گا کہ شیطان کو بھی اس کی رحمت کی لالچ ہو جائے گی۔"[2]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"روز قیامت خداوند عالم اپنی بخشش و رحمت کو اس قدر وسیع کرے گا کہ اس روز تک کسی بندہ نے اس کا تصوّر تک نہیں کیا ہوگا اور اس کے دل میں بھی خطور نہیں ہوا ہوگا کہ ابلیس کو بھی یہ امید بندھ جائے گی کہ خدا اسے بھی معاف کردے گا سر جھکا کر اور گردن ٹیڑھی کر کے کھڑا ہو جائے گا۔"[3]

اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے توسّل کے بارہ میں ایک جملہ نقل ہے جو حضرت علیؑ نے جناب کمیلؓ سے فرمایا تھا:

اے کمیلؓ زمین شیطان کے پھندوں سے اٹی پڑی ہے اور ان پھندوں سے سوائے اس شخص کے کوئی نہیں بچ سکتا جس نے ہم اہل بیتؑ سے تمسّک

۱۔ امالی شیخ صدوق مجلس ۷۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۰۔

۲۔ امالی شیخ صدوق مجلس ۷۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۶، روضۃ الواعظین ص ۵۵۱۔

۳۔ محجۃ البیضاء جلد ۷ ص ۲۶۴، کیمیائے سعادت جلد ۲، ص ۳۹۴۔

کیا ہو، اس خدا کی قسم جس نے تمہیں اس امر سے دانا اور آگاہ کیا ہے اس کے پھندوں سے سوائے اس کے بندوں کے اور کوئی نجات نہیں پا سکتا اور خدا کے خالص بندے اور اس کے دوست دار ہمارے شیعہ ہیں۔[1]

اَللّٰهُمَّ انّ ابلیس عبد من عبیدك یرانی من حیث لا اراه و انت تراه من حیث لا یراك و انت اقویٰ علٰی امره کلّه وهو لا یقویٰ علٰی شیٔ من امرك اللّٰهمّ فانا استعین بك علیه یا ربّ فانّی لا طاقة لی به ولا حول ولا قوّة لی علیه الاّ بك یا ربّ اللّٰهم ان ارادنی فارده و ان کادنی فکده واکفنی شرّه واجعل کیده فی نحره برحمتك یا ارحم الرّاحمین و صلّی اللہ محمّد و اله الطّاهرین۔[2]

"خدایا ابلیس تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے مجھے وہ اس طرح دیکھتا ہے کہ میں اسے نہیں دیکھ پاتا اور تو اسے اس طرح دیکھتا ہے کہ وہ تجھے دیکھنے سے قاصر ہے تو اس کے ہر کام پر قادر ہے جبکہ وہ تیرے کسی امر پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ تو اے خدا میں اس کے مقابلہ کے لیے تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ اے میرے پروردگار

۱۔ بحارالانوار جلد ۶۷ ص ۲۷۲۔

۲۔ دعائے رفع شر ابلیس حاشیہ مفاتیح الجنان۔

کیونکہ مجھ میں اس سے مقابلہ کا یارا نہیں ہے اور نہ ہی مجھ میں اتنی طاقت ہے مگر یہ کہ تیرا وسیلہ درکار ہو، اے میرے پروردگار، خدایا اگر وہ میرا ارادہ کرے تو تُو اس کا ارادہ فرما اگر وہ میرے بارہ میں بد اندیشی سے کام لے تو تو اس سے بداندیشی کر اس کے مقابلہ میں میری مدد کر اور اس کے شر سے نجات دے اور اس کی بداندیشی کو اپنی رحمت سے اس کی گردن میں ڈال دے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور خدا کا درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر کہ۔

جاء الحق و زهق الباطل۔

"دیو جب باہر نکلتا ہے تو فرشتہ اندر آتا ہے۔"

خدایا اپنے گناہ و معصیت کے ذریعہ میں نے تجھے ناراض کیا، تیرے حکم کی خلاف ورزی کی اور ہمیشہ عصیان کیا، تیری اطاعت میں کوتاہی برتی اور کوئی عبادت خالص نہیں کی اور میرا کردار نیک نہیں ہے اور تیری کسی نعمت کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ بے صبری اور ناشکری کا مرتکب رہا اور جیسا مجھے ہونا چاہیئے تھا ویسا کبھی نہیں رہا۔ تیری رضا کا جس طرح طلب گار ہونا چاہیئے تھا نہیں ہوا۔ تو نے پاک فرشتوں کو مجھ پر موکّل کیا اور مجھے اس سے باخبر کیا لیکن میں نے ان سے شرم وحیا نہ کی اور اپنے گناہوں سے انھیں رنجیدہ کیا اور ان کا احترام نہ کیا۔ تو نے دنیا کو عجائبات اور دلیل و برہان سے پُر کر دیا لیکن میں بیدار اور ہوشیار نہ ہوا۔ طرح

طرح کی نعمتوں اور بلاؤں کے ذریعہ میرا امتحان لیا لیکن میں اپنے خانہ میں نہ آیا، موت، قبر، قیامت، حساب و کتاب، انکر و منکر کے سوالات، صراط، میزان اور عذاب دوزخ سے مجھے ڈرایا لیکن میں گناہوں سے باز نہیں آیا۔ تو نے بہشت کے ثواب اور کرامت عطا کرنے کا شوق دلایا لیکن میں گناہوں سے باز نہیں آیا۔ تو نے بہشت کے ثواب اور کرامت عطا کرنے کا شوق دلایا لیکن میں نے گناہوں سے منھ نہیں موڑا، تو نے مجھے مسلسل پکارا اور میری خیر خواہی کی لیکن میں نے ایک نہ سنی اور شیطان اور اس کے چیلوں نے بُرائی سے پکارا اور میرا بُرا چاہا لیکن میں نے ان کا کہنا مانا۔

آج میرا عذر یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کیا بُرا کیا اور اپنے حق میں بُرا کیا لیکن میرا مقصد تجھے رنجیدہ کرنا نہیں تھا یا تیری مخالفت اس وجہ سے نہیں تھی کہ میں تیری عظمت اور توانائی سے واقف نہیں تھا یا تیرے عقاب و شوق سے بے خبر تھا، وجہ یہ تھی کہ شہوت مجھ پر غالب آگئی تھی اور نفس امارہ نے مجھے اکسایا بدبختی نے میرا پیچھا کیا کہ میں نے اپنے انجام کا جنازہ نکال دیا اور ہلاکت کے پھندہ میں پھنس کر بہت زیادہ گناہ کر بیٹھا۔ اپنی عمر گنوائی، ثواب ضایع کیا، شیطان کو خوش کیا، میں درماندہ، ضعیف، حقیر، مسکین اور بے چارہ ہوں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اپنے کیے پر پشیمان ہوں توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ کیا ہے سنا ہے، میں تیرے در پر عاجزی کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اس امید پر کہ اپنے فضل و کرم سے میری توبہ قبول کرلے گا اور میرے گناہوں سے درگذر کر کے مجھے بخش دے گا۔

پروردگار جو کرے گا وہ تو کرے گا اور اپنے رحم و کرم سے کرے گا۔

اے لطیف اپنے مہر و عطوفت، لطف و مہربانی سے مجھے بخش دے تو مجھے منزہ اور پاکیزہ بنادے اور تمام برائیوں کو معاف کردے کہ صرف تو ہی جمیل اور زیبا ہے۔ اے لطیف!

السید حسنین الرضوی کراروی
(زینبیہ اسلامی سینٹر۔ ممبئی)

۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ مطابق ۷؍نومبر ۲۰۰۱ء
چہارشنبہ بوقت ۱-۴۵ بجے شب

﴿ ہماری دیگر مطبوعات ﴾

عقاید

(ائمہ طاہرینؑ کی نظر میں)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے دوسرے مذاہب کے سربرآوردہ افراد سے اصول دین کے موضوع پر مکمل، جامع اور استدلالی گفتگو، جس میں عقاید سے متعلق آپ کے ذہن میں پیدا ہونے والے اکثر سوالوں کے جوابات مل جائیں گے۔

ترجمہ : حجۃ الاسلام السید حسنین رضوی الکراروی

خود بھی پڑھیے اور اہل خاندان، اعزا اور دوستوں کو بھی پڑھنے پر آمادہ کیجیے۔

صفحات: ۱۵۴ قیمت : ۵۰؍روپیے

کربلا ڈکشنری

کربلا کے واقعہ میں شریک ہونے والے افراد نیز مقامات کے نام، مجالس عزاء، جلوس اور عزاداری کے مراسم میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی کا مجموعہ یا دوسرے لفظوں میں واقعہ کربلا کا انسائیکلوپیڈیا، اپنے موضوع پر حجۃ الاسلام والمسلمین جواد محدثی کی منفرد کوشش، جس کا ترجمہ حجۃ الاسلام مولانا کمیل اصغر زیدی صاحب نے اردو میں کیا ہے۔

صفحات: ۱۶۰ قیمت: ۴۰؍روپیے

آفاق انتظار

امام زمانہؑ کے شیدائیوں اوران کے ظہور کی گھڑیاں گننے والوں کے لیے آفاق انتظار ایک بہترین تحفہ ہے۔

زیر نظر کتاب امام زمانہ عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اوران کے انتظار کی حقیقت اور منتظرین کے صفات پر مختصر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے، اختصار کے باوجود افادیت سے سرشار یہ کتاب حقیقی منتظرین کی آنکھوں میں انتظار کی جوت جگاتی ہے۔

ترجمہ : جناب سیّد محمد اکبر رضوی صاحب

صفحات: ۷۲ قیمت: ۱۰/روپے

فلسفۂ غیبت

حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری (عج) کی ولادت، امامت، غیبت اوران کے بارہ میں طرح طرح کے اعتراضات کے جوابات اور تحلیلی جائزوں پر مشتمل مختصر مجموعہ جو دانشمند محترم جناب محمد صالحی آذری کی کاوش ہے۔

جس کا ترجمہ خادم حضرت حجتؑ جناب مولانا سید غلام حسنین کراروی طاب ثراہ نے سلیس اور عام فہم زبان میں کیا تھا۔

صفحات: ۱۰۶ قیمت صرف ۳۰/روپے

موت سے برزخ تک

ہر آدمی جاننا چاہتا ہے کہ مرنے کے وقت اور پھر قبر میں کن کن مرحلوں سے گذرنا ہوگا نیز موت کے بعد سے قیامت تک کے طویل فاصلہ کے سفر میں اسے کس طرح کے توشہ کی ضرورت ہوگی تا کہ وہ اسے مہیّا کرے اوران چیزوں سے بچ سکے جس کی وجہ سے اسے مصیبتوں کا سامنا ہوسکتا ہے۔

آیات، روایات اور حکایات کے ذریعہ مذکورہ موضوع پر سیر حاصل جائزہ لیا گیا ہے، عالم برزخ سے متعلق ذہن میں پیدا ہونے والے اکثر سوالوں کے جواب دانشمند محترم جناب نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی کی اس تالیف میں مل جائیں گے جس کا سلیس اور عام فہم زبان میں ترجمہ جناب مولانا السید حسنین الرضوی کراروی نے کیا ہے۔ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔

آداب متعلّم و معلّم

اسلام میں علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے اور پڑھنے، پڑھانے والوں نیز اس کے سہل الحصول ہونے کے انتظام و اہتمام کرنے والوں کے بارہ میں قرآن اور حدیث نے صریحی طور پر حد سے زائد اجر کا اعلان کیا ہے۔ حجۃ الاسلام مولانا شیخ محمد نجت صاحب قبلہ نے نہایت عرق ریزی سے مذکورہ موضوع پر آیات وروایات سے استفادہ کرتے ہوئے طلاب کرام کی راہنمائی فرمائی ہے۔

صفحات: ۳۲ قیمت صرف ۱۰/روپے

دینی رجحان کے فروغ، قرآن و اہل بیتؑ کی تعلیمات کے تعارف اور جدید نسل کو دینی اور دنیوی تعلیم کی طرف رغبت دلانے کے ساتھ اپنے مختصر لیکن مفید اور جامع وجود کے ذریعہ تشنگان علوم و معارف آل محمد علیہم السلام کو سیراب کر رہا ہے۔

آپ بھی اپنے علاقہ میں طلب کر کے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دیں۔

صرف ۵۰ روپے روانہ فرما کر سال بھر اپنے پتہ پر حاصل کریں۔

Address: zainabia, 132-Husainiya Marg, Mumbai-400003.
Phones: 2 3461019, 2 3413227
email : zainabia@hotmail.com
website : www.zainabiah.com

AL-ILM Publications
Zainabia Islamic Centre
132-Husainiya Marg, Mumbai-400003.
Phones: (022) 2 3413227, 2 3461019
email : zainabia@vsnl.com
website : www.zainabiah.com
cover design : s.razi rizvi